

داستانی نمبر

عزت سیریز

تاریک وادی



42 A

عمران سیریز نمبر

ماورائی نمبر

تاریک وادی

مکمل ناول



صفر شاہین

ارسلاان پبلی کیشنز / اوقاف بلڈنگ / ملتان
پاک گیٹ

محترم قارئین السلام علیکم

سلور جوہلی نمبر کے بعد علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا ایڈونچر ”تاریک وادی“ پیش خدمت ہے۔ کالی داس کی شاندار کامیابی اور خاطر خواہ پذیرائی کے بعد قارئین نے اصرار کیا کہ ماورائی اور خوفناک ایڈونچر پر مزید لکھوں چنانچہ قارئین کی پرزور خواہش پر یہ ناول لکھ دیا۔ اچھا ہے یا برا۔ اس کا فیصلہ تو آپ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ مصنف کو لکھتے وقت کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے، قارئین کے ذوق پر کس حد تک پورا اترے گا البتہ وہ کوشش کرتا ہے کہ پہلے سے زیادہ اچھا لکھے اور قارئین سے دادِ تحسین پائے چنانچہ میں بھی کوشش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ میری محنت رائیگاں نہ جائے اور کامیابی سے ہمکنار ہو کیونکہ میں اپنے شوق کی تکمیل اور ذہنی آسودگی کے لئے لکھتا ہوں محض روزی روٹی کمانا مقصد ہوتا تو ملازمت یا کاروبار کے ذریعے ناول کے معاوضہ سے کئی گنا زیادہ کما سکتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں اکثر جرائم کا سبب دولت کا حصول ہے۔ لکھ پتی شخص بھی کروڑ پتی بننے کی کوشش کرتا ہے اور ارب پتی کو بھی کھرب پتی بننے کی خواہش ہوتی ہے۔ بے شک دولت کی خواہش

عمران کے فلیٹ میں فون کی گھنٹی مسلسل چلا رہی تھی لیکن اس کی چیخ و پکار کا سلیمان پر مطلق اثر نہ ہو رہا تھا۔ وہ کچن میں عمران کے ناشتے کے لئے ابلے ہوئے انڈے چھیلے ہوئے اونچے سروں میں گنگنا رہا تھا۔ عمران واش روم میں فون کی بیل سن رہا تھا اور سلیمان پر پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ وہ فون کیوں اٹینڈ نہیں کر رہا۔ فون آخر تھک ہار کر خاموش ہو گیا۔ یکدم سناٹا چھا جانے پر سلیمان مسکرایا اور اس نے کچن سے چہرہ باہر نکالا۔

”رک کیوں گئے ہو بھئی۔ بجائے جاؤ بیل۔ گھنٹی کی آواز میرے گیت میں میوزک کا کام دے رہی ہے۔ تھوڑی دیر اور بیل بجائے تاکہ آخری مصرع بھی ہو جائے“..... سلیمان نے بیرونی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز سے کہا۔

”ابے گھماؤ نمبروں۔ ڈور بیل نہیں، فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔“

4
بری نہیں ہوتی لیکن دولت کے حصول کے لئے ناجائز اور غیر قانونی ذرائع سے کام لینا ہر معاشرے میں مذموم عمل اور جرم سمجھا جاتا ہے۔ زیر نظر ناول میں بھی مجرموں نے محض دولت کمانے کے چکر میں عمران کو مجبور کر دیا کہ آئیل مجھے مار۔ چنانچہ عمران کو اپنی ٹیم کے ساتھ افریقہ کے تاریک اور خوفناک جنگلات میں جانا پڑا لیکن وہاں عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان ماورائی مخلوق اور بدروحوں کے ہتھے چڑھ گئے اور سیکرٹ سروس کے ممبرز دہشت کی شدت سے غش کھا کھا کر گرنے لگے۔ عمران اور صفدر جیسے بہادروں کے بھی چھکے چھوٹ گئے اور مشن مکمل کرنے کی بجائے انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ آدھور جنگلیوں سے جان بچانے کے لئے تو وہ ہاتھ پاؤں چلا سکتے ہیں لیکن ان دیکھی مخلوق اور بدروحوں سے لڑنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ عمران جیسا ذہین اور چٹانوں سے بلند ہمت آدمی بھی حوصلہ ہار گیا۔ کیوں۔ یہ آپ کو ناول کے مطالعہ سے پتا چل جائے گا البتہ قارئین سے گزارش ہے کہ مطالعہ کے بعد بذریعہ ڈاک مجھے ناول کے بارے میں اپنی قیمتی آراء اور تبصروں سے ضرور مطلع کریں تاکہ مجھے بھی پتا چل جائے کہ یہ ناول آپ کے معیار پسندیدگی پر کس حد تک پورا اترتا ہے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام
صفدر شاہین

عمران کی واش روم سے چیختی ہوئی آواز آئی۔

”اوہ۔ مگر مجھے تو سنائی نہیں دے رہی صاحب۔ کیا آپ نے سنی تھی؟“..... سلیمان نے چونکتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”سنی ہے تو کہہ رہا ہوں نا باورچی کے ختم“..... عمران نے جواب میں غضبناک لہجے میں کہا۔

”آپ نے سنی تھی تو آپ فون اٹینڈ کر لیتے صاحب۔ میں تو مصروف تھا نا“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو کیا میں فارغ تھا۔ تم کس کام میں مصروف تھے؟“..... عمران کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اسی کام میں جو میں روزانہ کرتا ہوں۔ جیسے آپ روزانہ غسل کرتے ہیں۔ اگر غلط کہہ رہا ہوں تو اپنے نامعقول استاد کنفیو شس کی گردن پکڑیں جس نے کہا تھا کہ جس کا کام، اسی کو سنا جائے، دوسرا کرے تو بینڈ باجے۔ لہذا میں خود اپنا کام کرتا ہوں۔ آپ سے کبھی نہیں کہا کہ آئیے انڈے کھائیے“..... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو تم انڈے کھا رہے ہو۔ لعنت ہو تم پر“..... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

”کیوں صاحب۔ انڈے ہی کھا رہا ہوں، آپ کا تو کوئی نقصان نہیں کر رہا“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بکومت۔ کیا یہ نقصان کم ہے کہ دکھ جھیلیں بی فاختہ اور کوئے

انڈے کھائیں“..... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ کیا میں اس وحشی جوزف سے زیادہ کالا ہوں جو آپ مجھے کوا کہہ رہے ہیں“..... سلیمان نے احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلیمان جلدی سے سٹنگ روم کی طرف لپکا کہ اس مرتبہ بھی اس نے کال اٹینڈ نہ کی تو عمران اسے سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

”ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں۔ ڈگریاں نہیں ہیں اس وقت۔“..... سلیمان نے کمرے میں آ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں مگر تم نے پہلے فون اٹینڈ کیوں نہیں کیا تھا۔“..... دوسری طرف سے جولیا کی ہنستی ہوئی آواز آئی تو سلیمان چونکا۔ جولیا اس کی آواز نہیں پہچان سکی تھی کیونکہ سلیمان نے عمران کے لب و لہجے میں بات کی تھی۔

”سوری۔ دراصل میں کچن میں انڈے چھیل رہا تھا۔“..... سلیمان نے ایک لمحہ بعد پھر عمران کی آواز میں ہی کہا۔

”کیوں۔ کیا سلیمان نہیں ہے؟“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس باورچی کے ختم کو واش روم ہی نہیں چھوڑتا۔ وقت بے وقت واش روم کا دورہ کرتا رہتا ہے“..... سلیمان نے غصے سے کہا۔

”تم نے سلیمان کو بہت بگاڑ رکھا ہے عمران“..... دوسری طرف سے جولیا کی ناگوار سی آواز آئی۔

”میں نے نہیں، واش روم نے بگاڑا ہے اسے۔ پورے ایک گھنٹے سے واش روم میں مصروف ہے“..... سلیمان نے جواباً کہا۔
”اچھا۔ واش روم میں وہ کیا کر رہا ہے“..... جولیا نے اس کی بات پر ہنستے ہوئے پوچھا۔

”پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے اسے نیند آ گئی ہو۔ بہر حال وہ باہر نکلے گا تو واش روم سے پوچھ لوں گا“..... سلیمان نے کہا۔
”واش روم سے“..... جولیا کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔
”ہاں۔ کیونکہ سارا قصور واش روم کا ہے کیونکہ واش روم نے

ہی اسے بگاڑا ہے۔ نہ واش روم ہوتا اور نہ سلیمان اس میں جاتا۔ تمہارا کیا خیال ہے“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب“..... جولیا نے کہا۔

”یہی کہ تم کچن سنبھال لو تو آج ہی سلیمان کو گردن سے پکڑ کر فلیٹ سے باہر کر دیتا ہوں“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوراً ہی اس کے منہ سے بلبلاہٹ ابھرنے لگی۔ عمران نے واش روم سے کوئی آواز پیدا کئے بغیر باہر آ کر پیچھے سے سلیمان کی گردن پکڑ لی تھی۔ ساتھ ہی اس نے سلیمان کے ہاتھ سے رسیور چھین کر اپنے کان سے لگا لیا تھا۔

”یکو مت۔ میں آ رہی ہوں وہیں“..... جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”کچن سنبھالنے“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ناشتا کرنے“..... جولیا نے جواباً کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”حص۔ صاحب۔ میری گردن تو چھوڑیں“..... سلیمان نے بلبلائی ہوئی آواز میں کہا۔

”یکو مت۔ جولیا یہاں آ رہی ہے“..... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور اس کی گردن کو دبایا۔

”خ۔ خدا کے لئے صاحب۔ میرا دم نکلا جا رہا ہے۔ مس جولیا کے آنے کی خوشی میں میری گردن چھوڑ دیں اور فلیٹ کو سجانا شروع کر دیں“..... سلیمان نے تکلیف سے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

”ارے وہ ناشتا کرنے آ رہی ہے خبیث آدمی“..... عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا اور سلیمان کی گردن چھوڑ دی۔

”تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے صاحب۔ آپ کو تو شکرانے کے نفل پڑھنے چاہئیں کہ مس جولیا صرف ناشتے پر راضی ہو گئی ہیں ورنہ آج کل تو شادی سے پہلے دولہا کو شرائط کی لمبی چوڑی لسٹ تھما دی جاتی ہے اور حق مہر میں بنگلہ اور گاڑی کا تقاضا کیا جاتا ہے“..... سلیمان نے ایک ہاتھ سے اپنی گردن مسلتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی“..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”اور کیا۔ آپ کو بالکل مفت میں پڑ رہی ہے شادی۔ مس جولیا کے لئے نہ آپ کو گاڑی خریدنی پڑ رہی ہے نہ بنگلہ۔ وہ اسی فلیٹ میں گزارا کرے گی جو آپ نے مفت میں سوپر فیاض سے لے رکھا ہے اور آج تک کرایہ دیئے بغیر فلیٹ کو اپنے باپ دادا کی جائیداد سمجھ کر مکڑی کی طرح اس سے چمٹے ہوئے ہیں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چپ رہو بے وقوف۔ جولیا کو پتا چل گیا کہ یہ فلیٹ سوپر فیاض کا ہے تو جیسے وہ فیاض کو پسند نہیں کرتی، فلیٹ کو بھی پسند نہیں کرے گی اور مجبوراً مجھے اس کے لئے کوئی بنگلہ خریدنا پڑ جائے گا“..... عمران نے تیزی سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ناممکن۔ میں یقین نہیں کر سکتا“..... سلیمان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیوں یقین نہیں کر سکتے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ آپ آج تک اپنے لئے فلیٹ تو کیا ایک جھونپڑا بھی نہیں خرید سکے تو مس جولیا کے لئے بنگلہ کیسے خریدیں گے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ آپ کے ایک درجن بچے بھی اسی فلیٹ میں جوان ہوں گے اور آپ دادا بن کر اسی فلیٹ میں اپنے پوتے پوتیوں کو جھولا جھلایا کریں گے“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے عمران کے مستقبل کے بارے میں کہا تو عمران کے چہرے پر فکر و

پریشانی جھلکنے لگی جیسے اسے سلیمان کی باتوں پر یقین آ گیا ہو۔

”سک۔ کیا اس صورت حال سے بچاؤ کا کوئی راستہ ہے نجومی کے تخم“..... عمران نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”کیوں نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی پریشانی اور مصیبت ایسی نہیں ہے جس سے نکلنے کا خفیہ راستہ نہ ہو“..... سلیمان نے تیزی سے کہا۔

”خفیہ راستہ۔ کیا پریشانی اور مصیبت خفیہ راستے سے آتے جاتے ہیں“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ خفیہ راستہ صرف جانے کے لئے ہوتا ہے صاحب۔ آنے کے لئے تو بے شمار راستے ہوتے ہیں۔ مصیبت کو جو راستہ قریب پڑتا ہو اس سے آتی ہے جیسا کہ اب مس جولیا آ رہی ہیں“۔ سلیمان نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ واقعی وہ آ رہی ہے۔ پیارے تم تو بہت بڑے نجومی ہو۔ کہیں بنگالی نجومی تمہارا دادا تو نہیں تھا“..... عمران نے حیرت سے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ میرا چھوٹا بھائی تھا۔ میں نے اسے نجوم سکھا کر بنگال بھیجا اور وہاں سے وہ بنگالی بابا بن کر واپس آ گیا تاکہ اپنے ملک کے لوگوں کو ایک ہاتھ سے لوٹے“..... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایک ہاتھ سے کیوں“..... عمران نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔

”کیونکہ اس کا ہاتھ ہی ایک تھا۔ دوسرا بنگالیوں نے اس جرم میں کاٹ ڈالا کہ وہ ان کے ہاتھوں کی لکیریں دیکھتے دیکھتے ان کی جیبوں پر ہاتھ صاف کر جاتا تھا۔ ذرا اپنا سیدھا ہاتھ دکھائیے۔“

سلیمان نے جواب دینے کے بعد کہا۔

”بس۔ بس رہتے دو۔ میرا پرس بیڈ روم میں پڑا ہے اس لئے تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے البتہ جولیا آنے والی ہے اس سے کہوں گا کہ تمہیں ہاتھ دکھائے۔ اس کا ہاتھ کافی کرارا ہے۔“

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ مس جولیا سے ذکر مت کیجئے گا صاحب۔ عورتیں بڑی ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں۔ مس جولیا تو میرے پیچھے پڑ جائیں گی کہ میں ان کے ہاتھ میں شادی کی لکیر تلاش کروں۔“ سلیمان نے یکدم گھبرا کر کہا اور تیزی سے پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔

عمران نے غصے سے سر جھٹکا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ اب کس کے پیٹ میں گڑ بڑ ہوئی ہے۔“..... عمران نے رسیور اٹھا کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

”صفر بول رہا ہوں عمران صاحب۔“..... خلاف توقع صفر کی آواز سنائی دی۔

”سناؤ پیارے۔ کہاں ہوتے ہو۔ کئی دنوں سے تم نے اپنی خیر

خیریت کی اطلاع نہیں دی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے بے تکلفی سے کہا۔

”بے کاری کے دنوں میں فلیٹ کے سوا کہاں جا سکتا ہوں۔ آپ کیا کر رہے ہیں آج کل۔“..... دوسری طرف سے صفر نے کہا۔

”آج تو ناشتا کرنے لگا ہوں۔ کل کا پتا نہیں کہ ناشتا نصیب ہو گا یا نہیں۔“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں۔“..... صفر نے کہا۔

”سک۔ کیا ناشتا کرنے۔“..... عمران نے یکدم ہکلاتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ گھبراؤ مت۔ میں ناشتا کر چکا ہوں۔ اب آپ سے ملنے کے لئے آ رہا ہوں۔“..... صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں زحمت کرتے ہو پیارے۔ کل مل لینا۔“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”کل کا کیا پتا کہ ماننا نصیب ہو گا یا نہیں۔ جیسے آپ کو ناشتے کا پتا نہیں۔“..... صفر کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

”بہت اونچے اڑ رہے ہو برخوردار۔ میری بات واپس مجھ پر مار رہے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ ہی کا شاگرد ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ مس جولیا بھی وہاں آ

رہی ہیں اس لئے آپ مجھے کل پر ٹال رہے ہیں“..... دوسری طرف سے صفدر نے چپکتے ہوئے کہا تو عمران بے ساختہ چوٹکا۔

”ارے نہیں پیارے۔ جولیا یہاں کیا کرنے آئے گی۔ اس نے تمہیں غلط اطلاع دی ہو گی“..... عمران نے سٹپٹا کر کہا۔

”اطلاع نہیں دی میرے سامنے بیٹھی ہیں اور انہوں نے یہیں سے آپ کو فون کیا تھا“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے ساختہ سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسی لمحے سلیمان ناشتے کی ٹرے اٹھائے اندر آیا۔

”لو بھئی۔ گئی بھینس کیچڑ میں۔ جولیا کے ساتھ صفدر بھی آ رہا ہے“..... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”دنیا ایک میلہ ہے جس میں کوئی آتا ہے اور کوئی جاتا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے صاحب“..... سلیمان نے بے پروائی سے کہا۔

”قصور تمہارا ہی ہے باورچی خانے۔ تم سے کس نے کہا تھا کہ میری آواز میں جولیا کو کچن سنبھالنے کی پیشکش کرو۔ اب وہ صفدر کو اپنے ساتھ لا رہی ہے۔ گویا تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی اس فلیٹ سے نکلنا پڑے گا“..... عمران نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ رسیور بدستور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

”اوہ۔ تو منع کر دیجئے انہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ رنڈوے، نہیں، میرا مطلب ہے آپ کنوارے ہی رہیں ورنہ ہم

دونوں کو آج رات فٹ پاتھ پر بستر لگانا پڑے گا“..... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سن رہے ہو صفدر۔ سلیمان مجھے کنوارا رہنے کا مشورہ دے رہا ہے جبکہ میں نے تمہیں شہ بالا بنانے کا وعدہ کیا تھا“..... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے شکایتی لہجے میں صفدر سے کہا لیکن لائن بے جان ہو چکی تھی۔ شاید صفدر نے سلیمان اور عمران کو آپس میں جھگڑتے سن کر فون بند کر دیا تھا۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

”جاؤ۔ جولیا اور صفدر کے لئے بھی چائے بنا لینا۔ وہ دونوں اکٹھے آ رہے ہیں“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اکٹھے۔ یعنی کہ مس جولیا اور صفدر صاحب اکٹھے آ رہے ہیں“..... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں۔ اکٹھے“..... عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”قرب قیامت کی نشانی ہے۔ اللہ خیر کرے“..... سلیمان نے پریشان سی آواز میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو نجوی کے بچے۔ جولیا اور صفدر کا اکٹھے ہونا کیسے قیامت کی نشانی ہو گیا۔ وہ انسان ہیں، مرتخ اور زہرہ نہیں کہ جن کے اکٹھے ہو جانے سے دنیا تباہ ہو جائے گی“..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”مگر صاحب۔ سائنسدان بکواس تو نہیں کرتے کہ جب دو مخالف قوتیں یا مثبت اور منفی کرنٹ آپس میں ٹکراتے ہیں تو دھماکا ہوتا ہے۔ برق آسانی کڑکڑاتی ہے اور بادل گرجنے لگتے ہیں۔ آپ کے پاس تو سائنس کی ڈگری ہے پھر آپ انجان کیوں بن رہے ہیں“..... سلیمان نے بڑے مدلل انداز میں کہا۔

”بھاڑ میں گئی سائنس کی ڈگری۔ تم اپنی معلومات بگھارنے کی کوشش مت کرو۔ تم باورچی ہو اور باورچی ہی رہو۔ سائنسدان بننے کی کوشش کی تو دم میں نمدہ باندھ کر قطب شمالی پھینک آؤں گا۔“
عمران نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا تو سلیمان یکدم سہم گیا۔
”اوہ۔ یہ غضب مت کیجئے گا صاحب۔ وہاں تو میری قلفی جم جائے گی۔ سنا ہے وہاں چھ ماہ رات اور چھ ماہ دن ہوتا ہے۔“
سلیمان نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ کچن میں جاؤ۔ وہاں تمہاری قلفی تو کیا پسینہ بھی نہیں جئے گا“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اچھا صاحب۔ جا رہا ہوں۔ ناشتا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔“ سلیمان نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ارے احمق گدھے۔ تم جاؤ گے تو کروں گا ناشتا“..... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کے نہیں، اپنے ناشتے کی بات کر رہا ہوں صاحب جو کچن میں میرا انتظار کر رہا ہے اور میں یہاں سرکھپا رہا ہوں۔“

سلیمان نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور پلٹ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ عمران نے غصے سے سر جھٹکا اور ایک سلاکس اٹھایا ہی تھا کہ اچانک ڈور بیل بج اٹھی اور عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے سلاکس واپس رکھ دیا۔ یقیناً صفدر اور جولیا آئے تھے۔

”سلیمان۔ ذرا دیکھنا“..... عمران نے بلند آواز میں ہانک لگائی۔

”دیکھ رہا ہوں صاحب۔ میرے حصے کے سلاکس اوون میں جل گئے ہیں آپ کے چکر میں“..... سلیمان کی جوابی آواز سنائی دی۔
”ڈور بیل بج رہی ہے اوون کی اولاد“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ڈور بیل بجتی ہے تو بجتی رہے صاحب۔ اس کا تو کام ہی بجنا ہے“..... سلیمان نے بے پروائی سے کہا۔

”میں خود آؤں باہر“..... عمران نے دھمکی کے انداز میں چیخ کر کہا۔

”نن۔ نہیں صاحب۔ آپ اندر ہی اچھے لگتے ہیں۔ میں جا رہا ہوں دروازہ کھولنے“..... سلیمان کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا اور صفدر کمرے میں داخل ہوئے تو عمران کے چہرے پر مسرت دکھائی دی۔

”آہا۔ بہت دیر کی مہربان آتے آتے“..... عمران نے یوں چہکتے ہوئے کہا جیسے سالوں بعد انہیں دیکھ رہا ہو۔

”دیر کہاں۔ ابھی تو دس منٹ ہی گزرے ہیں۔ کیوں مس جولیا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مگر میرا دل تو صدیوں سے تمہارے قدموں کی چاپ سن رہا ہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ تیرے بنایوں گھڑیاں بیتیں اور تم کہتی ہو کہ ابھی دس منٹ ہی ہوئے ہیں“..... عمران نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا اور صفدر اس کے سامنے والے صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

”بکومت۔ کام کی بات کرو“..... جولیا نے مصنوعی غصے سے عمران کو ڈانٹا۔

”بہتر۔ پہلے ناشتا کر لوں۔ ٹھنڈا ہو گیا تو سلیمان کا بچہ گرم کرنے سے انکار کر دے گا۔ چلو شروع ہو جاؤ“..... عمران نے کہا۔ ”میں تو صرف چائے لوں گا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اور جولیا ناشتا کرنے لگے۔ ناشتے کے دوران عمران دانستہ خاموش اور سنجیدہ رہا کہ اگر اس نے کوئی احمقانہ بات کی تو جولیا ناشتا چھوڑ دے گی۔ ناشتا ختم ہونے سے پہلے ہی سلیمان چائے لے آیا۔ اس نے میز پر چائے کے برتن رکھے۔

”سلیمان۔ تم اب چھٹی کرو“..... عمران نے سلیمان سے کہا تو سلیمان نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

”میں سمجھا نہیں صاحب۔ آپ نے تو مجھے کبھی صید پر یا کسی کی

خوشی غمی میں جانے کے لئے بھی چھٹی نہیں دی آج آپ کو کیسے مجھ پر رحم آ گیا“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ اب تمہاری جگہ جولیا آ گئی ہے۔ اس نے آتے ہی مجھ سے کہا ہے کہ کام کی بات کرو۔ ابھی ناشتے سے فارغ ہو کر یہ برتن صاف کرے گی پھر مارکیٹ سے لُنج کے لئے ترکاری اور گوشت لائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ میں یہاں کام کرنے کے لئے نہیں آئی“..... جولیا نے کٹکھنے لہجے میں کہا۔

”لیجئے صاحب۔ ہو گیا کام۔ یہ ساری عمر کوئی کام نہیں کریں گی اور مفت میں تنخواہ بٹورتی رہیں گی“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ جاؤ اپنا کام کرو“..... جولیا نے غضبناک لہجے میں سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بہتر۔ مگر صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ کام آپ کریں گی“..... سلیمان نے بوکھلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”تم جاتے ہو یا اتاروں سینڈل“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے دھمکی دی۔

”نہیں نہیں۔ جا رہا ہوں۔ سینڈل صرف صاحب کو ہی پسند ہیں“..... سلیمان نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا اور پلٹ کر تیزی سے باہر نکل گیا تو صفدر بے اختیار ہنسنے لگا۔ عمران سہمی سہمی نگاہوں

سے جولیاء کی طرف دیکھ رہا تھا جو کافی غصے میں تھی۔
 ”چائے پیجئے مس جولیاء“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جولیاء سے کہا۔

”اس احمق نے سلیمان کو بہت سر چڑھا رکھا ہے“..... جولیاء نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور چائے کا کپ اٹھالیا۔

”کیا کروں۔ کنوارا سمجھ کر ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے کبخت۔ تم مان جاؤ تو آج ہی اسے طلاق دے ڈالوں“..... عمران نے بے چارگی کے انداز میں کہا تو جولیاء اسے گھورنے لگی۔ صفدر سمجھ گیا کہ پھر فساد شروع ہونے والا ہے۔

”عمران صاحب۔ کیا آج کل چیف کے پاس کوئی کیس نہیں ہے“..... صفدر نے موضوع تبدیل کرنے کے لئے عمران سے پوچھا۔

”کیس تو ہے اس کے پاس لیکن وہ تم لوگوں کے کرنے کا نہیں ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایسا کون سا کیس ہے جو ہم نہیں کر سکتے“..... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ڈیلیوری کیس۔ کیا تم کر سکو گے“..... عمران نے اطمینان سے پوچھا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ ایسا کیس آپ ہی کر سکتے ہیں“..... صفدر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بے ہودگی سے باز نہیں آ سکتے“..... جولیاء نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آ جاؤں گا۔ آ جاؤں گا۔ ابھی تو پورا دن پڑا ہے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
 ”سلیمان۔ ذرا دیکھنا“..... عمران نے بلند آواز میں ہانک لگائی۔

”آپ خود ہی دیکھ لیں صاحب۔ مجھ میں سینڈل دیکھنے کی ہمت نہیں ہے“..... باہر سے سلیمان کی آواز آئی۔

”ڈرو مت پیارے۔ جولیاء کے سینڈل کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور ہیں“..... عمران نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر کہا۔

”کیا بک رہے ہو عمران۔ نہ دعا نہ سلام اور بدتمیزی شروع کر دی“..... رسیور سے سرسلطان کی غصیلی آواز ابھری۔

”اوہ۔ سس۔ سوری جناب۔ میں آپ سے نہیں سلیمان سے کہہ رہا تھا“..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”کیا کر رہے ہو“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے اس مرتبہ نرم لہجے میں پوچھا۔ صفدر اور جولیاء، عمران کی بوکھلاہٹ پر مسکرا رہے تھے۔

”جج۔ جولیاء۔ نن۔ نہیں۔ ناشتا۔ جی ہاں۔ یقین کیجئے ناشتا کر رہا ہوں۔ جولیاء تو سامنے بیٹھی ہے“..... عمران نے ہکلاتے ہوئے

مخصوص لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ تو پھر تم میرے آفس آ جاؤ۔ ضروری کام ہے۔“
سرسلطان کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”ضروری کام ہے تو جولیا کو بھی لے آتا ہوں۔ اسے میں نے
آج ہی کام پر رکھا ہے اور سلیمان کو نکالنے والا ہوں۔“..... عمران
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ تم دس پندرہ منٹ تک آ جاؤ اکیلے۔ بہت سیرمیں کیس
ہے۔“..... سرسلطان نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کہیں ڈیلیوری کیس تو نہیں ہے جناب۔ اس کے لئے تو
جولیا کا آنا ضروری ہے۔“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا لیکن
دوسری طرف سے فون بند کیا جا چکا تھا۔ عمران نے ٹھنڈا سانس
لیتے ہوئے صفر اور جولیا کی طرف دیکھا تو جولیا اسے قہر آلود
نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

”غالباً سرسلطان کا فون تھا۔“..... صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”نہیں۔ وہ صرف بات کر رہے تھے، فون ان کے آفس کا
تھا۔“..... عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بہت احمق ہو۔ سرسلطان کے ساتھ بھی مذاق سے باز نہیں
رہتے۔“..... جولیا نے ناگواری سے منہ بنا کر کہا۔

”عمران صاحب۔ انہوں نے آپ کو کس لئے بلایا ہے۔ کیا
معاملہ ہے۔“..... صفر نے پوچھا۔

”دل کا معاملہ ہے۔ وہ جب تفریح کے موڈ میں ہوتے ہیں تو
مجھے طلب کر لیتے ہیں اور جب ان کی ہنسی کا شور خالی ہو جاتا ہے
تو واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ جیسے میں تمہیں جانے کی
اجازت دے رہا ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اس کا مطلب ہے ہم چلے جائیں۔“..... جولیا نے عمران کو
گھورتے ہوئے کہا۔

”مرضی ہے تمہاری۔ گھر سنبھالنا ہے تو بیٹھی رہو۔ میں سلیمان کو
فلٹ سے نکال دیتا ہوں۔“..... عمران نے جواباً کہا تو جولیا بھنا کر
صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صفر بھی سمجھ چکا تھا کہ عمران کو
سرسلطان کے پاس جانا ہے چنانچہ وہ بھی اٹھ گیا۔
”ٹھیک ہے۔ ہم جا رہے ہیں اب رات کے کھانے پر آپ
سے ملاقات ہوگی۔“..... صفر نے کہا۔

”رات کے کھانے کا بل کون دے گا۔“..... عمران نے گھبرائی
ہوئی آواز میں کہا۔

”پرواہ مت کریں۔ بل میں دوں گا۔“..... صفر نے ہنس کر کہا
اور جولیا کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ٹھنڈا
سانس لیا پھر گھڑی پر وقت دیکھا اور سوچنے لگا کہ سرسلطان نے
کس معاملے کے لئے اسے طلب کیا ہے۔ کیا کوئی نیا کیس سیکرٹ
سروس کے پاس آنے والا ہے۔ یہی اندازہ لگاتے ہوئے وہ اٹھ کر
جانے کی تیاری کرنے لگا۔

”کبھی خدا کا شکر بھی ادا کیا کرو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔
 ”ایک ہی بات ہے۔ اللہ اور خدا دونوں ہی رب تعالیٰ کے نام ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی جون بدلتے دیکھ کر کہا۔
 ”یعنی کہ کوئی فرق ہی نہیں ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ فرق صرف زبان کا ہے۔ یعنی عربی اور فارسی کا۔ جیسے انگلش میں اللہ تعالیٰ کو گاڈ اور ہندی میں بھگوان کہا جاتا ہے اسی طرح فرانسیسی اور اردو میں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس۔ بس۔ تم تو پوری ڈکشنری کھولنے لگے ہو پیارے۔“
 عمران نے یکدم گھبراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنس دیا۔
 ”میں تو آپ کے اعتراض بتا رہا تھا“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں نے یوں ہی کہا تھا ورنہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ بعض لوگوں نے اپنی اپنی عقل کے مطابق معبود بنا رکھے ہیں۔ کوئی سورج دیوتا کا پجاری ہے تو کوئی کالی دیوی کا۔ کوئی قوم ناگ دیوتا کو پوجتی ہے تو کوئی آگ کی پوجا کرتی ہے۔ تم نے کبھی ناگ دیوتا کو دیکھا ہے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ سنا ہے افریقی قبائل ناگ دیوتا کو اپنا معبود مانتے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دانش منزل میں بلیک زیرو نے اسکرین پر عمران کی مخصوص اسپورٹس کار کو گیٹ پر رکتے دیکھا تو فوراً کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ گیٹ خود بخود کھل گیا اور عمران کی گاڑی اندر آ گئی تو بلیک زیرو نے دوبارہ بٹن پریس کیا اور گیٹ بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے احتراماً اپنی سیٹ سے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا۔

”کیسے ہو طاہر“..... عمران نے سلام کا جواب دے کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونکے بغیر نہ رہا۔ عمران خلاف معمول کافی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا ورنہ وہ اسے ہمیشہ کالا صفریا کالا زیرو کے نام سے مزاحیہ انداز میں مخاطب کیا کرتا تھا۔

”اللہ کا شکر ہے جناب“..... بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لہجے میں ہی جواب دیا۔

”ہاں۔ اور اسی لئے مجھے ناگ دیوتا کو دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ تم دیکھو گے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو کب سے یہ شوق ہوا ہے جناب“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”نصف گھنٹہ پہلے۔ بہر حال شوق نیا ہو یا پرانا، شوق ہی ہوتا ہے۔ بچپن میں مداری مین بجا کر پٹاری میں بند ناگ دکھایا کرتا تھا تو خوف سے میری ہچکی بندھ بایا کرتی تھی“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”خوف سے ہچکی نہیں گھگی بندھ جاتی ہو گی جناب“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بچپن کی بات ہے نا۔ اسی لئے پوری طرح یاد نہیں ہے۔ بہر حال سانپ دیکھ کر اوپر کا دم اوپر اور نیچے کا دم بھی اوپر رہ جاتا تھا اور میں منہ کی بجائے ناک سے سانس لینے لگتا تھا مگر نزلہ کے سبب ناک بند دیکھ کر سانس کانوں سے نکل جاتا تھا۔ کیا تم کانوں سے سانس لے سکتے ہو“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ خوبی صرف آپ میں ہی ہے مگر آپ یہ فرمائیں کہ چائے لاؤں آپ کے لئے“..... بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”لے آؤ۔ زہر مار کر ہی لوں گا۔ ویسے کیا تم جانتے ہو کہ دنیا میں زہر کی کتنی اقسام ہیں“..... عمران نے جواباً کہا۔

”بے شمار ہیں لیکن مجھے زبانی یاد نہیں ہیں البتہ لائبریری میں اس موضوع پر ایک جامع کتاب موجود ہے“..... بلیک زیرو نے جواب میں کہا اور سیٹ سے اٹھ گیا۔

”ٹھیک ہے۔ وہ کتاب بھی لیتے آنا“..... عمران نے جیب سے پیونگم کا پیس نکالتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو حیران ہوتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یقیناً کوئی خاص معاملہ ہے جس کے سبب عمران زہروں کی اقسام اور ناگ دیوتا کے چکر میں پڑ گیا ہے لیکن بلیک زیرو نے کوئی سوال نہ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے عمران سے کچھ پوچھنے کی کوشش کی تو عمران پٹری سے اتر جائے گا اور اس لئے سیدھے جواب دینے لگے لگا البتہ عمران مناسب سمجھے گا تو خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔ چند منٹ بعد وہ چائے کی ٹرے کے ساتھ کتاب لئے واپس آپریشن روم میں آیا تو عمران فون کے نمبر پر پریس کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے کتاب عمران کے سامنے میز پر رکھی پھر چائے کا کپ میز پر رکھ کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

”ہیلو۔ جوزف وی گریٹ بول رہا ہوں“..... فون کے لاؤڈر سے جوزف کی آواز بلند ہوئی۔

”گرگٹ کے بچے۔ تمہیں بھی بولنا آ گیا ہے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ باس۔ ہو ہو ہو“..... دوسری طرف سے جوزف کی بے ڈھنگی سی ہنسی سنائی دی۔

”منہ بند کر بدروح کے تھم۔ مجھے ڈرانا چاہتا ہے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”نن۔ نہیں باس۔ بھلا آپ کو کون ڈرا سکتا ہے۔ جوزف دی گریٹ سمیت ساری دنیا آپ سے ڈرتی ہے“..... جوزف کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو بے اختیار مسکراتے لگا۔

”کیوں۔ کیا میں خون آشام ڈریکولا ہوں یا بھنگی ہوئی بدروح“..... عمران نے غضبناک لہجے میں پوچھا۔

”بب۔ باس۔ بدروحوں کا نام مت لینا۔ جہاں ان کا ذکر ہوتا ہے وہ پہنچ جاتی ہیں“..... جوزف نے دہشت سے بلبلاتے ہوئے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ ان سے پہلے تم دانش منزل پہنچ جاؤ ورنہ میں خود وہاں آ کر تمہارا خون پی جاؤں گا“..... عمران نے دھمکی دیتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا۔

”جناب۔ کچھ میرے پلے بھی ڈالئے۔ کیا مسئلہ ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں پیارے۔ بس خواہ مخواہ کی مصیبت۔ اچھا بھلا اپنے فلیٹ پر صغیر اور جولیا کے ساتھ گیس ہانک رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی“..... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے بیزاری کے انداز میں کہا اور چائے کا کپ اٹھا کر گھونٹ لیا۔

”اچھا۔ پھر کیا ہوا“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”جناب۔ گھنٹی کا بجنا تھا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا“..... عمران نے یوں کہا جیسے کوئی قصہ بیان کر رہا ہو۔

”اوہ۔ پھر۔ کیا آپ نے فون سنا“..... بلیک زیرو نے پہلے سے زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”نا جی نا۔ میں کوئی پاگل گھوڑا تھا کہ فون سن لیتا“..... عمران نے ناگواری سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا کیا“..... بلیک زیرو نے الجھن بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم بھی نرے کالے صفر ہو پیارے۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اچانک اور خلاف توقع فون کی گھنٹی بج اٹھے تو رسیور اٹھا کر ہیلو کہا جاتا ہے اور اپنا تعارف کرایا جاتا ہے تاکہ فون کرنے والے کو پتا چل جائے کہ اس کی کال کون اٹینڈ کر رہا ہے“..... عمران نے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکراتے لگا۔

”لگتا ہے آپ میرا سسپنس بڑھانا چاہتے ہیں اس لئے قسطوں میں بتا رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم سسپنس سے گھبراتے ہوئے تو میں فل ایکشن کے ساتھ بتاتا ہوں کہ میں نے رسیور اٹھایا تو تعارف کرانے سے پہلے ہی دوسری جانب سے مجھے ڈانٹ دیا گیا کہ میں جان، گنوار، بے وقوف اور احمق نہیں بلکہ بدتمیز ہوں“..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ آپ کو ڈانٹنے کی کس میں ہمت ہے سوائے آپ کے ڈیڈی سر عبدالرحمن صاحب کے“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ڈیڈی کے علاوہ بھی مجھے ڈانٹنے کے لئے کئی لوگ ہیں پیارے البتہ وہ ڈیڈی سے مختلف انداز میں اور بڑے پیار سے ڈانٹتے ہیں“ عمران نے مزید سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں پیار سے ڈانٹنے والی صرف دو شخصیات ہیں جولیہ اور تھریسیا“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ تم مردانہ سے یکدم زنانہ واش روم میں چلے گئے ہو پیارے۔ ان دونوں کی ڈانٹ کا مجھ پر اثر ہوتا تو میں اب تک ڈیڑھ درجن بچوں کا اکیلا باپ بن چکا ہوتا۔ ڈیڈی کے بعد میں صرف سر سلطان کی ڈانٹ برداشت کرتا ہوں اور سر سلطان نے مجھے ڈانٹتے ہوئے اپنے آفس پہنچنے کا حکم دیا“ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو پھر آپ گئے ان کے آفس“ بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا کرتا پیارے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے ماندن“۔ عمران نے بے بسی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”نہ پائے ماندن نہیں جناب۔ نہ پائے رفتن“ بلیک زیرو نے جلدی سے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

”وہی وہی۔ الغرض مرتا کیا نہ کرتا۔ جانا ہی پڑا۔ بقول کنفیو شس حکم حاکم، مرگ خیالات“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مرگ خیالات نہیں، مرگ مفاجات۔ بہر حال آگے چلیے“۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چلتا ہوں پیارے۔ چائے تو ختم کر لوں پھر تم جہنم بھی لے جاؤ گے تو چلوں گا۔ آخر اللہ نے پاؤں چلنے کے لئے ہی دیئے ہیں، جوتے پہننے کے لئے تو نہیں دیئے“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ آج عمران فل موڈ میں ہے اور جب تک اپنا حماقتوں کا ذخیرہ ختم نہیں کرے گا، اصل بات پر نہیں آئے گا۔

”ہاں۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا“ عمران نے چائے ختم کر کے کپ رکھتے ہوئے کہا۔

”آپ بتا رہے تھے کہ سر سلطان نے آپ کو کس مقصد کے لئے اپنے آفس طلب کیا تھا“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے یوں سر ہلایا جیسے وہ واقعی سر سلطان کی بات کر رہا ہو لیکن اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اسکرین پر جوزف دکھائی دیا جو بیرونی گیٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یقیناً وہ رانا ہاؤس سے کسی ٹیکسی میں آیا تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی بٹن پریس کیا اور گیٹ کھل گیا۔ جوزف اندر آیا تو بلیک زیرو نے پھر بٹن پریس کر کے گیٹ بند کر

گھورتے ہوئے کہا۔

”بب۔ باس۔ کوئی اور کام بتائیں“..... جوزف نے بلبلا کر

کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن اب تم نے حکم کی تعمیل نہ کی تو تیرے سر کے پیالے میں مینڈک کا خون بھر کر سرکنڈوں کی روح کو پلا دوں گا۔ کیا سمجھے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جوزف کا سیاہ چہرہ خوف سے اور سیاہ ہو گیا۔

”بب۔ باس۔ بددعا نہ دیں“..... جوزف نے دہشت سے کانپتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جلدی بتاؤ۔ ناگ دیوتا کے پجاری کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوزف بے ساختہ اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت و تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آپ کیوں پوچھ رہے ہیں باس“..... جوزف نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”سوال مت کرو شمپالو کے بچے۔ صرف جواب دو“..... عمران

نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ناگ دیوتا کے پجاری تاریک جنگلات میں ڈمبالا قبیلے کے پڑوس میں رہتے ہیں اور وہ آدم خور بھی ہیں اور انتہائی خوفناک شکل کے بھی۔ وہ لوگ کسی قبیلے سے نہیں ڈرتے سوائے پشپا دیوی

دیا۔

”آپ نے جوزف کو کس سلسلے میں طلب کیا ہے“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے۔ وہ جنگلات کا کیڑا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے تو صرف افریقہ کے جنگلات کا علم ہو گا“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تو میں کون سا برازیل کے جنگلوں کا پوچھوں گا۔ مجھے افریقہ کے بارے میں ہی معلومات درکار ہیں۔ جوزف سے بات کرنے کے بعد میں تمہارا سارا سسٹمز دور کر دوں گا۔ مجھے معلوم ہے تم معاملہ جاننے کے لئے کتنے بے تاب ہو“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

”لیس باس۔ حکم فرمائیں“..... جوزف نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

”ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے سخت لہجے میں جوزف کو حکم دیا تو جوزف بوکھلا گیا۔

”نہیں باس۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے“..... جوزف نے شیطانی ہوئی آواز میں کہا۔

”اچھا۔ تو ایک ہاتھ پر کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے اسے

کے اور وہ پشپا دیوی کو ناگ دیوتا کی بیٹی سمجھتے ہیں جو صدیوں سے اس قبیلے پر راج کر رہی ہے۔ ناگ دیوتا تو اپنے مقام پر صرف پوجا کے وقت نمودار ہوتا ہے لیکن پشپا دیوی جہاں چاہتی ہے جب چاہتی ہے نمودار ہو جاتی ہے اور جب وہ نمودار ہوتی ہے تو کوئی اس کے قہر و غضب سے محفوظ نہیں رہتا اس لئے پشپا دیوی کو قہر کی دیوی بھی کہا جاتا ہے۔ اس علاقے میں بسنے والے دوسرے قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور جوان پشپا دیوی کی بربریت کا شکار ہو چکے ہیں۔ مکڑالو قبیلہ اپنے ناگ دیوتا کی نسبت پشپا دیوی سے زیادہ ڈرتا ہے اور پشپا دیوی کی وجہ سے ہی آج تک کوئی دشمن مکڑالو قبیلے پر فتح نہیں پاسکا۔ پشپا دیوی ان کی حفاظت اور مدد کرتی ہے اور جب وہ جنگ کے دوران اچانک نمودار ہوتی ہے تو دشمن میدان جنگ سے بھاگ جاتے ہیں لیکن پشپا دیوی انہیں بھاگنے نہیں دیتی اور دشمن کے اکثر سپاہی مارے جاتے ہیں۔ جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا دیوی کے پجاریوں کے بیرونی دنیا سے بھی تعلقات ہیں؟“..... عمران نے سوال کیا۔

”نہیں۔ البتہ غیر ملکی شکاری اور سیاح وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔“..... جوزف نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”صرف آتے ہیں یا جاتے بھی ہیں۔ کیا مکڑالو قبیلے والے انہیں اپنی خوراک نہیں بناتے جبکہ وہ قبیلہ آدم خور ہے؟“..... عمران نے

پوچھا۔

”بالکل۔ وہ اپنی بستی یا قبیلے کی حدود میں داخل ہونے والوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں البتہ پشپا دیوی جس غیر ملکی کی رہائی کا حکم دے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ باور کر لیا جاتا ہے کہ اس غیر ملکی پر دیوی مہربان ہے یا اس کا گوشت ان کی صحت بگاڑے گا اس لئے دیوی انہیں اس آدمی کا گوشت کھانے سے منع کر رہی ہے لیکن ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے ورنہ اکثر غیر ملکی مکڑالو قبیلے کی بربریت کا نشانہ بن جاتے ہیں۔“..... جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پشپا دیوی کا کوئی غلام اگر تہذیب یافتہ دنیا میں آ جائے تو اسے کیسے شناخت کیا جائے گا؟“..... عمران نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔ بلیک زیرو بڑی دلچسپی سے جوزف کی باتیں سن رہا تھا مگر عمران کے آخری سوال پر چونک پڑا۔

”یوں تو مکڑالو قبیلے کے لوگ ایک دوسرے سے ملتے جلتے لگتے ہیں یعنی ناک و نقشہ میں معمولی سا فرق ہوتا ہے اور وہ دوسرے قبائل جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن پشپا دیوی کے غلاموں کی پشت پر ناگ دیوتا کا خاکہ یا تصویر بنی ہوئی ہے۔ یہ تصویر ہر پجاری کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان اور گردن سے ذرا نیچے سفید رنگ میں ہوتی ہے۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنی جیب سے تہہ کیا ہوا ایک سفید کاغذ نکالا اور جوزف کی

طرف بڑھا دیا۔

”یہ کیا ہے باس“..... جوزف نے کاغذ پکڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تمہارے ڈیڑھ وارنٹ“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جوزف نے چونکتے ہوئے کاغذ کھول کر سیدھا کیا لیکن کاغذ پر نظر پڑتے ہی وہ اس طرح زور سے اچھل پڑا جیسے فرش سے اچانک طاقتور سپرنگ نکل آئے ہوں۔

”یہ۔ یہ تو ناگ دیوتا کا نشان ہے باس“..... جوزف کے حلق سے پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔

”اچھی طرح دیکھو احمق۔ یہ سلیمان نے بتایا ہے پنسل سے“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ ناممکن۔ فادر جوشوا کی قسم۔ یہ بالکل وہی نشان ہے۔ پشپا دیوی کے غلاموں کا خاص نشان سلیمان تو کیا ہماری دنیا کا کوئی بھی انسان ایسا نشان نہیں بنا سکتا“..... جوزف نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا ناگ دیوتا کا نشان بنانے کے لئے کوئی جادوئی قلم یا منتر استعمال کرنا پڑتا ہے“..... عمران نے سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں باس۔ اصل میں اس نشان کو بنانے کے لئے پشپا دیوی کی اجازت ضروری ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر جو بھی یہ نشان

بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ نشان مکمل ہونے سے پہلے ہی خون تھوک تھوک کر مر جاتا ہے“..... جوزف نے وضاحت کی تو بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ عمران بھی حیران رہ گیا۔

”تو مکڑالو قبیلے والوں کی پشت پر یہ نشان کون بناتا ہے“۔ عمران نے ایک لمحہ بعد پوچھا۔

”قبیلے کا سردار۔ قبیلے کا جو بھی فرد بلوغت کی عمر میں پہنچتا ہے اس پر ناگ دیوتا کی پوجا فرض ہو جاتی ہے اور وہ خود کو پشپا دیوی کے غلاموں میں شمار کرانے کے لئے قبیلے کے سردار سے درخواست کرتا ہے تب سردار پشپا دیوی سے رجوع کرتا ہے اور دیوی سے اجازت طلب کرتا ہے تو پشپا دیوی اجازت دیتی ہے جس پر سردار بالغ لڑکے کی پشت پر ناگ دیوتا کا نشان یا مونوگرام بنا دیتا ہے“..... جوزف نے طویل جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو گویا مکڑالو قبیلے کے افراد کے علاوہ کسی کو یہ نشان نہیں دیا جاتا“..... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ قبیلے کے افراد کے علاوہ اگر کسی دوسرے قبیلے کا آدمی بھی ناگ دیوتا کا پجاری اور دیوی کا غلام بننے پر آمادہ ہوا اور وہ دیوی سے وفاداری کا کوئی ثبوت پیش کرے تو اس کے جسم پر بھی یہ نشان بنا دیا جاتا ہے لیکن اس کی پشت کا سچائے اس کے بازو یا ران پر نشان بنایا جاتا ہے اور اس نشان کو مندرجہ ممکن نہیں ہوتا“۔ جوزف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا یہ رنگ دائرہ پرور ہوتا ہے یا کسی خاص مادہ سے بنایا جاتا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ اصل میں اس نشان کا مہر جیسا دھاتی اوزار سا ہوتا ہے جسے گرم کر کے جسم پر لگایا جاتا ہے۔ وہاں سے جلد کا گوشت یعنی کھال جل جاتی ہے۔ زخم کافی گہرا ہوتا ہے جس میں ایک خاص قسم کی سفید مٹی بھر دی جاتی ہے پھر ایک خاص بوٹی کا رس اس پر ڈالا جاتا ہے اور چند گھنٹوں میں ہی زخم مندمل ہو جاتا ہے۔ آپ نے کہاں سے یہ تصویر لی ہے“..... جوزف نے آخر میں پوچھا۔

”ہنالولو کی چوٹی سے۔ تم چلتے پھرتے نظر آؤ“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ہاتھ سے کاغذ جھپٹ لیا۔

”اوہ۔ میں سمجھا نہیں باس“..... جوزف نے حیرت سے پوچھا۔

”ارے کالے گدھے۔ باہر جا کر آرام کرو۔ تھوڑی دیر بعد پھر تمہاری ضرورت پڑے گی“..... عمران نے ڈانٹتے ہوئے کہا تو جوزف مشینی انداز میں مڑا اور آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ناگ دیوتا کے نشان یا مونوگرام والا کاغذ بلیک زیرو کے آگے رکھا تو بلیک زیرو غور سے کاغذ پر بنے نشان کو دیکھنے لگا۔ یہ نشان دائرے کی شکل میں تھا یعنی ناگ دیوتا کا جسم دائرے میں اس طرح بنایا گیا تھا کہ ناگ کی دم کا سرا ناگ کے پھن سے ملا ہوا تھا جبکہ ناگ کے جڑے کھلے ہوئے تھے۔ کاغذ پر یہ تصویر فوٹو اسٹیٹ کاپی کی طرح تھی اور ناگ سیاہ رنگ کا تھا جبکہ جوزف کے بیان

کے مطابق مکڑالو قبیلے کے سیاہ فاموں کی جلد پر یہ نشان سفید رنگ میں کندہ کیا جاتا تھا۔

”کیا یہ اصل نشان ہے عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں۔ یہ کمپیوٹر پرنٹ ہے اور کسی کے بازو سے اس کی تصویر بنا کر کمپیوٹر پر منتقل کی گئی تھی۔ کمپیوٹر پر بازو غائب کر کے یہ پرنٹ نکالا گیا تھا اور اسی کے لئے مجھے سر سلطان نے طلب کیا تھا“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو سر سلطان کے پاس یہ پرنٹ کیسے پہنچا اور آپ کا اس سے کیا تعلق ہے کہ آپ کے حوالے کر دیا گیا“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اصل میں یہ ایک لاش کے بازو سے لی گئی تصویر ہے اور وہ لاش ایک افریقی کی تھی جس نے گزشتہ رات ہمارے ایٹمی ریسرچ سنٹر میں حفاظتی ہار پھلانگی تو ایک گارڈ کی گولی کا نشانہ بن گیا تھا“..... عمران نے جواباً کہا۔

”اوہ۔ تو کیا وہ افریقی ناگ دیوتا کا پجاری تھا“..... بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”نہیں۔ اس نے خود کو میک اپ سے سیاہ فام بنا رکھا تھا لیکن صرف چہرے کی حد تک ورنہ وہ سفید فام تھا اور جب اس کے جسم اور چہرے کی رنگت میں فرق دیکھ کر ملٹری انٹیلی جنس والوں نے

اس کے چہرے سے میک اپ صاف کیا تو وہ ایکریمین نکلا۔ تمہیں پتا ہے کہ ریسرچ سنٹر کی سیکورٹی فوج کے حوالے ہے اور ملٹری انٹیلی جنس کے ممبرز بھی وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں۔ بہر حال یہ چونکہ انتہائی اہم معاملہ تھا اس لئے انٹیلی جنس والوں نے اس کی فائل سرسلطان کو بھیجا دی کہ سیکرٹ سروس بھی اس کی تحقیق کرے کہ آخر مرنے والا شخص کیوں اور کس مقصد کے لئے ریسرچ سنٹر کے احاطے میں داخل ہوا تھا اور کیا یہ واقعی کوئی ایکریمین ایجنٹ تھا یا کسی مجرم تنظیم کا ممبر۔ فائل میں مرنے والے کی میک اپ والی بھی اور میک اپ اتارے جانے کے بعد کی بھی تصویریں موجود تھیں۔ ان کے علاوہ اس کے بازو پر موجود ناگ دیوتا کی یہ تصویر بھی ایچ کی گئی تھی۔ میں نے وہیں سرسلطان کے آفس میں ملٹری انٹیلی جنس کی رپورٹ پڑھ لی تھی اس لئے صرف یہ مونو گرام والی تصویر لے آیا۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو یہ معاملہ ہے“..... بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چونکہ یہ قومی سلامتی سے متعلق معاملہ تھا اس لئے میں نے سرسلطان سے حامی بھر لی کہ سیکرٹ سروس اس کیس پر ضرور کام کرے گی“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیس نکالنے لگا۔

”لیکن جناب۔ آپ تو زہروں کے بارے میں پوچھ رہے

تھے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اصل میں مرنے والے شخص کی قمیض کے کالر میں ایک چھوٹا سا کپسول پوشیدہ تھا۔ اس کپسول کو کھول کر اس میں موجود سیاہ رنگ کا لیس دار اور گاڑھا مادہ شیشے کے ٹکڑے پر ڈالا گیا اور اسے تجزیہ کے لئے لیبارٹری میں بھیجا گیا تھا۔ بداحتیاطی کے سبب لیبارٹری کے ورکر کی انگلی اس مادے سے چھو گئی لیکن اسے فوری طور پر پتا نہ چلا اور ایک منٹ بعد ہی اس کا پورا جسم سیاہ اور پیلا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے سیاہ رنگ کا خون قے کی شکل میں نکلنے لگا اور چند مرتبہ قے کرنے کے بعد اس ورکر نے دم توڑ دیا۔ ثابت ہوا کہ اس زہریلے مادے کا کپسول خودکشی کرنے کے لئے مجرم کے کالر میں رکھا گیا تھا تاکہ پکڑے جانے کی صورت میں وہ پوچھ گچھ ہونے سے پہلے کپسول چبا ڈالے“..... عمران نے بلیک زیرو کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے ذہن پر طاری سارا سسپنس دور ہوتا چلا گیا۔

صفدر لنچ کے لئے باہر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ عمران کے فلیٹ سے واپسی پر اس نے جولیا کو پیش کش کی تھی کہ دوپہر کا کھانا جولیا اس کے ساتھ کھائے۔ صفدر نے جولیا سے عمران کو بھی ساتھ لے جانے کی بات کی تھی لیکن جولیا نے اعتراض کیا تھا کہ عمران ہوٹل میں حماقتیں کرے گا اور لوگ تماشا دیکھیں گے۔ وہ ہوٹل میں عمران کی بے ہودگی برداشت نہیں کر سکے گی اور خواہ مخواہ بد مزگی پیدا ہوگی چنانچہ صفدر نے اصرار نہیں کیا تھا۔ وہ بھی جانتا تھا کہ عمران پر جب حماقت طاری ہوتی ہے تو وہ پبلک مقامات پر بھی حماقتوں اور شرارتوں سے باز نہیں رہتا۔

تیار ہو کر صفدر میز پر رکھے ٹیلی فون کی طرف بڑھا تا کہ جولیا کو اپنی روانگی کی اطلاع دے لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
 ”ہیلو۔ صفدر بول رہا ہوں“..... صفدر نے جلدی سے رسیور اٹھا

کر کہا۔
 ”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر بے ساختہ چونک پڑا۔
 ”یس چیف۔ حکم فرمائیں“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 ”عالیاً تم جولیا کے ساتھ لنچ پر جانے والے ہو“..... ایکسٹو کی آواز آئی تو صفدر کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ نہ جانے ایکسٹو کو ان کے پروگرام کی کیسے خبر ہو گئی تھی۔
 ”یس چیف۔ آپ کا خیال درست ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ لیکن اب جولیا تمہارے ساتھ لنچ نہیں کرے گی۔ تم تنہا جاؤ گے اور انٹرنیشنل ہوٹل میں لنچ کرو گے“..... ایکسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ایکسٹو نے اول تو جولیا کو ساتھ لے جانے سے منع کیا تھا۔ دوسرا لنچ کے لئے ہوٹل کا نام بھی بتایا تھا لیکن ظاہر ہے صفدر اپنے چیف سے وجہ دریافت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

”رائٹ سر“..... صفدر نے جواباً سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”لنچ سے پہلے تمہیں ہوٹل کے روم نمبر تھری ون کے سیاہ فام مسافر کے بارے میں کاؤنٹر سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ اس کے بعد اس کے کمرے کی تلاشی لو گے لیکن انتہائی خاموشی اور احتیاط سے۔ یاد رہے کہ وہ سیاہ فام مسافر ہلاک ہو چکا ہے اور وہ

میک اپ کے ذریعے افریقی بنا ہوا تھا جبکہ اصل میں وہ افریقین تھا۔ کیا سمجھے۔ ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر چیف۔ کیا وہ تنہا ہی ہوٹل میں مقیم تھا“..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سب کچھ تم نے ہوٹل والوں سے معلوم کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی اور ساتھی اس ہوٹل میں مقیم ہو اور تم اس کی ان دیکھی گولی کا نشانہ بن جاؤ اس لئے اپنی حفاظت سے غافل مت رہنا۔ مجھے وائچ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینا۔ دیش آل“..... ایکسٹو نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی فون کا ریسیور رکھ دیا۔ جولیا کے ساتھ لنچ سے روکنے کی وجہ ایکسٹو کی ہدایات سے کلیئر ہو گئی تھی اور صفدر کو مسرت ہوئی تھی کہ کئی دن کی بے کاری کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ یقیناً کوئی نیا کیس شروع ہو گیا تھا چنانچہ اب اسے تنہا ہی لنچ کرنا تھا لیکن صفدر نے جولیا کو اطلاع دینا بہتر سمجھا اور فون پر جولیا کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ جولیا اسپیکنگ“..... رابطہ قائم ہونے پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

”صفدر بول رہا ہوں مس جولیا“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ میں تمہیں کال کرنے والی تھی۔ میں تیار ہو چکی ہوں۔

کس ہوٹل میں لنچ کرنا ہے“..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

”انٹرنیشنل ہوٹل میں۔ لیکن میں وہاں تنہا جاؤں گا۔ سوری۔“

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ میں سمجھی نہیں صفدر“..... جولیا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”لیکن چیف کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ہم دونوں لنچ کے لئے جانے والے ہیں اس لئے انہوں نے مجھے تنہا جانے کا حکم دیا اور ہوٹل کا نام بھی چیف نے ہی بتایا ہے“..... صفدر نے جواب میں کہا اور ایکسٹو کی ہدایات کے بارے میں بتایا۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے۔ وہ افریقین شخص کون تھا اور کیسے ہلاک ہوا“..... جولیا نے پوچھا۔
”پتا نہیں۔ چیف نے مجھے اتنا ہی بتایا ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران کو یقیناً علم ہو گا“..... جولیا کی آواز ابھری۔

”شاید۔ کیونکہ جو باتیں ہمیں چیف سے معلوم نہیں ہو پاتیں ان کا عمران صاحب کو پتا چل جاتا ہے“..... صفدر نے جواباً کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے ٹولوں گی۔ ایک تو وہ احمق آسانی سے کچھ نہیں اگلتا۔ ہمیشہ غیر متعلقہ باتوں میں الجھا کر ٹرخانے کی کوشش کرتا ہے“..... جولیا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ ان سے کچھ معلوم کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔ اللہ حافظ“..... صفدر نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور فون بند کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دو منٹ بعد اس کی کار انٹرنیشنل ہوٹل

کی طرف دوڑ رہی تھی اور وہ مقتول اکیرمین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ چند منٹ بعد وہ انٹرنیشنل ہوٹل پہنچ گیا۔ اس نے احاطے میں داخل ہو کر پارکنگ میں کار روکی اور کار سے اتر کر ہال کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر موجود باوردی دربان نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور صفدر ہال میں داخل ہو گیا۔ لُنج ٹائم تھا اس لئے اکثر میزیں آباد تھیں۔ صفدر نے ہال کا طائرانہ جائزہ لیا۔ چونکہ فائیسٹار ہوٹل تھا اس لئے کئی میزوں پر غیر ملکی گاہک بھی دکھائی دے رہے تھے۔ صفدر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک ادھیڑ عمر کاؤنٹر کلرک موجود تھا۔ کلرک نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ صفدر کا استقبال کیا۔

”میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے اور آپ کو پتا ہے کہ آج کل دہشت گردی کی لہر نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے“۔ صفدر نے آہستہ سے کہا۔

”لیس سر۔ ہمیں تو خود ہر وقت دھماکے کا اندیشہ رہتا ہے۔“ کلرک نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے ہم ہوٹل اور دوسرے مقامات پر غیر ملکیوں کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ اس میں ہوٹل کے عملہ کا تعاون ملے تو ہمیں اپنے مقصد میں اکثر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ مجھے روم نمبر تھرٹی ون کے مسافر کے بارے میں معلومات درکار ہیں لیکن اس طرح کہ کوئی دوسرا نہ سن سکے اور بات ہم دونوں تک ہی محدود

رہے“۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کلرک نے سر ہلایا اور اپنے دائیں جانب کے ریک میں رکھا ایک رجسٹر اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھنے کے بعد کھول لیا۔ پھر روم نمبر تھرٹی ون کے سامنے لکھے کوائف بتانے لگا۔ صفدر خود بھی پڑھ رہا تھا۔ ان کے مطابق کمرہ نمبر اکتیس میں ٹھہرنے والے مسافر کا نام شمپالو تھا۔ وہ یوگنڈا کا شہری تھا اور سیر و سیاحت کے لئے پاکیشیا آیا تھا لیکن اس کا پاسپورٹ اور دوسرے شناختی کاغذات ایرپورٹ سے ٹیکسی میں ہوٹل آنے کے دوران گم ہو گئے تھے۔

”ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہوتے وقت شمپالو کو یاد آیا کہ اس کا بریف کیس ٹیکسی میں رہ گیا تھا۔ وہ فوراً ہوٹل سے باہر گیا تو ٹیکسی غائب ہو چکی تھی“۔ کاؤنٹر کلرک نے آخر میں شمپالو کا بیان دہرایا۔

”گویا آپ نے شناخت کے بغیر اسے کمرہ دے دیا“۔ صفدر نے طنز یہ لہجہ میں کہا۔

”جی ہاں۔ شاید میں انکار کر دیتا لیکن ہال میں بیٹھے ایک مقامی شخص نے قریب آ کر معاملہ پوچھا اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شمپالو بے چارہ پہلی مرتبہ پاکیشیا آیا ہے اور اسے نہیں پتا کہ یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور مسافروں کی بھول چوک سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس شخص نے فوراً خود کو ایف آئی اے کا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہوئے کہا اگر رات میں ٹیکسی ڈرائیور شمپالو کا

بریف کیس واپس نہ دے گیا تو وہ صبح شہپالو کو قریبی پولیس اسٹیشن لے جا کر ایف آئی آر درج کرائے گا کیونکہ یوگنڈا پاپیشیا کا برادر اسلامی ملک ہے اور وہ اس ملک میں سرکاری طور پر کچھ عرصہ خدمات انجام دے چکا ہے۔ سب انسپکٹر کی سفارش پر میں نے شہپالو کو کمرہ دے دیا۔۔۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے لمبی چوڑی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس انسپکٹر نے آپ کو اپنا شناختی یا محکمہ کا کارڈ ضرور دکھایا ہو گا۔ کیا نام تھا اس کا۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”سوری۔ نہ انسپکٹر نے کوئی شناختی کارڈ دکھایا اور نہ ہی میں نے تقاضا کیا۔ آپ کو پتا ہے کہ ایف آئی اے والے کتنے بااختیار اور طاقتور ہوتے ہیں پھر ہمارے ہوٹل میں اکثر غیر ملکی قیام کرتے ہیں لہذا اس محکمہ سے بنا کر رکھنا پڑتی ہے اور ان کی جائز ناجائز ہر بات ماننا پڑتی ہے۔ اب دیکھئے۔ آپ سے بھی میں نے شناخت کا تقاضا کئے بغیر آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔۔۔۔۔ کلرک نے آخر میں دانت نکوستے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کی تائید میں یوں سر ہلایا جیسے اس کے خیالات سے متفق ہو۔ رجسٹر میں شہپالو کی ہوٹل میں آمد کا وقت گزشتہ رات نو بجے کا تھا اور اس نے دس ہزار روپے پیشگی جمع کرائے تھے۔ صفدر نے کلرک سے چند مختصر سے سوالات کئے جن کے جواب میں کلرک نے بتایا کہ شہپالو نے گزشتہ رات دس بجے اپنے کمرے میں کھانا منگوایا تھا البتہ صبح سے اب تک نہ تو وہ ہال

میں آیا ہے اور نہ صبح اس نے ناشتا طلب کیا ہے۔ اس کا کمرہ لاک ہے۔ شاید وہ صبح سویرے ہی کہیں چلا گیا تھا اور اس نے ہوٹل کی انتظامیہ کو اپنے جانے کی بھی اطلاع نہیں دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ عقبی راستے سے آ کر اپنے کمرے میں چلا گیا ہو۔ بہر حال آپ کو میں دوبارہ وارننگ دے رہا ہوں کہ جب تک شہپالو کے بارے میں تفتیش مکمل نہ کر لوں آپ کسی بھی شخص سے میرا یا شہپالو کا ذکر نہیں کریں گے۔“ صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور ہال کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں لفٹ اور زینے تھے۔ اس طرف بڑھتے ہوئے اس کی نگاہیں دائیں بائیں کی میزوں پر بیٹھے غیر ملکیوں کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن کوئی بھی صفدر کی طرف متوجہ نہ تھا۔ کمرہ نمبر اکتیس سیکنڈ فلور پر تھا اس لئے صفدر نے زینوں کا رخ کیا اور زینے طے کر کے سیکنڈ فلور پر جا پہنچا۔ اس وقت راہداری میں کوئی نہ تھا۔ اکثر کمرے غیر آباد تھے یا ان کے مکین کمروں سے باہر تھے۔ روم نمبر تھری ون بائیں ہاتھ پر زینوں سے کچھ فاصلے پر تھا۔ صفدر کمروں کے باہر لگے نمبروں کو دیکھتا ہوا مطلوبہ کمرے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازے پر رک کر اس نے دائیں بائیں دیکھا اور کسی کو نہ پا کر کی ہول پر جھک گیا۔ اس نے کی ہول سے آنکھ لگائی۔ اندر کی لائٹ آف تھی اور ہلکا ہلکا اجالا پھیلا ہوا تھا لیکن اندر کوئی ذی روح نہ تھا۔ مطمئن ہو کر صفدر سیدھا کھڑا ہوا۔ اس نے جیب سے کی

رنگ نکالا جس میں ایک ماسٹر کی بھی تھی۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ نہ کھلا تو اس نے کی ہول میں ماسٹر کی ڈال کر مخصوص انداز میں گھمائی تو لاک کھل گیا۔ صفدر کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر دیا پھر وہ کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ ڈرائنگ ٹیبل کی درازیں خالی تھیں لیکن بیڈ کا گدا ہٹانے پر وہ چونک پڑا۔ گدے کے نیچے سپرنگوں میں پھنسا پاکٹ سائز ریڈیو جیسا کوئی آلہ پھنسا ہوا تھا۔ صفدر نے وہ آلہ سپرنگوں سے نکال کر دیکھا تو وہ ٹرانسمیٹر تھا۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر کا جائزہ لیا پھر اسے جیب میں ڈالا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ واش روم میں سوائے صابن اور تولیے کے کچھ نہ تھا تب صفدر نے سوچا کہ اب ایکسٹو کو رپورٹ دینی چاہئے چنانچہ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایکسٹو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد واش روم کا دروازہ بند کیا لیکن ایک انچ کے قریب کھلا رہنے دیا۔

”ہیلو چیف۔ صفدر کالنگ۔ اور“..... وہ ایکسٹو کو کال کرنے

لگا۔

”ہیس صفدر۔ ایکسٹو اٹینڈنگ یو۔ اور“..... چند سیکنڈ بعد ایکسٹو

کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

”رپورٹ چیف“..... صفدر نے کہا اور پھر رپورٹ دینے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹرانسمیٹر اپنے پاس محفوظ رکھو اور لنچ کرنے کے

بعد دانش منزل آ کر جوزف کو دے جاؤ۔ اور اینڈ آل“..... ایکسٹو

نے ہدایت کی اور رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر وہ واش روم سے نکلنا ہی چاہتا تھا کہ باہر سے ابھرنے والی آہٹ سن کر یکدم ساکت ہو گیا۔ دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔ صفدر نے کمرے کی تلاشی لینے کے بعد لائٹ آف کر دی تھی۔ اسی طرح واش روم کا جائزہ لینے کے بعد اس نے واش روم کی بتی بھی بجھا دی تھی اور کمرے کی نسبت واش روم میں زیادہ تاریکی تھی۔ اس کی تمام تر توجہ سننے پر مرکوز تھی۔ دروازہ کھلنے پر باہر کی روشنی کمرے میں پڑی تھی پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ ایک دو لمحوں بعد کسی نے ٹیوب لائٹ روشن کر دی۔

”تم جو کوئی بھی ہو ہاتھ اٹھا کر واش روم سے باہر آ جاؤ مسٹر۔“

دفعہ کمرے میں ایک غراتی ہوئی آواز بلند ہوئی اور صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔ حکم دینے والے کا لہجہ ایکریمین تھا۔

”اوہ۔ واش روم میں کون ہے مارٹن۔ تمہیں کیسے پتا چلا اس

کا“..... ایک دوسری چونکتی ہوئی آواز آئی تو وہ بھی کسی ایکریمین کی تھی۔

”ابھی تم خود دیکھ لینا اریل۔ اس کمرے کی چابی برائڈ کے

پاس تھی لیکن اب دروازہ لاک نہیں تھا“..... مارٹن نامی شخص نے

جواباً کہا تو صفدر سمجھ گیا۔ کمرے میں داخل ہونے والے دو افراد

ہیں۔

”سنا نہیں تم نے۔ جلدی سے باہر آؤ ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ

گئے..... مارٹن نے دوبارہ غصیلے لہجے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا تو صفدر کے پاس اس کے حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ رہا چنانچہ اس نے تیزی سے برآمد ہونے والا ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور اسے کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر واش روم کے واش بیسن کے نیچے اور پانی کے پائپ کی درمیانی جگہ پر پھنسا دیا پھر آہستہ آہستہ دروازہ کھولا اور ہاتھ بلند کر کے باہر آ گیا۔ سامنے بیڈ اور دروازے کے پاس دو افراد کھڑے تھے۔ شکلوں سے وہ پاکیشیائی لگ رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں بے آواز ریوالور تھا جبکہ بیڈ کے پاس موجود شخص کے ہاتھ میں مشین پستل نظر آ رہا تھا۔ یقیناً اسی نے صفدر کو چھلنی کرنے کی دھمکی دی تھی اور اسی کی نام مارٹن تھا۔ مارٹن کے چہرے پر چھوٹی سی گھنی داڑھی اور مونچھیں تھیں جبکہ ریوالور بردار جس کا نام ایرل تھا، اس کے دائیں رخسار پر موٹا سامتہ تھا اور وہ کلین شیو تھا۔ ریوالور اور مشین پستل کا رخ صفدر کی طرف ہی تھا۔ وہ دونوں افراد گہری نگاہوں سے صفدر کا جائزہ لے رہے تھے۔

”تم کون ہو اور واش روم میں کیا کر رہے تھے“..... دفعتاً مارٹن نے سخت لہجے میں صفدر سے پوچھا۔

”میں چوری کی غرض سے یہاں آیا تھا لیکن ایک ڈالر تک نہیں ملا پھر میں واش روم کی تلاشی لینے لگا کہ شاید اس کمرے کے مکین نے واش روم میں مال چھپا رکھا ہو۔ کیا یہ تمہارا کمرہ ہے“..... صفدر نے جواب میں اطمینان سے کہا۔

”یہی سمجھ لو۔ تمہیں کس نے بتایا تھا کہ اس کمرے کے مکین کے پاس دولت ہے“..... مارٹن نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کسی نے نہیں لیکن اکثر غیر ملکوں کے پاس کافی رقم اور ہیرے جواہرات ہوتے ہیں۔ مجھے ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے مگر تم لوگ کون ہو۔ یہ کمرہ تمہارا تو نہیں ہے کہ تم خفا ہو رہے ہو“..... صفدر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن تمہیں یہ خوف نہیں تھا کہ اچانک کمرے کا مالک یا پولیس آ سکتی ہے یہاں“..... ایرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے صبح سے اب تک کئی چکر لگائے ہیں مگر ہر مرتبہ دروازہ لاک ملا تو میں سمجھ گیا کہ اس کمرے کا مکین جلدی نہیں آئے گا۔ باقی رہی پولیس تو میں پولیس والوں کو حصہ دے کر محفوظ رہتا ہوں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایرل اس کے بیان کی تصدیق کے لئے باس سے رابطہ قائم کرو اور ہدایات لو۔ اس چور کا تعلق یقینی طور پر انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس سے ہے“..... مارٹن نے ایرل کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

”ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے“..... ایرل نے جواباً کہا تو مارٹن چونکا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

”ایرل۔ اس پر نگاہ رکھو۔ ذرا بھی حرکت کرے تو اس کی کھوپڑی میں سوراخ کر دینا“..... مارٹن نے مشین پستل جیب میں

رکھتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر کے دو تین بٹن پریس کر دیئے۔
 ”ہیلو باس۔ مارٹن کالنگ۔ اوور“..... مارٹن ٹرانسمیٹر اپنے
 چہرے کے قریب کر کے کال کرنے لگا۔

”یس مارٹن۔ ڈیول رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد
 ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز آئی جس کا لہجہ اٹالین تھا۔
 ”باس۔ برانڈ کے کمرے میں ایک چور موجود تھا جسے ہم نے
 قابو کر لیا ہے“..... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کون ہے وہ آدمی۔ اوور“..... دوسری طرف سے ڈیول
 نامی باس کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اس نے خود کو چور ثابت کرنے کے لئے دلائل دیئے ہیں
 لیکن اس کا شاندار سوٹ اور چہرہ مہرہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ چور نہیں
 ہے۔ میرے اندازے کے مطابق اس کا تعلق کسی خفیہ ادارے سے
 ہے۔ اوور“..... مارٹن نے جواب میں کہا۔

”یقیناً تمہارا اندازہ درست ہے مارٹن۔ کیا تم نے اس کی تلاشی
 لی ہے۔ اوور“..... ڈیول نے پوچھا۔

”نوسر۔ میں نے پہلے آپ کو اطلاع دینا ضروری سمجھا تھا۔
 اوور“..... مارٹن نے نفی میں سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کی تلاشی لو پھر اس کی حقیقت معلوم کرو۔ اگر
 وہ اپنی اصلیت بتانے سے انکار کرے تو اسے ختم کر دو اور برانڈ کا
 ٹرانسمیٹر لے کر واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل“..... ڈیول نے ہدایات

دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو
 مارٹن نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور جیب میں رکھ کر مشین پستل نکال
 لیا۔

”کیا تم نے ٹرانسمیٹر چوری کیا ہے یہاں سے“..... مارٹن نے
 صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو کرنسی کا متبادل ہو۔“ صفدر
 نے جواب میں کہا۔

”ایریل۔ اس کی تلاشی لو۔ جلدی کرو“..... مارٹن نے صفدر سے
 نگاہیں ہٹائے بغیر کہا تو ایریل دروازے سے ہٹ کر صفدر کے عقب
 میں آیا اور ریوالور کی نال صفدر کی پشت سے لگا کر ایک ہاتھ سے
 اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا پھر صفدر کا ریوالور نکال کر پیچھے ہٹا
 اور بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔

”اس کے پاس ٹرانسمیٹر نہیں ہے۔ شاید برانڈ نے اسے کسی
 خفیہ جگہ پر محفوظ کیا ہو“..... ایریل نے مارٹن سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں“..... مارٹن نے کہا اور بیڈ کے
 قریب رکھی ڈریننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بے پروائی سے
 کھڑا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن کن آنکھوں سے ایریل کی
 طرف متوجہ تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب اسے حرکت میں آ جانا
 چاہئے۔ ان لوگوں کی باتوں سے ظاہر ہو گیا تھا کہ شمپالو کا اصل نام
 برانڈ تھا اور وہ انہی لوگوں کا ساتھی تھا۔ اس کے مارے جانے کے

بعد وہ دونوں برائڈ کا ٹرانسمیٹر لینے آئے تھے۔ ان دونوں کی رہائش اسی ہوٹل میں تھی یا کسی دوسری جگہ اور وہ اپنے باس ڈیول کے حکم پر یہاں آئے تھے۔ مارٹن ڈریسنگ ٹیبل کی درازیں چیک کرنے کے بعد بیڈ کی طرف پلٹا اور تکیوں کے نیچے دیکھنے کے بعد اس نے بیڈ کا گدا اٹھا کر بیڈ کا جائزہ لیا پھر پلٹا اور کمرے میں چاروں طرف نگاہیں دوڑانے کے بعد صفدر کو گھورتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھا لیکن جونہی وہ صفدر کے قریب سے گزرنے لگا، صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گراتے ہوئے ایک ہاتھ اس کے مشین پستل پر مارا اور دوسرے ہاتھ کا گھونسا مارٹن کے جڑے پر رسید کر دیا۔

نتیجہ حسب توقع نکلا۔ مارٹن کے ہاتھ سے مشین پستل گر گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے کھڑے اریل سے جا ٹکرایا۔ اریل بھی لڑکھڑایا اور اس نے صفدر پر فائر کر دیا۔ بے آواز ریوا اور کی گولی نے صفدر کے عقب میں دیوار کا پلستر خراب کیا اور دوسرے فائر سے پہلے ہی صفدر نے اریل پر جست لگا دی۔ اریل کے ہاتھ سے ریوا اور نکل گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا میز پر جا پڑا۔ اسی لمحے مارٹن نے سنبھل کر صفدر پر حملہ کر دیا۔ اس کا مکا صفدر کی گردن پر پڑا اور صفدر بے اختیار آگے کو جھک گیا۔ ساتھ ہی اس نے داہنی کہنی زور سے مارٹن کے پیٹ میں رسید کی اور مارٹن کراہتے ہوئے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ صفدر نے پھرتی سے مڑ کر اس کی

ناک پر مکا رسید کر دیا۔ مارٹن کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے اپنی ناک پکڑ لی جس سے خون جاری ہو گیا تھا۔ صفدر کے زور دار کچے نے اس کی ناک کا بانسا چٹھا دیا تھا لیکن صفدر اس کا حشر دیکھے بغیر فوراً ہی اریل کی طرف پلٹا ہی تھا کہ اریل نے دانت کچکچاتے ہوئے صفدر پر چھلانگ لگا دی۔ وہ صفدر کو لئے فرش پر آگرا اور صفدر کے سینے پر سوار ہو کر اس کی گردن پر ہاتھ جما دیئے۔ صفدر نے اس کی دونوں کلائیاں پکڑ کر اس کے ہاتھ اپنی گردن سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن اریل کی گرفت سخت تھی۔ تب صفدر نے اس کی کلائیاں چھوڑ کر اریل کے دونوں پہلوؤں میں کراٹے کی ضربیں لگائیں تو اریل کے حلق سے افیت ناک کراہیں نکلنے لگیں اور اس نے صفدر کی گردن چھوڑ دی۔

صفدر نے فوراً ہی اسے گردن سے پکڑ کر بائیں جانب پٹھا اور فرش سے اٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے مارٹن پر جست لگا دی جو اپنے مشین پستل کی طرف لپکا تھا۔ مارٹن لڑکھڑاتا ہوا منہ کے بل فرش پر آ رہا اور صفدر نے اس کا بازو پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ نتیجے میں مارٹن کے حلق سے دبی دبی سی چیخ ابھری اور وہ اپنا بازو پکڑ کر کراہنے لگا۔ صفدر نے سنبھل کر اریل کی طرف توجہ کی اور اسی لمحے اریل اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی حرکت کرتا صفدر کی بھرپور ٹھوکرا اریل کے پیٹ میں پڑی اور وہ کراہتا ہوا عقب میں بیڈ سے جا ٹکرایا۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے

عمران نے دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کا رخ کیا۔ اس نے بطور ایکسٹو صفدر کو ہدایات دینے کے بعد بلیک زیرو سے کہہ دیا تھا کہ صفدر کی رپورٹ آئے تو اسے فوراً اطلاع دی جائے۔ فلیٹ پر پہنچ کر عمران نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا۔ اندر سے گھنٹی کی ہلکی سی آواز ابھری لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ چند لمحوں بعد عمران نے دوبارہ بٹن پریس کیا اور انتظار کرنے لگا۔ مزید دس سیکنڈ گزر گئے اور اندر سے کسی قسم کی آواز یا آہٹ نہ ابھری تو اس نے تیسری مرتبہ بٹن پریس کیا اور کرتا ہی چلا گیا۔ اسے سلیمان کی عادت پر غصہ آ رہا تھا کہ چاہے حالات کیسے بھی ہوں تین چار مرتبہ ڈور بیل سننے سے پہلے سلیمان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی تھی۔

”ارے کون بے وقوف جاہل گھنٹی کا ستیاناس کر رہا ہے۔ گھنٹی بجانے کا سلیقہ نہ ہو تو پڑوسی سے پوچھ لینا چاہئے۔ ارے ٹھہرو

ہی صفدر نے ایرل پر جست لگائی اور ایرل نے یکدم اپنی جگہ چھوڑ دی۔ صفدر منہ کے بل بیڈ پر جا پڑا۔ ایرل نے تیزی سے صفدر کا ایک پاؤں پکڑا اور پوری قوت سے بل دینے لگا لیکن صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ لی اور سیدھے ہو کر دوسرے پاؤں سے ایرل کے پہلو میں لات جما دی۔ ایرل کے ہاتھوں سے صفدر کا پاؤں آزاد ہو گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل عقب میں بیٹھے مارٹن پر جا گرا جو اپنا ٹوٹا ہوا بازو پکڑے کراہ رہا تھا۔ صفدر پھرتی سے اٹھا اور اس نے زور دار ٹھوکر ایرل کے چہرے پر رسید کی جو ایرل کی کپٹی پر پڑی اور وہ اٹھتے اٹھتے کراہتا ہوا دوبارہ فرش پر لڑھک گیا۔ صفدر نے تیزی سے لپک کر ایک جانب فرش پر پڑا ہوا مارٹن کا مشین پمپل اٹھایا اور مارٹن پر تان لیا۔ مارٹن کے چہرے پر یکدم موت کی زردی پھیل گئی اور دہشت سے اس کا منہ کھل گیا۔ ایرل نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہ کی۔ کپٹی پر پڑنے والی ضرب نے اسے بے ہوشی کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔

صفدر نے مارٹن کے قریب آ کر اس کے سر پر مشین پمپل کی ضرب لگائی اور وہ کراہتا ہوا فرش پر لڑھک گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے بھی ہاتھ پاؤں ڈال دیئے اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔

پیارے۔ چھری کے نیچے دم لے۔ آ تو رہا ہوں۔ یاد رکھو، بٹن خراب ہو گیا تو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ سلیمان کی اندر سے دھاڑتی ہوئی آواز ابھری جو رفتہ رفتہ قریب آتی چلی گئی۔
”دروازہ کھولو میرے باپ۔۔۔۔۔ عمران نے بٹن سے انگلی ہٹا کر غراتے ہوئے کہا۔

”ایسی جاہل اولاد سے تو میں بے اولاد ہی بہتر تھا جو سارا دن آوارہ گردی میں گزار کر لٹچ کے لئے گھر کا رخ کرے۔۔۔۔۔ سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔

”اوہ۔ معاف کرنا حضور سلیمان۔ غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔ عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”کون سی غلطی صاحب۔ کیا آپ لٹچ کر کے آرہے ہیں۔“
سلیمان نے پیچھے ہٹتے ہوئے ناگوار سے لہجے میں پوچھا۔
”نہیں۔ تمہاری نماز جنازہ پڑھ کر آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے اطمینان سے کہا۔

”پھر تو واقعی آپ نے غلطی کی ہے۔ ایک ہی مرتبہ قل خوانی سے فارغ ہو کر آتے۔ کچھ تو راشن کی بچت ہو جاتی۔ آپ کو پتا ہے کس قدر مہنگائی چل رہی ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مشورہ عمدہ ہے۔ مجھے چالیسویں کے بعد آنا چاہئے تھا۔

ذرا حساب لگاؤ چالیس دن میں راشن کی کتنی بچت ہوتی ہے۔“
عمران نے آگے بڑھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”حساب لگانا دشوار ہے صاحب۔ میں آج کے ریٹس کے مطابق حساب بنا دوں تو صبح نئے ریٹ ہوں گے اور قیمتوں میں پانچ دس فیصد اضافہ ہو چکا ہوگا۔ یہی دیکھ لیجئے کہ میں نے مارکیٹ کے مطابق پورے مہینے کا بجٹ بنایا تھا لیکن مہینے کے اختتام پر حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اگلے ماہ کا بجٹ بھی خرچ ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے عمران کے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

”ہائیں۔ ایک مہینے میں دو ماہ کا بجٹ خرچ کر گیا ہے۔“ عمران نے یکدم رکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پلٹ کر تیزی سے سلیمان کی گردن پکڑ لی تو سلیمان بوکھلا گیا۔

”ارے ارے۔ چھوڑیئے صاحب۔ مجھے ایسا مذاق بالکل پسند نہیں ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”مگر مجھے پسند ہے۔ بولو۔ کیا باپ دادا کا مال سمجھ کر ایک مہینے میں دو ماہ کے اخراجات کر ڈالے۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا اور سلیمان کی گردن دبانے لگا۔ سلیمان کا دم گھٹنے لگا تو اس نے جان چھڑانے کی ترکیب کی۔

”خ۔ خدا کے لئے آہستہ بات کریں صاحب۔ مس جولیا اندر بیٹھی سن رہی ہیں۔ انہوں نے میرے انجام سے عبرت پکڑ لی تو

طرف بڑھا۔ جولیا پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ عمران اندر آ کر اس کے سامنے والے صوفے پر گر گیا۔

”کہاں سے آرہے ہو؟“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”چچو کی ملیاں سے“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”یہ کون سی جگہ ہے؟“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ماموں کا بچن سے تھوڑے فاصلے پر۔ تم کیسے آئی ہو؟“..... عمران

نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف نے صفدر کو انٹرنیشنل ہوٹل بھیجا ہے۔ کیا کوئی نیا کیس

شروع ہو گیا ہے؟“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”پتا نہیں۔ میں تو چچو کی ملیاں“..... عمران نے نئی میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ تم سب کچھ جانتے ہو۔ وہ غیر ملکی کون تھا جس کے

بارے میں معلومات حاصل کرنے صفدر انٹرنیشنل ہوٹل گیا ہے۔

سیکریٹ سروس کا مقول سے کیا تعلق ہے کہ اس کے بارے میں

تفتیش کی جا رہی ہے؟“..... جولیا نے عمران کا جملہ کاٹتے ہوئے

تیزی سے کہا۔

”تم اپنے چوہے سے کیوں نہیں پوچھ لیتیں۔ آخر وہ کس حساب

میں چیف کہلاتا ہے؟“..... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تم سے معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ تمہیں سب پتا ہوتا

ہے؟“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے چونک کر جولیا

آپ ہمیشہ کنوارے ہی رہیں گے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف لڑکی بھی ایسے آدمی کو پسند نہیں کرتی جو گھر کے اخراجات پر بیخ پا ہوتا ہو۔“ سلیمان نے گھگھپائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے یکدم اس کی گردن چھوڑ دی۔

”اوہ۔ احمق کے بچے۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ جولیا آئی ہوئی ہے اندر؟“..... عمران نے دانت پیستے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”میں کیوں بتاتا۔ آپ کو ادھر کا رخ کرتے ہی سمجھ لینا چاہیے

تھا کہ گلشن میں بہار آئی ہے؟“..... سلیمان نے اپنی گردن مسلاتے

ہوئے ناگوار لہجے میں کہا تو عمران نے پلٹ کر سٹنگ روم کی طرف

دیکھا اور بوکھلا گیا۔ جولیا کمرے کے دروازے میں کھڑی تھی۔

”اوہ۔ معاف کرنا جولیا۔ میں ذرا اس باورچی خانے سے مذاق

کر رہا تھا۔“..... عمران نے گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”بھاڑ میں گیا ایسا مذاق۔ میری گردن ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ لاپے

سو کا نوٹ۔“..... سلیمان نے غصیلی آواز میں کہا۔

”کس لئے؟“..... عمران نے پرس کھول کر سو کا نوٹ نکالتے

ہوئے پوچھا۔

”گردن سیدھی کرانے کے لئے جراح کے پاس جاؤں گا۔“

سلیمان نے عمران کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا اور تیزی سے

کچن میں گھس گیا۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیا اور سٹنگ روم کی

کی طرف دیکھا اور دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ کا ورد کرتے لگا۔ جولیا بڑی مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور جولیا کے اس رومانٹک انداز سے عمران کو بخار ہونے لگتا تھا۔

”مم۔ میں نے ابھی لٹچ نہیں کیا جولیا۔ بالکل خالی پیٹ ہوں۔“ عمران نے سردی لگے مریض کی طرح کانپتے ہوئے اٹک کر کہا۔

”تو پھر بتا دو۔ لٹچ میں کرا دوں گی۔ میں اسی لئے آئی ہوں کہ تمہیں ہوٹل ساتھ لے جاؤں گی“..... جولیا نے ہنس کر کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ آسانی سے جان نہیں چھوڑے گی جبکہ اسے صفدر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا چنانچہ اس نے ایکسٹو کے حوالے سے جولیا کو گزشتہ رات اٹاک ریسرچ سنٹر میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں بتا دیا۔

”اوہ۔ اتنا مہلک زہر۔ کیا وہ جعلی سیاہ فام ریسرچ سنٹر سے کچھ چوری کرنے آیا تھا“..... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔ ”پتا نہیں۔ مجھے تو ایکسٹو نے صرف اتنا ہی بتایا تھا۔ ہو سکتا ہے صفدر کی رپورٹ ملنے کے بعد چیف مجھے اور دوسرے ممبرز کو بھی مصروف کر دے۔ اس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں فلیٹ میں رہوں اور اس کے حکم کا انتظار کروں۔ اس لئے میں لٹچ کے لئے تمہارے ساتھ نہیں جا سکوں گا۔ اگر تمہیں لازماً کمپنی چاہئے تو سلیمان کو ساتھ لے جاؤ۔ زیادہ خرچہ نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ وہ کھاتا کم اور

زبان زیادہ چلاتا ہے۔ اگر ہوٹل میں اس کی کسی خوبصورت لڑکی پر نظر پڑ گئی تو کھانا بھی بھول جائے گا اور تمہیں صرف اپنا بل دینا پڑے گا“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔ ”ہرگز نہیں۔ وہ تم سے کم احمق نہیں ہے۔ میں ہوٹل میں تماشا نہیں بننا چاہتی“..... جولیا نے جھٹکے سے کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔ ”ارے ارے۔ بیٹھو تو سہی۔ چائے پی کر چلی جانا“..... عمران نے تیزی سے کہا۔

”تھینک یو۔ میں لٹچ کے بعد تم سے فون پر کیس کی صورتحال معلوم کر لوں گی“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گئی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور جیب سے چیونگم کا پیس نکال کر ریپر اتارنے کے بعد منہ میں رکھ کر کچلتے ہوئے موجودہ کیس کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس نے دانش منزل میں زہروں سے متعلق کتاب میں ناگوں کے زہروں کی خصوصیات کا مطالعہ کیا تھا لیکن کسی بھی ناگ کا زہر اس زہر جیسا نہیں تھا جسے محض چھونے سے لیبارٹری کا ایک کارکن فوراً مر گیا تھا۔ تب اس نے جوزف سے پوچھ گچھ کی اور جوزف نے اس کی مشکل حل کر دی تھی۔ جوزف کے بیان کے مطابق افریقہ کے تاریک جنگلات میں ایک ایسی مکڑی پائی جاتی ہے جس کا زہر تمام زہروں سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ وہ کسی انسان کو تو کیا ہاتھی کو بھی کاٹ لے تو ہاتھی بھی چند لمحوں کے اندر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے۔ اس کالی مکڑی کا

خون بھی اس کے زہر جیسا ہی زہریلا ہوتا ہے۔ جوزف کے جواب سے عمران نے اندازہ لگایا کہ مکڑالو قبیلے کی پشپا دیوی کے قہر کا شکار ہونے والے خون تھوک تھوک کر مر جاتے ہیں تو یقیناً دیوی اپنے شکار کو ہلاک کرنے کے لئے بلیک اسپائیڈر یا اس کا زہر استعمال کرتی ہوگی لیکن عمران کے لئے یہ مسئلہ حل طلب تھا کہ ریسرچ سنٹر میں مارا جانے والا شخص سنٹر میں کس مقصد کے لئے داخل ہوا تھا اور کہاں سے آیا تھا۔ اس کا ذہن اسی نقطے پر گردش کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد میز پر رکھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کی سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

”ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں“..... اس نے ریسپور اٹھا کر کہا۔

”طاہر بول رہا ہوں جناب۔ صفدر نے رپورٹ دی ہے۔“

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”سن رہا ہوں“..... عمران نے مختصراً کہا تو بلیک زیرو صفدر کی

رپورٹ بیان کرنے لگا۔

”یقیناً شمپالو کی سفارش کرنے والا شخص بھی شمپالو کا ساتھی ہوگا

جس نے خود کو ایف آئی اے کا انسپکٹر ظاہر کیا تھا اور اس نے بھی

میک اپ کر رکھا ہوگا“..... عمران نے رپورٹ سننے کے بعد پر خیال

لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے لیکن آخر شمپالو کا میک اپ کر کے اسے سیاہ فام

افریقی کے طور پر ہوٹل میں کمرہ کیوں دلایا گیا۔ وہ مقامی شکل میں

بھی تو کمرہ حاصل کر سکتا تھا“..... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”اس کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر شمپالو پکڑا جائے تو

پولیس یہی سمجھے کہ وہ افریقی ہے اور تفتیش کا دائرہ صرف افریقی سیاہ

فاموں تک محدود ہے۔ اس نے ہوٹل کے کلرک کو بھی ایسے ہی

کوائف فراہم کئے۔ مجرم چونکہ ایکریمیں تھا اس لئے کوشش کی گئی

تھی کہ تفتیشی ادارے کسی ایکریمیں یا سفید فام پر شبہ نہ کر سکیں۔ یہ

اور بات ہے کہ شمپالو اپنے کمرے کی چابی اپنے ساتھ لے گیا تھا

جس پر روم نمبر اور ہوٹل کے نام کے ابتدائی دو حروف آئی ایچ کندہ

تھے۔ اگر اس کے لباس سے کمرے کی چابی برآمد نہ ہوتی تو ہم

اندھیرے میں ہی ٹامک ٹوپیاں مار رہے ہوتے“..... عمران نے

تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تو ہے جناب۔ غالباً اس لئے شمپالو نے پاسپورٹ

وغیرہ گم ہونے کا بہانہ کیا اور مقامی میک اپ میں اس کے ساتھی

نے کمرہ حاصل کرنے میں شمپالو کی مدد کی“..... بلیک زیرو نے

عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بہر حال صفدر کمرے سے ملنے والا ٹرانسمیٹر لائے گا تو

شاید ہم آگے بڑھ سکیں۔ تم فی الحال ممبرز کو الرٹ کر دو۔ وہ تمام

ہوٹلوں میں غیر ملکیوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں“..... عمران

نے سر ہلاتے ہوئے ہدایت کی۔

”کیا سیاہ فام افریقی باشندوں کو بھی“..... بلیک زیرو نے

دیں اس لئے میں آپ کے لئے تین دن پہلے ہی کھانا تیار کر کے رکھ لیتا ہوں۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تین دن پہلے کا کھانا دو گے مجھے۔۔۔۔۔ عمران نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”نہیں صاحب۔ پانچ دن پہلے بنایا تھا جمعرات کے دن۔۔۔۔۔ سلیمان نے تیزی سے کہا۔

”پپ۔ پانچ دن پہلے بنایا تھا مگر آج تو منگل ہے۔ کہیں وہ صدقہ خیرات کا جمعراتی کھانا تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”آپ غلط سمجھ رہے ہیں صاحب۔ آپ کو پتا ہے کہ منگل کو گوشت کا نافعہ ہوتا ہے اس لئے میں نے آج کے لئے جمعرات کو ہی کھانا بنا لیا تھا تاکہ اگر آپ منگل کے روز طلب کریں تو مونگ کی دال کی بجائے آپ کو کریمے گوشت پیش کر سکوں۔ یقین کیجئے کہ اتنا لذیذ بنا ہے کہ میرے چکھتے چکھتے ختم ہو گیا مگر میں نے کوشش کر کے آپ کے لئے تھوڑا سا بچا ہی لیا تھا۔ آپ کھائیں گے تو مجھے یقین ہے کہ انگلیاں چاٹتے چاٹتے اپنا پورا ہاتھ کھا جائیں گے۔ ابھی لاتا ہوں۔۔۔۔۔ سلیمان نے چبکتے ہوئے کہا اور تیزی سے پلٹ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ عمران غصے سے دانت پیسنے کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔ دو تین منٹ بعد سلیمان نے آکر کھانا میز پر لگایا اور باہر نکل گیا۔ عمران نے ڈش پر نظر ڈالی تو اس میں

پوچھا۔

”نہیں۔ یہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہو گا کیونکہ مجرموں نے اپنے تئیں ہمیں یہ تاثر دے دیا ہے کہ شمپالو کی طرح ان کے دوسرے ساتھی بھی افریقی ہیں چنانچہ اب ان میں سے کوئی افریقی میک اپ میں نہیں ہو گا تاکہ شمپالو کا ساتھی ہونے کے شبہ میں نہ پکڑا جائے۔ کیا سمجھے۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مدلل انداز میں کہا۔

”سمجھ گیا سر۔ میں ابھی ممبرز کو ہدایات جاری کرتا ہوں۔ کیا جولیا کو بھی کال کروں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز آئی۔

”نہیں۔ وہ چند منٹ پہلے یہاں سے گئی ہے لہجہ کرنے۔ بھاگ دوڑ والا کام اس کے لئے مناسب نہیں ہے البتہ ضرورت پڑنے پر اسے بھی حرکت میں لانا پڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔

”سلیمان۔ کھانا تیار ہے تو لے آؤ۔ بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے بلند آواز سے سلیمان کو مخاطب کر کے کہا۔

”تیار کیوں نہیں ہے صاحب۔ آپ کے لئے تو میں کھانا ایڈوائس میں تیار رکھتا ہوں۔۔۔۔۔ سلیمان نے دروازے میں آ کر کہا۔

”ایڈوائس کھانا۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”دراصل آپ کا کوئی بھروسہ تو ہوتا نہیں کہ آپ کو کب کھانے کی ضرورت پڑ جائے اور آپ کھانا فوراً حاضر کرنے کا حکم دے

کریلے گوشت کی بجائے چکن قورمہ تھا۔ اسے سلیمان پر غصہ تو آیا کہ وہ اتنی دیر حماقتوں میں وقت ضائع کرتا رہا تھا لیکن صبر کر کے کھانا کھانے لگا۔ کھانا ختم کر کے اس نے نیپکین سے ہاتھ صاف کئے اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے ایک لمحہ بعد رسیور اٹھا کر کہا۔

”طاہر بات کر رہا ہوں جناب۔ صفدر نے شمپالو کے دو ساتھیوں مارٹن اور ایرل کو گرفتار کیا ہے“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ گڈ نیوز۔ تفصیل بتاؤ“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے صفدر سے ملنے والی رپورٹ بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ شمپالو کا اصل نام برائڈ تھا۔

”کیا صفدر ابھی برائڈ کے کمرے میں ہی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے اسے ہدایت کی ہے کہ وہ دونوں بے ہوش افراد کو دالٹس منزل لے آئے۔ صفدر کی مدد کے لئے میں نے نعمانی اور صدیقی کو بھی انٹرنیشنل ہوٹل روانہ کر دیا ہے تاکہ مجرم اپنے ساتھیوں کو صفدر کی گرفت سے آزاد نہ کرا سکیں“..... بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ مارٹن اور ایرل تمہارے پاس پہنچ جائیں تو ان

کے میک اپ واش کر کے ان سے پوچھ گچھ کرو۔ میں بھی تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچ جاؤں گا۔ صفدر کو چھٹی دے دینا تاکہ وہ لنچ کر سکے۔ مارٹن اور ایرل شدید زخمی تو نہیں ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مارٹن کا صرف بازو اترتا ہوا ہے ٹوٹا نہیں“..... بلیک زیرو کی آواز آئی۔

”ٹھیک ہے۔ اور ہاں۔ انہیں ہوش میں لانے سے پہلے ان کے لباس اتار لینا تاکہ ان کے پاس زہریلا کپسول ہو تو وہ خودکشی نہ کر سکیں۔ اگر شرم محسوس کرو تو ان کے جسموں پر انڈر ویئر پہنے دینا۔ اوکے“..... عمران نے آخر میں مسکراتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔

چونکتے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا جس سے سیٹی کی آواز ابھر رہی تھی پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو باس۔ رینڈی کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک آواز بلند ہوئی۔

”لیس رینڈی۔ ڈیول ریسیونگ یو۔ اوور“..... دراز قامت نے بھاری آواز میں جواباً کہا۔

”باس۔ برائڈ کے کمرے میں کوئی نہیں ہے۔ کمرے میں ہنگامہ آرائی کے آثار ظاہر کرتے ہیں کہ وہاں لڑائی ہوتی رہی ہے۔ فرش پر خون کے دھبے بھی ہیں۔ مارٹن اور ایرل کی کار ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ موجود ہے لیکن وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ اوور“۔ دوسری طرف سے رینڈی نے مودبانہ لہجے میں کہا تو ڈیول کی آنکھیں پرسوج انداز میں سکڑ گئیں۔

”یقیناً وہ پکڑے گئے ہیں ورنہ اپنی گاڑی وہاں چھوڑ کر نہ جاتے۔ شاید اس آدمی کے ساتھی وہاں پہنچ گئے تھے جنہیں مارٹن اور ایرل نے برائڈ کے کمرے میں چھپا دیکھ کر گرفت میں لیا تھا اور مجھے اطلاع دی تھی۔ اوور“..... ڈیول کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

”مجھے بھی یہی لگتا ہے باس۔ اگر کوئی اور بات ہوتی تو وہ آپ کو رپورٹ کرتے۔ اوور“..... رینڈی نے دوسری جانب سے کہا۔

”تمہاری طرف تو کوئی متوجہ نہیں ہوا۔ کیا تم برائڈ کے کمرے

کنکسن روڈ کی ایک عمارت کے اندر ڈرائنگ روم کی طرز پر سجے کمرے میں ایک دراز قامت اور قوی الجشہ سفید فام بے تابی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان تھی اور جبروں کی ہڈیاں یوں ابھری ہوئی تھیں جیسے ابھی جلد پھاڑ کر باہر آ جائیں گی۔ خدوخال سے وہ اطالوی معلوم ہوتا تھا۔ کمرے میں اس کے سوا کوئی ذی روح نہ تھا۔ صوفوں کے درمیان رکھی میز پر ٹیلی فون کے علاوہ پاکٹ سائز ریڈیو ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور وہ شخص منٹ، منٹ بعد اس ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص کال کا انتظار ہو۔ دفعتاً اس نے رک کر میز پر رکھی شراب کی بوتل اٹھائی اور منہ سے لگا لی۔ مسلسل تین چار گھونٹ لے کر اس نے بوتل میز پر رکھ دی پھر دیوار گیر کلاک کی طرف نگاہیں اٹھائی ہی تھیں کہ اچانک کمرے میں سیٹی کی مخصوص آواز گونجنے لگی تو اس شخص نے

ڈیول نے مجھے کے بائیں سینگ کو پکڑ کر جھکایا تو مجھے کی داہنی آنکھ روشن ہو گئی۔ یقیناً وہ موتی ننھا سا بلب تھا جو مجھے کی آنکھ میں نصب تھا اور اس سے سرخ روشنی نکل رہی تھی۔ ڈیول نے مجھے کے دوسرے سینگ کو پکڑ کر گھمانا شروع کر دیا۔ تیسرا چکر مکمل ہوتے ہی مجھے کی داہنی آنکھ سے گرین لائٹ نکلنے لگی۔

”ہیلو چیف۔ ڈیول کالنگ۔ اوور“..... ڈیول سینگ سے ہاتھ ہٹا کر بولنے لگا۔

”یس ڈیول۔ فوکس رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد مجھے کے منہ سے ایک سرسراتی ہوئی انسانی آواز نکلی۔

”چیف۔ برائڈ کے بعد ہمارے دو اور ممبرز ضائع ہو گئے ہیں۔ اوور“..... ڈیول نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو ڈیول۔ کیا میں نے تمہیں وہاں ممبرز ضائع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اوور“..... جواب میں فوکس کی چیختی ہوئی آواز ابھری۔

”نن۔ نہیں چیف۔ ہو سکتا ہے وہ سیکرٹ سروس کی قید میں ہوں۔ اوور“..... ڈیول نے بوکھلا کر کہا۔

”کیا کہا۔ سیکرٹ سروس۔ وہ سیکرٹ سروس کی گرفت میں کیسے آ گئے۔ اوور“..... دوسری جانب سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے انہیں برائڈ کے کمرے سے ایسے شواہد مٹانے کے لئے بھیجا تھا جس سے برائڈ کی اصلیت کا پتا چلایا جا سکتا تھا۔

سے کال کر رہے ہو۔ اوور“..... ڈیول نے پوچھا۔

”نوسر۔ کمرے کا منظر دیکھ کر ہی مجھے خطرہ محسوس ہو گیا تھا اس لئے میں فوراً ہی وہاں سے نکل آیا تھا۔ اس وقت میں ہوٹل سے کم از کم ایک کلو میٹر کے فاصلے پر اپنی کار میں موجود ہوں۔ اوور“۔ رینڈی نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ اگر مارٹن اور ایرل سیکرٹ سروس کے جتنے چڑھ گئے ہیں تو ان کی آزادی ممکن نہیں ہے۔ میں نے انہیں مردہ سمجھ لیا ہے۔ اوور“..... ڈیول نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا سیکرٹ سروس والے انہیں ہلاک کر دیں گے باس۔ اوور“..... رینڈی کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ لیکن سیکرٹ سروس ان دونوں کی زبان کھلوانے کی کوشش کرے گی اور وہ کچھ بتانے کی بجائے دیوی کے نام پر خودکشی کر لیں گے کیونکہ وہ دیوی کے سچے غلام ہیں۔ اوور اینڈ آل“۔

ڈیول نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ ایک دو لمحوں تک سوچنے کے بعد وہ بائیں جانب کی دیوار میں واقع الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں رکھا ایک مجسمہ اٹھایا جو سائز میں نصف فٹ سے زیادہ نہ تھا اور سیاہ رنگ کے بارہ سنگھے کا تھا لیکن مجسمے کی آنکھوں میں وہ شفاف موتی جڑے ہوئے تھے۔ ڈیول مجسمہ لئے پلٹا اور صوفے پر آ بیٹھا۔ اس نے مجسمہ میز پر رکھا تو بارہ سنگھے کا چہرہ ڈیول کی جانب مڑا ہوا تھا۔

خاص طور پر برائڈ کا ٹرانسمیٹر کیونکہ میں نے اسے حکم دیا کہ مشن پر جاتے وقت وہ ٹرانسمیٹر ساتھ نہ لے جائے۔ اور..... ڈیول نے جواب میں کہا اور تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔

”میں نے مارٹن اور ایرل کو ہدایت کی تھی کہ وہ گرفت میں آئے ہوئے شخص سے اس کی اصلیت معلوم کریں اور اگر وہ آدمی زبان نہ کھولے تو اسے ختم کر کے خاموشی سے واپس آجائیں لیکن مارٹن اور ایرل واپس نہ آئے تو میں نے ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد انہیں ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی مگر رابطہ قائم نہ ہوا اور دونوں میں سے کسی نے کال رسیو نہ کی تو مجھے فکر ہوئی اور میں نے ریڈی کو انٹرنیشنل ہوٹل جانے اور ان دونوں کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ اب ریڈی نے رپورٹ دی ہے کہ برائڈ کے کمرے میں کوئی آدمی بھی نہیں ہے اور کمرے میں ہنگامہ آرائی کے نشانات ملے ہیں جبکہ مارٹن اور ایرل جس گاڑی میں ہوٹل گئے تھے وہ گاڑی ہوٹل کے باہر موجود ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دونوں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ اور..... ڈیول نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مشن محض چار ممبرز کے ساتھ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور..... فوکس نے کہا۔

”نہیں چیف۔ میں مشن کی کامیابی کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ اور..... ڈیول نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے مگر مشن آج رات ہر حال میں مکمل ہو جانا چاہئے۔ سمجھے۔ اور..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ ہاس۔ اب میں خود جاؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ اور..... ڈیول نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر یاد رکھنا، اگر تم ناکام رہے تو دیوی کے عتاب سے تمہیں میں بھی نہیں بچا سکوں گا۔ دیوی نے کل تک کی ڈیڈ لائن دی ہے مجھے اور کل صبح تمہاری طرف سے مجھے کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہئے۔ اور اینڈ آل..... فوکس نے وارننگ دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیول نے بھی تجسس کا جھکا ہوا سینک اوپر کی طرف موڑ دیا اور اس تجسس کی آنکھیں بجھ گئیں جو دراصل ٹرانسمیٹر تھا۔ پھر ڈیول جیب سے رومال نکال کر اپنی پیشانی کی نمی خشک کرنے لگا۔ دیوی کے عتاب کا سن کر اس کا سفید چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور پیشانی پسینے سے تر ہو گئی تھی۔ اس نے میز سے شراب کی بوتل اٹھائی اور ایک ہی سانس میں نصف بوتل حلق میں پہنچا کر خالی بوتل میز پر رکھ دی پھر اس نے میز سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر اٹھایا اور ایک سگریٹ سلا کر تیزی سے کش لینے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اٹھا اور مجسمہ نما ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس الماری میں رکھنے کے بعد مضطربانہ انداز میں ٹہلنے ہوئے سوچنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

”کم ان..... ڈیول نے رک کر دروازے کی طرف دیکھتے

بلیک زیرو لاک اپ سے نکل کر آپریشن روم میں آیا اور چہرے سے نقاب اتار کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسکرین پر نعمانی اور صدیقی کمپاؤنڈ میں کھڑی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ رہے تھے۔ وہ دونوں صفدر کے ساتھ انٹرنیشنل ہوٹل سے مارٹن اور ایرل کو لائے تھے۔ بلیک زیرو کی ہدایت پر صفدر تو فوراً وہاں سے رخصت ہو گیا تھا جبکہ نعمانی اور صدیقی کو روک کر بلیک زیرو نے بطور ایکسٹو لاک اپ میں جا کر عمران کی ہدایت کے مطابق ایرل اور مارٹن کو ہوش میں لانے سے پہلے نعمانی اور صدیقی سے ان دونوں مجرموں کے لباس اتروائے تھے۔ لباسوں کی تلاشی میں کوئی کارآمد چیز برآمد نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایرل اور مارٹن کے ہاتھ جکڑ کر انہیں ہوش میں لایا گیا اور پوچھ گچھ کا عمل شروع کیا گیا تھا۔ دونوں نے پہلے تو زبان کھولنے سے انکار کیا تھا لیکن جب بلیک زیرو کے حکم پر نعمانی

ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک جوان العمر مقامی شخص کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر فرنیچ کٹ داڑھی موچھیں تھیں۔ اس آدمی نے ڈیول کو سلام کیا اور دروازہ بند کر دیا۔

”تمہارا تعاقب تو نہیں کیا گیا رینڈی“..... ڈیول نے سر کو جنبش دیتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

”نہیں باس۔ میں نے اس بات کا پورا خیال رکھا تھا۔ پورے پانچ منٹ تک مختلف سڑکوں اور گلیوں میں گھومنے کے بعد جب مجھے یقین ہو گیا کہ کوئی میرے تعاقب میں نہیں تو پھر میں اس طرف آیا“..... اس شخص نے ایکریمین لب و لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ ہمیں آج رات خود مشن پر روانہ ہونا ہے اور ہر حال میں کامیاب ہونا ہے ورنہ ہم دیوی کے عتاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ اس کے لئے میرے ذہن میں ایک اچھوتی ترکیب ہے۔ اٹامک ریسرچ سنٹر پر گزشتہ رات کے واقعہ کے بعد یقیناً سیکورٹی میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہو گا چنانچہ ہم کسی بھی خفیہ ذریعے سے یا پوشیدہ طور پر ریسرچ سنٹر میں داخل نہیں ہو سکتے اور ہمیں ڈائریکٹ اور باضابطہ طریقے سے اندر پہنچنا ہو گا“..... ڈیول نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ کر رینڈی کو اپنا پلان بتانے لگا۔

اور صدیقی نے ان دونوں کی خاطر تواضع کی اور پلاس کی مدد سے ان کے پیروں کے ناخن کھینچ کر انہیں شدید اذیت میں مبتلا کر دیا تو ایرل اور مارٹن نے زبان کھول دی البتہ انہوں نے اپنے پاس ڈیول کے ایڈریس سے لاعلمی کا اظہار کیا اور بتایا تھا کہ ڈیول سے ان کا رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہوتا تھا۔

نعمانی اور صدیقی کے جانے کے ایک منٹ بعد ہی عمران آ گیا۔ چند لمحوں بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

”سناؤ کالے زیرو۔ مارٹن اور ایرل سے پوچھ گچھ کی ہے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”یس سر۔ آپ کافی دیر بعد آ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری کال ملنے کے بعد میں سرسلطان کے آفس چلا گیا تھا۔ وہاں سے سیدھا ادھر آ رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا انہوں نے وہاں آپ کو طلب کیا تھا“..... بلیک زیرو نے چوکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس مرتبہ میں اپنی مرضی سے گیا تھا۔ مارٹن اور ایرل سے کیا کچھ معلوم ہوا ہے“..... عمران نے جیب سے چیونگم کا پیس نکالتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو دونوں مجرموں سے حاصل ہونے والی

معلومات بیان کرنے لگا۔

”وہ لوگ چھ افراد کے گروپ کی صورت میں تاریک وادی سے یہاں آئے ہیں۔ انہیں ڈیول لیڈ کر رہا ہے اور وہ سب پیشاپیش دیوی کے غلام ہیں۔ فوکس نامی شخص ان کا چیف ہے جو تاریک وادی میں قائم اپنے ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے اور وہ بھی دیوی کا غلام ہے۔ وادی میں اس گروہ کے کم از کم سو افراد موجود ہیں جو وہاں کسی ایسے مشن پر کام کر رہے ہیں جس کے بارے میں ڈیول کے سیکشن کے ممبرز کو کچھ علم نہیں ہے۔ اس سیکشن کا کام آؤٹ ڈور ہے اور ان لوگوں کو مختلف ممالک میں مشن پر بھیجا جاتا ہے۔ وہ ان ملکوں سے اہم ایٹمی اور سائنسی فارمولے چراتے ہیں یا کسی سائنسدان کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں۔ تاریک وادی پر اس تنظیم کا مکمل قبضہ ہے اور دیوی کے بیجاری قبائل دیوی کے حکم پر ان لوگوں کی غلامی کرتے ہیں ورنہ انہیں پیشاپیش دیوی ہولناک سزا دیتی ہے۔ ناگ دیوتا کی پوجا کے وقت پیشاپیش دیوی افریقی وحشیوں کے سامنے نمودار ہوتی ہے اور قبیلے کے افراد کو ان کی کوتاہیوں کی سزا دیتی ہے اور جن سے وہ خوش ہوتی ہے، انہیں انعام سے نوازتی ہے۔ مارٹن اور ایرل نہیں جانتے کہ ان کا چیف پیشاپیش دیوی کا کب سے غلام ہے اور دیوی کہاں رہتی ہے۔ افریقی قبائل کی طرح وہ بھی دیوی کو روح سمجھتے ہیں اور اس کے عتاب سے ڈرتے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ عمران پوری توجہ سے سن رہا تھا۔ مزید

نے تیزی سے پوچھا۔

”انٹرنیشنل ہوٹل کے کلرک کو دکھانے کے لئے۔ اس کے بیان کے مطابق شہپالو کو کمرہ دینے کے لئے ایک مقامی شخص نے سفارش کی تھی۔ مجھے شک ہے کہ وہ مقامی شخص مارٹن یا ایرل بھی ہو سکتا ہے۔ کلرک ان کی تصویریں دیکھ کر پہچان لے گا۔“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مطمئن انداز میں سر کو جھٹک دیا۔

”پھر۔ تم نے کسی ممبر کو ہوٹل بھیجا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ جوزف کو بھیجا تھا۔ آنے ہی والا ہو گا۔ لیجئے وہ آ گیا ہے۔“..... بلیک زیرو نے آخری جملہ اسکرین کی طرف دیکھ کر کہا جہاں گیٹ کے باہر جوزف نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے بٹن پر پریس کیا تو گیٹ کھل گیا۔ جوزف اندر آیا تو بلیک زیرو نے دوبارہ بٹن پر پریس کیا اور خود کار گیٹ بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جوزف آپریشن روم میں داخل ہوا۔

”ہو ہو ہو۔ باس۔ آپ کب آئے ہیں۔“..... جوزف نے عمران کو دیکھ کر دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”میں تو صبح سے یہیں ہوں شب تار کے بچے۔ بس ذرا دیر کے لئے غائب ہو کر نگانا کی روح سے باتیں کرنے لگ گیا تھا۔ تم سناؤ۔ ہوٹل کے کلرک نے کیا کہا ہے۔“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو نگانا کی روح کے ذکر پر جوزف یکدم خوفزدہ ہو گیا۔

چند لمحوں کے بعد بلیک زیرو خاموش ہوا تو عمران پُر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

”کیا ان دونوں کے لباسوں سے بھی زہریلے کپسول برآمد ہوئے ہیں۔“..... عمران نے ایک لمحہ بعد سوال کیا۔

”نہیں سر۔ ان دونوں کے کالر میں کپسول تھے جو میں نے محفوظ کر لئے ہیں۔“..... بلیک زیرو نے جواباً کہا۔

”تاریک وادی میں ان کا ہیڈ کوارٹر کس قسم کا ہے اور وہاں آمدورفت کے لئے کیا ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ان لوگوں کے پاس ہیلی کاپٹر ہے جس کے ذریعے وہ ساحل پر جاتے ہیں۔ وہاں سے اسٹیمر انہیں قریبی بندرگاہ پر لے جاتا ہے جبکہ جنگلات میں پیدل سفر کیا جاتا ہے۔ مکزالو قبیلے کے آس پاس کے قبیلوں کو دیوی کے خوف سے ہمت نہیں ہوتی کہ وہ مکزالو قبیلے کی حدود میں قدم رکھیں۔“..... بلیک زیرو نے جواب میں کہا۔

”ہوں۔ تم جوزف کو بلاؤ پھر میں خود مارٹن اور ایرل کو دیکھتا ہوں۔ ان کے میک اپ واش کر دیئے ہیں۔“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اور میک اپ واش کرنے سے پہلے ان کی تصاویر بھی بنالی تھیں۔“..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران چونکا۔

”کیوں۔ اصل چہروں کی تصویریں کیوں نہیں بنائیں۔“..... عمران

طرف دیکھ کر مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

”سر سلطان کے آفس دوبارہ اسی تصویر کے لئے گیا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس نے انہیں اس کیس کی جو فائل بھیجی ہے اس میں برائڈ یا شہپالو کی موقع واردات پر لی گئی چند تصویریں بھی تھیں جو میں پہلے دیکھ آیا تھا۔ اس طرف آنے سے پہلے مجھے اچانک خیال آیا کہ تصویر دکھا کر جوزف سے تصدیق کرائی جائے کہ برائڈ نے مکڑالو قبیلے کا میک اپ کر رکھا تھا یا کسی دوسرے قبیلے کا چنانچہ اب ثابت ہو گیا کہ فوکس کے گروہ کا ہیڈ کوارٹر مکڑالو قبیلے کی حدود میں ہی ہے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اصل مسئلہ تو حل نہیں ہوا کہ آخر اتنی دور دراز سے ڈیول کے گروپ کو یہاں کس مقصد کے لئے بھیجا گیا اور وہ اٹامک ریسرچ سنٹر میں کیا کارروائی کرنا چاہتے تھے“..... بلیک زیرو نے الجھن بھرے لہجے میں پوچھا۔

”فی الحال مارٹن اور ایرل کے بیان کی روشنی میں یہی اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ ڈیول کا گروپ ریسرچ سنٹر سے کوئی اہم ترین سائنسی راز یا فارمولا حاصل کرنے آیا ہے اور اس مقصد کے لئے برائڈ نے گزشتہ رات دو بجے ریسرچ سنٹر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی لیکن مارا گیا۔ دو کو صفدر نے گرفتار کیا۔ اب ڈیول کے پاس صرف تین ممبرز باقی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ کوشش کرے یا نفری کم ہونے کے سبب واپس چلا جائے“..... عمران نے

”وہ۔ وہ کہتا ہے کہ واڑھی والے شخص نے افریقی کی سفارش کی تھی“..... جوزف نے سہمی ہوئی آواز میں کہا اور جیب سے پوسٹ کارڈ سائز کے دو فوٹو گراف نکال کر میز پر ڈال دیئے۔ ان میں سے ایک تصویر میں واڑھی والے شخص کا کلوز اپ چہرہ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے سوالیہ انداز میں بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

”اس کا نام مارٹن ہے سر“..... جوزف نے واڑھی والے کی تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنی جیب سے ایک فوٹو گراف نکالا اور جوزف کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف نے تصویر دیکھی تو بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ یہ تو مکڑالو قبیلے سے تعلق رکھتا ہے باس“..... جوزف نے غور سے تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ پکڑالو قبیلے سے تعلق رکھتا ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہرگز نہیں باس۔ میں قسم کھانے کو تیار ہوں“..... جوزف نے سر جھٹکتے ہوئے پورے اعتماد سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم آرام کرو لیکن پہلے چائے پلا دو ہمیں۔“ عمران نے ہدایت کی تو جوزف پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ بلیک زیرو وہ تصویر اٹھا کر دیکھنے لگا جس میں مرنے والے افریقی کے چہرے کا کلوز اپ دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ تصویر آپ کہاں سے لائے“..... بلیک زیرو نے عمران کی

سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب ہونے کی بھرپور کوشش کریں گے البتہ طریقہ کار تبدیل کریں گے۔ اتنا تو وہ بھی سمجھتے ہیں کہ پہلے واقعہ کے بعد ریسرچ سنٹر کی سیکورٹی مزید سخت کر دی گئی ہوگی“..... بلیک زیرو نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے۔ ڈیول اتنا کند ذہن تو نہیں ہو گا کہ دوبارہ وہی راستہ اختیار کرے جس میں انہیں ناکامی ہوئی ہے۔ تم ذرا وہ زہریلے کپسول لاؤ جو مارٹن اور ایرل کے لباسوں سے برآمد ہوئے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کرسی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس کی واپسی دو منٹ بعد ہوئی تو اس کے ہاتھ میں شفاف پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی۔ اس نے ڈبیا عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔ عمران نے ڈبیا کھولی جس میں دو چھوٹے چھوٹے سیاہ رنگ کے کپسول رکھے تھے۔

”آؤ۔ لاک اپ میں چلتے ہیں۔ تمہیں ایک تمنا شا دکھاتا ہوں“۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی چونکتا ہوا عمران کے پیچھے چل دیا۔ عمران نے ڈبیا اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ وہ دونوں لاک اپ کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئے تو مارٹن اور ایرل فرش پر پڑے کراہ رہے تھے۔ ان کے جسموں پر صرف انڈر ویئر تھے جبکہ ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیروں کی انگلیوں سے خون رس رہا تھا۔ ایک آدمی کے تین

ناخن غائب تھے جبکہ دوسرے کے داہنے پاؤں کے پانچ اور دوسرے پیر کے دو ناخن الگ کئے گئے تھے۔ بلیک زیرو نے لاک اپ میں داخل ہونے سے پہلے چہرے پر سیاہ نقاب لگا لیا تھا۔ عمران اور بلیک زیرو کو دیکھ کر ان دونوں کے چہرے زرد پڑنے لگے۔

”چیف۔ کیا میں ان کے نام سے آشنا ہو سکتا ہوں“..... عمران نے متوجہانہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

”ہاں۔ اس کا نام مارٹن ہے“..... بلیک زیرو نے دائیں جانب پڑے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”بس۔ میں سمجھ گیا۔ دوسرے کے نام کا تیسرا حرف بھی آر ہو گا“..... عمران نے جلدی سے کہا تو دونوں افراد حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”ہاں تو مسٹر کارٹن۔ کیا تم میرے نام کا تیسرا حرف بتا سکتے ہو“..... عمران نے مارٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں۔ مگر میرا نام مارٹن ہے“..... مارٹن نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”میں بتاتا ہوں۔ خوش قسمتی سے میرا نام کا بھی تیسرا حرف آر ہے چنانچہ تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے“..... عمران نے ہنس کر کہا تو بلیک زیرو سوچ میں پڑ گیا کہ کیا عمران صرف یہی بتانے وہاں آیا ہے۔

”مسٹر بیرل۔ کیا تم ہوش میں ہو“..... عمران نے دوسرے شخص

کو مخاطب کیا جس کے صرف تین ناخن کھینچے گئے تھے۔
 ”لیں۔ مگر میرا نام بھی تم نے غلط بولا ہے مسٹر“..... ایرل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور میرا نام مسٹر نہیں علی عمران ہے“..... عمران نے بے پروائی سے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔
 ”اوہ۔ تو تم عمران ہو“..... مارٹن کے حلق سے حیرت بھری آواز نکلی۔

”تمہیں شبہ ہے تو اپنے باس ڈیول سے پوچھ لو۔ یقیناً اس نے میرا تم سے غائبانہ تعارف کرا دیا ہو گا اور یہ بھی بتایا ہو گا کہ میں کتنا بے ضرر آدمی ہوں اس لئے تمہارے ہاتھ پاؤں توڑے بغیر تم سے چند سوال پوچھوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم ضرور جواب دو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ ہم جو کچھ جانتے تھے تمہارے چیف کو بتا چکے ہیں۔“
 مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

”مگر تم نے ڈیول کا ایڈریس نہیں بتایا“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ہمیں معلوم نہیں ہے۔ باس نے ہمیں اپنا ایڈریس نہیں بتایا۔“
 مارٹن نے جواباً کہا۔

”اس کے باوجود تم مجھے ضرور بتاؤ گے کیونکہ میں ڈیول نہیں ایول ہوں۔ یہ دیکھو“..... عمران نے سر دھجے میں کہا اور جیب سے

کپسولوں والی ڈبیا نکال کر مارٹن سے دو فٹ کے فاصلے پر دونوں کپسول فرش پر ڈال دیئے تو وہ دونوں افراد کپسول دیکھ کر یکدم خوفزدہ ہو گئے۔

”یہ کپسول تمہاری شرٹس سے نکالے گئے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو ان میں کیا ہے“..... عمران نے مارٹن سے کہا۔
 ”ہاں۔ ان میں بلیک اسپائیڈر کا زہر ہے“..... ایرل نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں یہ کس مقصد کے لئے دیئے گئے تھے“..... عمران نے ڈبیا فرش سے اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
 ”اپنے آپ کو ختم کرنے کے لئے لیکن اس صورت میں جب ہم دشمن کی گرفت میں آ کر بے بس کر دیئے جائیں اور آزاد ہونے کے لئے ہمارے پاس کوئی اور حربہ نہ رہے“..... ایرل نے جواب میں کہا۔

”اب یہی حربہ میں تم دونوں پر آزماؤں گا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”سک۔ کیا۔ کیا مطلب“..... مارٹن نے خوف سے ہلکائی ہوئی آواز میں کہا۔

”مطلب صاف ہے مسٹر کارٹن۔ اگر تم مارٹن کے طور پر زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنے باس ڈیول کا ایڈریس اور جو کچھ میں پوچھوں، سچ سچ بتا دو ورنہ میں ایک کپسول تم دونوں کے ننگے جسموں پر نچوڑ

ایک گھنٹہ بعد عمران مارش کے بتائے ہوئے ایڈریس کے مطابق کنکسن روڈ کے اس بنگلے کے قریب پہنچا جس میں ڈیول اور اس کے ساتھیوں کی رہائش تھی تو بنگلے سے چند قدم پیچھے چوہان، تنویر اور خاور کی گاڑیاں کھڑی دکھائی دیں۔ اس نے کچھ دیر پہلے تینوں ممبرز کو بطور ایکسٹو اس بنگلے کی نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ چوہان اس بنگلے کے سامنے سڑک کے پار ایک درخت کی آڑ میں موجود تھا۔ یقیناً تنویر اور خاور بنگلے کی عقبی جانب ڈیوٹی دے رہے تھے۔ عمران اس وقت مارش کے میک اپ میں تھا۔ اس نے کار روکی اور اتر کر پیدل ہی مطلوبہ بنگلے کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ پر پہنچ کر اس نے پلٹ کر چوہان کی طرف دیکھا اور اسے اپنی طرف متوجہ پا کر مخصوص اشارہ کر دیا تاکہ چوہان اسے پہچان لے۔ پھر عمران نے بند گیٹ کی ایک جھری سے اندر جھانکا۔ اندر کمپاؤنڈ اور برآمدے

دوں گا۔..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ایرل اور مارش کی آنکھیں دہشت سے پھیلتی چلی گئیں اور ان کے جسم سردی لگے مریض کی طرح کانپنے لگے۔

”چیف۔ اجازت ہے نا۔..... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ پہلے ایرل کو اس زہر کی لذت چکھاؤ۔..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے باس کا ایڈریس معلوم نہیں ہے۔“ ایرل نے یکدم دہشت سے چیختے ہوئے کہا۔

”پھر کسے معلوم ہے۔“ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

”مم۔ مارش کو۔ میں تو ہوٹل میں مقیم تھا۔“ ایرل نے دہشت سے ہکلاتے ہوئے کہا تو مارش کا چہرہ یکدم تاریک ہو گیا اور وہ اپنے لبوں پر زبان پھیرنے لگا۔

”آل رائٹ۔ میں مارش پر زہر کی آزمائش کرتا ہوں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مارش کی طرف بڑھا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں۔ میں بتا رہا ہوں۔“ مارش نے دہشت کی شدت سے پلبلا تے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ عمران۔ مارش بتا رہا ہے۔“ بلیک زیرو نے عمران سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران کے قدم یکدم ساکت ہوتے چلے گئے جیسے اس کا سوچ آف کر دیا گیا ہو۔

میں کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ برآمدے کی اندرونی جانب نیم تاریکی تھی۔ عمران نے گیٹ کے پہلو میں نصب ڈور بیل کا بٹن پریس کیا اور انتظار کرنے لگا۔ چند لمحے گزر گئے لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز یا آہٹ نہ سنائی دی تو اس نے دوبارہ بیل کا بٹن پریس کیا اور سوراخ سے اندر جھانکنے لگا۔ دس بارہ سیکنڈ گزر گئے اور اندر کوئی نقل و حرکت نہ دکھائی دی تو عمران چونک پڑا۔ مارٹن کے بیان کے مطابق ڈیول اور اس کے تین ماتحت عمارت میں موجود تھے۔ ان تینوں میں سے ایک آدمی گیٹ پر رہتا تھا لیکن شاید گیٹ مین عمارت کے اندر گیا ہوا تھا۔

ایک دو لمحوں تک سوچنے کے بعد عمران نے گیٹ پر ہاتھ سے دباؤ ڈالا تو گیٹ کھلنے لگا۔ گویا وہ اندر سے لاک نہیں تھا۔ عمران کے ذہن میں فوری طور پر ایک شبہ نے سر ابھارا اور اس نے پلٹ کر چوہان کی طرف دیکھ کر اندر آنے کا اشارہ کرنے کے بعد تھوڑا سا گیٹ کھولا اور جیب میں ہاتھ ڈالے بنگلے میں داخل ہو گیا۔ اس کی نگاہیں تیزی سے کمپاؤنڈ کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کمپاؤنڈ اور برآمدہ کسی بھی انسانی وجود سے محروم تھے۔ اسی لمحے چوہان بھی اندر آ گیا۔

”گیٹ بند کر دو۔ کوئی فرار ہونے کی کوشش کرے تو اسے ختم کرنے کی بجائے ٹانگوں کا نشانہ بنانا“..... عمران نے سرگوشی کے انداز میں چوہان کو ہدایت کی اور محتاط انداز میں برآمدے کی طرف

بڑھنے لگا۔ برآمدے میں داخل ہوتے وقت وہ مزید محتاط ہو گیا اور جیب سے سائیلنسر ڈریولر بھی نکال لیا لیکن اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اسے دیر ہو چکی ہے۔ اس نے راہداری کی ٹکڑ پر رک کر دیوار کی آڑ سے راہداری میں جھانکا۔ راہداری میں ایک بلب روشن تھا لیکن راہداری ویران دکھائی دے رہی تھی۔ کمروں کے دروازے بند پڑے تھے اور وہاں مکمل سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ عمران راہداری میں داخل ہوا اور پہلے کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دروازے کے ہینڈل کو گھمایا تو دروازہ کھل گیا لیکن نیم تاریک کمرہ خالی پڑا تھا۔ وہ ڈرائنگ تھا۔ صوفوں کے درمیان رکھی میز پر شراب کی خالی بوتل اور ایک ایش ٹری کے سوا وہاں اور کچھ نہ تھا۔ تب عمران نے تیزی سے بقیہ کمرے میں بھی دیکھے اور انہیں بھی کسی انسانی وجود سے خالی پا کر اسے مایوسی ہوئی۔ اس کا اندیشہ درست ثابت ہوا تھا کہ عمارت خالی ہے اور اس کے مکیں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

واپس ڈرائنگ روم میں آ کر عمران کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ مارٹن کے بیان کے مطابق ڈیول اسی کمرے میں بیٹھا تھا۔ تلاشی کے دوران عمران کو کوئی ایسا کلیو نہیں ملا جس سے ڈیول کے کسی دوسرے ٹھکانے کی نشاندہی ہوتی۔ عمران نے باہر آ کر چوہان کی صورت حال سے آگاہ کیا۔

”تم تنویر اور خاور کو واپسی کا کاشن دو اور اپنے اپنے فلیٹ پر پہنچ

کر ایکسٹو کی نئی ہدایات کا انتظار کرو۔ میں چیف کو رپورٹ دے دوں گا۔“..... عمران نے چوہان سے کہا اور گیٹ سے نکل کر اپنی سرخ اسپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں فلیٹ کی طرف جاتے ہوئے ڈیول کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کی توقع سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوا تھا۔ یقیناً ڈیول نے مارٹن اور ایریل کے پکڑے جانے کی اطلاع ملتے ہی اپنا ٹھکانہ تبدیل کر لیا تھا۔ شاید اس نے اپنے کسی آدمی کو انٹرنیشنل ہوٹل بھیج کر مارٹن اور ایریل کا پتا کرایا تھا۔ اب عمران پھر خود کو اندھیرے میں محسوس کر رہا تھا کیونکہ مجرموں کو ان کے مشن سے روکنے کی کوشش بار آور ثابت نہیں ہو سکتی تھی نہ ہی وہ اس گروہ کے ہیڈ کوارٹر کا رخ کر سکتا تھا کیونکہ مجرم ابھی اپنے نامعلوم مشن کی تکمیل میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔

فلیٹ پر پہنچ کر اس نے سلیمان کو چائے لانے کی ہدایت کی اور سنگ روم میں آ کر فون پر دانش منزل کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔ ”یس۔ ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”عمران بول رہا ہوں طاہر“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ”یس سر۔ کیا ڈیول کے ٹھکانے پر ریڈ کامیاب رہا؟“..... بلیک زیرو نے اس مرتبہ مودبانہ لہجے میں کہا۔ ”نہیں۔ چڑیاں اڑ گئیں۔ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی

عمارت خالی کر دی گئی تھی“..... عمران نے جواب میں کہا۔ ”اوہ۔ گویا آپ کی بجائے دوڑنا کام ہو گئی“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ ”فی الحال تو یہی صورت حال ہے لیکن میں کنفیوژس کے قول پر عمل کروں گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”کون سا قول جناب“..... بلیک زیرو نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ ”پیوستہ رہ حجر سے، امید بہار رکھ“..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”حجر سے نہیں جناب۔ شجر سے“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شجر سے پیوستہ ہونے کا مطلب ہے خودکشی کے لئے شجر پر چڑھ کر گلے میں پھندا ڈال کر پھانسی لے لو جبکہ میں حجر کا قاتل ہوں کہ پتھر سے اپنے سر کو بھی پھوڑا جا سکتا ہے اور دشمن کا سر بھی کچلا جا سکتا ہے۔ جیسے ہی حریف قریب آئے پتھر اٹھا کر دے مارو جبکہ درخت کو جڑ سے اکھاڑے بغیر دشمن پر نہیں پھینکا جا سکتا۔ کیا غلط کہہ رہا ہوں“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”بالکل نہیں۔ آپ کی بات غلط بھی ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے“..... بلیک زیرو نے جواب میں ہنس کر کہا۔ ”تو پھر تم ذرا اپنے ذہن کو استعمال کرو اور سوچو کہ تمہیں ایکسٹو کے طور پر مجرموں کے نامعلوم مشن کو ناکام بنانے کے لئے کیا قدم

اٹھانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ خرگوش نکل جائے اور ہم لکیر پٹیتے رہ جائیں“..... عمران نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”خرگوش یا سانپ۔ انشاء اللہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو پائیں گے“..... بلیک زیرو نے پرعزم لہجے میں کہا۔

”مثلاً تم ان کے راستے میں کون سی سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر رہے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں صفدر، صدیقی اور خاور کو اٹاک ریسرچ سنٹر کی نگرانی کے لئے بھیج رہا ہوں۔ رات کو بقیہ ممبرز کی بھی وہاں ڈیوٹی لگا دوں گا۔ مجھے اپنے ممبرز پر بھروسہ ہے کہ وہ کسی طرف سے بھی ڈیول اور اس کے ساتھیوں کو ریسرچ سنٹر میں داخل نہ ہونے دیں گے“..... بلیک زیرو نے جواب میں اپنا پروگرام بتایا تو عمران نے تائید میں سر کو جنبش دی۔

”گڈ۔ میرے ذہن میں بھی یہی ترکیب آئی تھی۔ شاید تم نے ٹیلی پیٹھی کے ذریعے میرے ذہن سے ترکیب چوری کر لی ہے۔“

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

”اصل میں یہ ٹیلی پیٹھی کا نہیں، آپ کی تربیت کا ثمر ہے کہ میں آپ کے انداز میں سوچنے کی کوشش کرتا ہوں اور کبھی کبھی کامیاب رہتا ہوں۔ آپ کا کیا پروگرام ہے“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میرا پروگرام ہے کہ ممبرز ریسرچ سنٹر کی نگرانی کریں اور میں خود اندر رہوں۔ اس سلسلے میں شام کے بعد ڈاکٹر داور سے ملنے کے بہانے ریسرچ سنٹر میں جاؤں گا اور پھر وہیں رہوں گا۔ آج کل وہ ایک اہم ایجاد کے سلسلے میں دن رات وہیں رہتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے سلیمان چائے لے آیا۔ عمران کو مصروف پا کر اس نے کپ میز پر رکھا اور خاموشی سے باہر چلا گیا۔

”بہت خوب۔ یہ بہتر رہے گا“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے تعریفی لہجے میں کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ تم ممبرز کو ریسرچ سنٹر بھیج دو۔ میں ذرا ریٹ از بیسٹ کے محاورے پر عمل کروں گا۔ اللہ حافظ“..... عمران نے آخر میں کہا اور فون بند کر کے چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چائے پینے کے دوران بھی اس کا ذہن ڈیول اور اس کے باقی ساتھیوں میں الجھا رہا۔ مارٹن نے اپنی جان بچانے کے لئے اسے مزید جو کچھ بتایا تھا وہ صرف اس صورت میں عمران کے لئے کارآمد ہو سکتا تھا کہ اسے مجرم تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی ضرورت پڑتی لیکن سروسٹ اس قسم کی کوئی صورت حال پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ خواہ مخواہ ایک طویل سفر کر کے افریقہ کے جنگلات میں خوار ہوتا۔ چند منٹ بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کی سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

”ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔
 ”جولیا بول رہی ہوں عمران“..... دوسری طرف سے جولیا کی خوشگوار سی آواز سنائی دی تو عمران نے برا سامنہ بنا لیا۔
 ”لیس جولیا۔ سناؤ کیا کر رہی ہو“..... عمران نے بظاہر نرم لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ صفر سے معلوم ہوا تھا کہ انٹرنیشنل ہوٹل سے اس نے دو ایکریڈیٹ مجرموں کو گرفتار کر کے دانش منزل پہنچا دیا تھا۔ ان سے ان کے مشن کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہوئی ہیں“۔
 جولیا نے پوچھا۔

”پتا نہیں۔ تمہارے چوہے کو علم ہو گا۔ مجھے تو دانش منزل کا گیٹ دیکھے بھی تین ہفتے ہو چکے ہیں“..... عمران نے جواباً کہا۔
 ”تو کیا چیف اس کیس میں تم سے کام نہیں لے رہا“..... جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ کیونکہ میں نے پرانے معاوضے پر کام کرنے سے معذرت کر لی ہے۔ غضب خدا کا چینی کی قیمت ساٹھ روپے پر پہنچ چکی ہے اور دودھ پچاس روپے لٹر سے کم میں دستیاب نہیں لیکن ایکسٹو اب بھی دو برس پرانے معاوضے پر اڑا ہوا ہے تو پھر میں کیوں اس کے لئے اپنی زندگی خطرے میں ڈالوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”واقعی۔ قیمتیں تو تمام چیزوں کی آپ ہو چکی ہیں لیکن تمہیں

صرف دودھ اور چینی کی مہنگائی کیوں محسوس ہو رہی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”بالکل۔ تم ہی بتاؤ کہ چینی کے بغیر دودھ کس کام کا ہے اور دودھ نہ ہو تو صرف چینی کو کیسے استعمال کرو گی۔ کیا پھانکا کروں گی یا سر میں ڈال کر مالش کرو گی۔ پھر میری زندگی کا تو دارومدار ہی صرف چینی اور دودھ پر ہے کیونکہ ان دونوں اشیاء کے بغیر چائے نہیں بن سکتی جبکہ تمہیں بخوبی علم ہے کہ میں کھانا کم کھاتا ہوں چائے زیادہ پیتا ہوں“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں صرف یہ جانتی ہوں کہ تم کام کی بات کم اور بکواس زیادہ کرتے ہو“..... دوسری طرف سے جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں الزام لگا رہی ہو جولیا۔ میں تو احتجاج کر رہا ہوں کہ تمہارا چوہا خود پر روزانہ ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے اور مجھے مہنگائی کے لحاظ سے معاوضہ دینے سے بھی کتراتا ہے۔ کیا تم میری سفارش نہیں کر سکتی“..... عمران نے مسکین سے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ چیف اور تمہارا آپس کا معاملہ ہے۔ میں ملازم ہونے کی حیثیت سے چیف سے ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتی“۔ جولیا نے جواباً سخت لہجے میں کہا۔

”خدا کا خوف کرو جولیا۔ ایکسٹو کی ملازم بن کر نہیں، میرے ہونے والے پوتے پوتیوں کی دادی جان بن کر سوچو کہ آخر کل کو تم

نے ہی اس گھر کا چولہا گرم کرنا ہے“..... عمران نے التجائیہ انداز میں کہا۔

”بس بس۔ مجھے بے وقوف بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری عیاریوں کو جانتی ہوں۔ تم وہ پتھر ہو جس میں کبھی جولا نہیں لگ سکتی۔ میں اب بھی محض ایک آس پر زندگی گزار رہی ہوں اور آئندہ بھی مجھے آسوں پر ہی زندہ رہنا ہے جب تک مجھے تمہارا قربت حاصل رہے گی“..... جولیا نے کہا تو آخری جملوں پر اس کے لہجے میں اداسی اور مایوسی محسوس کر کے عمران کا چہرہ ایک لمحے کے لئے متغیر ہو گیا۔ جولیا درست کہہ رہی تھی۔

”اور اگر میں مر گیا تو پھر“..... عمران نے بظاہر ہنس کر کہا۔

”تو وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔ اوکے“..... جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا مگر عمران کئی لمحوں تک رسیور کان سے لگائے ساکت و جامد بیٹھا رہا۔ پھر سلیمان کے قدموں کی آہٹیں سن کر اس نے جلدی سے رسیور رکھ دیا۔ سلیمان نے اندر آ کر میز سے خالی برتن اٹھائے اور باہر نکل گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی۔

”اوہ۔ تم نے فون کیوں بند کر دیا تھا جولیا۔ میں آج بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”بلیک زیرو بول رہا ہوں سر۔ خیریت تو ہے“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی تو عمران بوکھلا گیا۔

”سک۔ کچھ نہیں پیارے۔ تم نے کچھ سنا تو نہیں“..... عمران نے گھبرا جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

”نوسر۔ بلکہ میں نے تو سنانے کے لئے فون کیا ہے“..... بلیک زیرو کی آواز آئی۔

”تو ٹھیک ہے سناؤ لیکن کوئی اداس سا گیت سنانا“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اداس ہی نہیں غمگین بھی ہے یہ گیت کہ مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں“..... بلیک زیرو کی سنجیدہ آواز سنائی دی تو عمران نے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو طاہر۔ کون سا مقصد“..... عمران نے تیزی سے پوچھا۔

”پروفیسر نادر واسطی کی ایک اہم ایجاد کا مکمل فارمولا ریسرچ سنٹر میں ان کے آفس روم سے چرا لیا گیا ہے“..... بلیک زیرو نے دوسری طرف سے جواب میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کب۔ کس نے چرایا ہے۔ کس ایجاد کا فارمولا تھا“۔ عمران نے تیزی سے ایک ساتھ تین سوال کر ڈالے۔

”پروفیسر نادر واسطی نے گزشتہ ہفتے ایک چھوٹا سا ایٹمی ہتھیار ایجاد کیا تھا۔ اس ہتھیار کے ذریعے بڑے بڑے پہاڑوں اور چٹانوں میں حسب خواہش چھوٹے بڑے سوراخ یا سرنگیں بنائی جا سکتی ہیں۔ ایٹمی شعاعیں جس چٹان پر ڈالی جائیں وہاں ایک سیکنڈ

میں ایک فٹ لمبا شگاف ہو جاتا ہے اور اس ایجاد کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ پہاڑوں کو تباہ کئے بغیر ان کے اندر راستے بنائے جا سکیں تاکہ بیرونی طور پر پہاڑ کی ہیئت اور حسن قائم رہے۔ آج کل اس ایجاد پر مزید ریسرچ ہو رہی تھی اور اس کا اصل فارمولا پروفیسر نادر واسطی کے آفس روم میں پروفیسر کی میز کی دراز میں موجود تھا۔ ایک گھنٹہ پہلے پروفیسر کا اسٹنٹ ڈاکٹر طارق اپنی ڈیوٹی پر پہنچا۔ اس وقت پروفیسر لیبارٹری میں جانے لگے تو ڈاکٹر طارق واش روم کے بہانے رک گیا۔ چند منٹ بعد پروفیسر واسطی نے لیبارٹری سے انٹرکام پر اپنے کمرے میں رنگ کیا تو پتا چلا کہ انٹرکام آف ہے۔ پروفیسر نے ایک لیبارٹری ملازم ڈاکٹر طارق کو بلانے کے لئے بھیجا تو ملازم نے واپس آ کر بتایا کہ ڈاکٹر طارق کمرے میں موجود نہیں اور انٹرکام کی تار کٹی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ کمرے میں الماریاں کھلی پڑی ہیں اور کاغذات فرش پر بکھرے ہوئے ہیں۔ اگلے پانچ منٹ میں پتا چلا کہ پروفیسر کی میز کی دراز سے مذکورہ فارمولا اڑا لیا گیا ہے اور ڈاکٹر طارق اپنی گاڑی میں ریسرچ سنٹر سے رخصت ہو چکا ہے۔ سیکورٹی گارڈز کو ریسرچ سنٹر سے تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلے پر ڈاکٹر طارق کی گاڑی مل گئی مگر اس میں ڈاکٹر طارق موجود نہیں تھا۔..... بلیک زیرو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو عمران کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔

”تمہیں یہ سب کچھ کس نے بتایا؟“..... عمران نے پوچھا۔

”ابھی سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہیں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے فون پر اس واقعہ کی اطلاع دی تھی کیونکہ سر سلطان اسے بتا چکے تھے کہ گزشتہ رات والے واقعہ کی سیکرٹ سروس تفتیش کر رہی ہے۔..... بلیک زیرو کی آواز آئی۔

”کیا ہمارے ممبرز نے اس سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں دی؟“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میرا خیال ہے وہ ابھی وہاں نہیں پہنچے۔ انہیں ہدایات دیئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہوں۔ تمہارا کیا اندازہ ہے۔ کیا یہ واردات ڈیول گروپ نے کی ہے؟“..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً۔ میرے اندازے کے مطابق انہوں نے ڈاکٹر طارق کو ان کے گھر میں یرغمال بنا کر اپنے آدمی پر ڈاکٹر کا میک اپ کیا ہو گا اور اس طرح جعلی ڈاکٹر طارق ریسرچ سنٹر سے فارمولا چوری کر کے واپس چل دیا جہاں راستے میں اس کے ساتھی پہلے سے موجود تھے چنانچہ وہ ان کی گاڑی میں فرار ہو گیا۔..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یقیناً یہی بات ہوگی ظاہر۔ تم ممبرز کو وہاں سے واپس بلا لو۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔“..... عمران نے غصے سے جہڑے بھینچتے ہوئے کہا اور فون آف کر کے صوفے سے اٹھ گیا۔

طارق وہاں سے کسی دوسری گاڑی میں شہر کی طرف گیا تھا۔ بعد میں انٹیلی جنس والے ڈاکٹر طارق کی تلاش میں اس کے بنگلے پر پہنچے تو ان کی سیکورٹی پر مامور تینوں گارڈز، مالی اور خانساماں ایک کمرے میں بے ہوش پائے گئے جبکہ ڈرائنگ روم میں ڈاکٹر طارق کی بیگم بے ہوش اور ڈاکٹر طارق مردہ حالت میں پڑے تھے۔ ڈاکٹر طارق کی کنپٹی میں سائیلنسر ڈیو اور سے گولی ماری گئی تھی۔ تفتیش کاروں نے بے ہوش افراد کو ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کی تو پتا چلا کہ ایک ٹیکسی میں ایک بوڑھا سفید فام وہاں آیا تھا جو شکل سے یورپین نظر آتا تھا اور اس کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔ بوڑھے نے گیٹ گارڈ کو بتایا کہ وہ ڈاکٹر طارق سے ملنے گریٹ لینڈ کے دارالحکومت سے آیا ہے اور وہ ایک سائنس دان ہے۔ بوڑھے نے اپنا نام پروفیسر رابرٹ بتایا تو گارڈ نے انٹرکام پر ڈاکٹر طارق کو اطلاع دی اور ڈاکٹر طارق نے اس بوڑھے سائنس دان سے ناواقفیت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ڈرائنگ روم میں پہنچانے کی ہدایت کی۔ گارڈ نے پروفیسر رابرٹ کو ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا مگر چند ہی لمحوں بعد گیٹ گارڈز کو انٹرکام پر ڈاکٹر طارق کی ہدایت موصول ہوئی کہ مہمان پروفیسر گارڈز اور دوسرے ملازموں سے ملنے کا خواہش مند ہے اس لئے گیٹ گارڈ تمام ملازموں کو ڈرائنگ روم میں لے آئے۔ ڈاکٹر طارق کی ہدایت پر تینوں گارڈز اور دوسرے دو ملازموں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں پہنچے تو وہاں کا منظر ہی کچھ

پروفیسر نادر واسطی کی اہم ایجاد کا فارمولا چوری کرنے کے لئے مجرموں نے جو طریقہ کار استعمال کیا تھا وہ انتہائی آسان اور بے ضرر تھا۔ ریسرچ سنٹر کے گیٹ پر موجود گارڈز کے انچارج کے بیان کے مطابق ڈاکٹر طارق کو باہر جاتے دیکھ کر انچارج کو حیرت ہوئی تھی اور اس نے سرسری طور پر ڈاکٹر سے صرف اتنا کہا تھا کہ جناب خیریت تو ہے کہ آپ معمول کے وقت سے پہلے باہر جا رہے ہیں تو ڈاکٹر طارق نے جواباً کہا تھا کہ اس کی بیگم کو حادثہ پیش آیا ہے جس کی اسے فون پر اطلاع ملی ہے۔ ہاسپٹل میں اس کی بیگم کی حالت نازک ہے۔ ڈاکٹر طارق کے اس جواب پر ظاہر ہے انچارج اسے روکنے کا مجاز نہیں تھا اور اس طرح ڈاکٹر طارق وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب رہا تھا لیکن ریسرچ سنٹر سے تھوڑے فاصلے پر ملنے والی اس کی خالی گاڑی سے ظاہر ہوا کہ ڈاکٹر

ہے کہ انہیں پہلے ہی ڈاکٹر طارق کے بارے میں پوری معلومات حاصل تھیں کہ وہ پروفیسر نادر واسطی کو اسسٹ کرتا ہے اور اس کے گھر میں بیگم طارق کے علاوہ صرف گارڈز اور دو ملازم رہتے ہیں جبکہ ڈاکٹر طارق نے ڈرائیور نہیں رکھا ہوا تھا اور خود اپنی گاڑی ڈرائیو کر کے ریسرچ سنٹر جاتے تھے لہذا انہوں نے پہلی ناکامی کے بعد اس آپشن کے مطابق ایکشن لیا اور کامیاب ہو گئے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن اب مجرموں کو کہاں تلاش کیا جائے۔ یقیناً وہ اب تک پاکیشیا سے باہر جا چکے ہوں گے۔“..... بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ باہر جا چکے ہیں تو کیا ہمارے جانے پر پابندی ہے بلیک زیرو۔“..... عمران نے عجیب سے انداز میں کہا۔

”اوہ۔ گویا آپ ان کے پیچھے جائیں گے۔“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں پیارے۔ معاملہ صرف فارمولا چوری کرنے کی حد تک ہوتا تو پھر بھی میں مجرموں سے فارمولا واپس لئے بغیر نہ رہتا جبکہ فارمولے کے ساتھ ہمارے ملک کے ایک اہم اور قابل آدمی کا بھی قتل ہوا ہے اور میں ڈاکٹر طارق کا انتقام لینے کے لئے پورے افریقہ کو جہنم بنا سکتا ہوں۔“..... عمران نے جڑے بھینچتے ہوئے کہا تو اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

اور تھا۔ بوڑھے پروفیسر کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ صوفے پر بیٹھے ڈاکٹر طارق کے سر سے ریوالور لگائے صوفے کے عقب میں کھڑا تھا جبکہ ڈاکٹر طارق کے قریب ہی اس کی بیگم بے ہوش پڑی تھی۔ پروفیسر نے تمام ملازموں کو ہینڈز اپ کرایا اور اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا پستل نکال کر کسی قسم کی گیس فائر کی اور وہ لوگ بے ہوش ہو کر گرتے چلے گئے۔

بیگم طارق کے بیان کے مطابق وہ دونوں غیر ملکی مہمان کی آمد کا سن کر ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے تھے۔ پروفیسر رابرٹ اندر آیا تو اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ گریٹ لینڈ کی نیشنل ریسرچ لیبارٹری میں اپنی ایک نئی ایجاد پر کام کر رہا ہے اور چند برس پہلے اس نے وہاں ایک انٹرنیشنل سائنس کانفرنس میں ڈاکٹر طارق کو دیکھا تھا۔ اب وہ پاکیشیا کے نجی دورے پر آیا ہے پھر پروفیسر رابرٹ نے یکدم جیب سے ریوالور نکال کر ڈاکٹر طارق پر تان لیا اور پستل سے اس کی بیگم کے چہرے پر کوئی بے رنگ و بو گیس فائر کی جس سے وہ فوراً ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا عمران بلیک زیرو کی طرف دیکھ رہا تھا جو اسے اس واقعہ کی مزید تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا۔ یہ تفصیلات اس نے ڈائریکٹ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو فون کر کے معلوم کی تھیں۔

”مجرموں نے بڑی جلدی ایکشن لیا ہے طاہر۔ اس سے ہٹا چلتا

”آپ درست فرما رہے ہیں۔ یہ محض ایک پاکیشیائی کا قتل نہیں ملک کی عزت کا بھی معاملہ ہے اور اس میں کوتاہی اور چشم پوشی اختیار کرنا ملک و قوم سے غداری کے مترادف تو ہے ہی، ہمارے منہ پر بھی طمانچہ ہے کہ ڈیول صرف تین ممبرز کے ساتھ اتنا بڑا اور سنگین جرم کر کے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور سیکرٹ سروس کو شرمناک شکست دے گیا“..... بلیک زیرو نے جو شیلے لہجے میں کہا۔

”شرم ناک۔ نہیں پیارے۔ ایسا لفظ تو استعمال مت کرو کہ میں شرم کے مارے برقع پہن کر گھر میں بیٹھ جاؤں“..... عمران نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران پڑوسی سے اتر رہا ہے۔

”سوری سر۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ ہم نے آج تک زیرو لینڈ کے عیار ترین مجرموں کو پاکیشیا میں کامیاب نہیں ہونے دیا مگر چار افراد کے ٹولہ سے نمٹنے میں ناکام رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو۔ ان چار کے بچ کر نکل جانے سے ہمیں موقع مل گیا ہے کہ ہم اس پوری تنظیم کا نام و نشان مٹا ڈالیں تاکہ دنیا ان کی دست برد سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔ تم ممبرز کو میٹنگ کی کال دے دو تاکہ انہیں مہم پر روانہ ہونے سے پہلے بریف کیا جائے ورنہ وہ سفر کے دوران سوال کر کے میرا نان نفقہ بند کر دیں گے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے ساختہ ہنسنے لگا۔

”ہائیں۔ تم ہنس رہے ہو بلیک صفیر۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنا دیا ہے بھول کر“..... عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن آپ بھول کر جملہ غلط بول گئے۔ محاورہ ناطقہ بند کرنا ہے، نان نفقہ نہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ شکریہ۔ بس اسی طرح میری اردو درست کرتے رہا کرو لیکن ممبرز کو فون کرنا مت بھولا کرو“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ سوری۔ میٹنگ کے لئے کیا ٹائم بتانا ہے سر“..... بلیک زیرو نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”شام کے بعد۔ غالباً یہ کسی شعری مجموعے کا نام ہے۔ بہر حال تم آٹھ بجے کا وقت بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا روانگی بھی آج ہی ہوگی۔ آپ کے ساتھ کون کون جائے گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”چند ممبرز کو لے جاؤں گا کیونکہ ملکی حالات کے پیش نظر تمہارے پاس بھی ایک دو ممبرز کو موجود رہنا چاہئے۔ تم صفیر، جولیا، تنویر، چوہان اور خاور کو کال کرو۔ ان کے علاوہ جوزف بھی جائے گا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوزف“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ جنگلات کا کیڑا ہے اور اپنے علاقے میں بسنے

والے تمام قبائل کے بارے میں معلومات رکھتا ہے۔ یوں سمجھو کہ ہماری کامیابی میں پچاس فیصد حصہ جوزف کا ہوگا۔ آج رات گیارہ بجے کی کسی بھی فلائٹ پر نشستوں کا انتظام کر لو تا کہ ہم صبح کا ناشتا یوگنڈا کے دارالحکومت میں کر سکیں“..... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا آپ میٹنگ اٹینڈ نہیں کریں گے“..... بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”کیوں نہیں۔ ابھی تو میٹنگ کے وقت میں دو گھنٹے پڑے ہیں۔ میں نصف گھنٹہ پہلے آ جاؤں گا۔ فی الحال میں سرسلطان سے ملنے جا رہا ہوں تاکہ انہیں اپنے پروگرام سے مطلع کر دوں ورنہ وہ پریشان رہیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے سر ہلایا اور عمران آپریشن روم سے نکل گیا تو بلیک زیرو فون پر جولیا کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

میٹنگ ہال میں عمران کے علاوہ جولیا، صفدر، خاور، تنویر اور چوہان بھی موجود تھے لیکن عمران ان سے لائق کے انداز میں اونگھ رہا تھا۔ اس نے کرسی کے بازو پر کہنی ٹکا کر ہتھیلی پر چہرہ رکھا ہوا تھا۔ اس کے قریب بیٹھی جولیا اور ارد گرد کی کرسیوں پر بیٹھے دوسرے ممبرز بڑی دلچسپی سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ وہ لوگ ابھی ابھی وہاں پہنچے تھے اور عمران پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ابھی آٹھ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ اونگھنے کے دوران عمران کی کہنی بار بار پھسل رہی تھی۔ نتیجے میں جھٹکے سے اس کا سر جھک جاتا تو وہ سیدھے ہوتے ہوئے مچی مچی آنکھوں سے ممبرز کی طرف دیکھتا اور اس کے چہرے پر خفت پھیل جاتی پھر وہ دوبارہ اسی پوزیشن میں ہتھیلی پر رخسار ٹکا کر اونگھنے لگتا۔ چوتھی مرتبہ عمران کا بازو پھسلا تو صفدر خاموش نہ رہ سکا۔

”ارے ارے۔ ایسا غضب مت کرنا جولیا۔ وہ چوہا فوراً آرڈر کرے گا کہ اسے بھی تھوڑی سی چکھاؤں حالانکہ میں نے صرف چائے پی رکھی ہے اور وہ بھی چینی کے بغیر“..... عمران نے گھبرائی ہوئی آواز میں تیزی سے کہا۔

”کیوں۔ چینی کو کیا ہوا“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مہنگی ہو گئی۔ بازار میں ساٹھ روپے کلو بک رہی ہے۔ سلیمان نے مشورہ دیا ہے کہ پھکی چائے پیا کروں۔ شوگر کے مرض سے بھی بچا رہوں گا اور بچت بھی ہوتی رہے گی“..... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”خوب۔ تو آج کل آپ سلیمان کے مشوروں پر چل رہے ہیں“..... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”مجبوری ہے پیارے۔ جب تک کنوارا ہوں، سلیمان کی بھی ماننا پڑے گی۔ بیگم آئے گی تو پھر چینی کا استعمال شروع کر دوں گا“..... عمران نے بے چارگی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ اس وقت آپ کو شوگر نہیں ہو گی“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس وقت بھی مجبوری ہو گی کیونکہ بیگم کے ساتھ بات کرنے کے لئے مجھے چینی کا ایک پیالہ حلق میں اتارنا پڑے گا تاکہ لہجے میں مٹھاس پیدا ہو جائے اور میں میٹھی زبان میں“..... عمران نے

”عمران صاحب۔ کیا بہت زیادہ چڑھالی ہے کہ آپ کو ہماری موجودگی کا بھی احساس نہیں ہو رہا“..... صفدر نے بلند آواز میں کہا تو جواب میں عمران نے نیم وا آنکھوں سے ممبرز کی طرف دیکھا اور کھیانے انداز میں ہنسنے لگا۔

”یارو مجھے معاف کرو میں نشے میں ہوں“..... عمران نے بھکی بھکی آواز میں کہا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

”ہوش میں آ جاؤ احمق۔ یہ میٹنگ ہال ہے“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میڈیکل ہال۔ پھر تو ویلیم کی ٹیبلٹس بھی لے لیتا ہوں۔ نشہ دو آتشہ ہو جائے گا“..... عمران نے چونکتے ہوئے دائیں بائیں دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا تو تمام ممبرز بے اختیار ہنسنے لگے البتہ تنویر کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔

”ابھی تمہیں دو آتشہ کا مزہ چکھاتی ہوں“..... جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اپنے سینڈل کی طرف ہاتھ جھکایا۔

”ارے ارے۔ رہنے دو۔ تمہارے سینڈل سے تو میں بالکل ہی اٹھا غفیل ہو جاؤں گا“..... عمران نے یکدم بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی پھر ہنسنے پر مجبور ہو گئے۔ عمران کی اداکاری بے ساختہ تھی اس لئے تنویر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میں ابھی چیف کو بتاؤں گی کہ تم نے پی رکھی ہے“..... جولیا نے مصنوعی غصے سے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

مخصوص لہجے میں کہا۔

”بکومت۔ آٹھ بج گئے ہیں“..... جولیا نے اس کی بات کاٹ دی تو عمران یوں اچھل پڑا جیسے جولیا نے زلزلے کی خبر دی ہو۔
”اوہ۔ تمہیں کیسے پتا چلا“..... عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر

تیزی سے پوچھا۔

”اپنی گھڑی پر دیکھو احقر۔ چیف خطاب کرنے والے ہیں۔“
جولیا نے غصے سے دانت پٹیتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کا حساب کرنے والے ہیں۔ میں ان سے بڑا حساب دان ہوں۔ پی ایچ ڈی چنے کھا کر نہیں کی“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چنے کھا کر نہیں بیچ کر کہتے جناب“..... خاور نے پٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے۔ میں نے کبھی چنے نہیں بیچے۔ میں تو ہمیشہ چنے کھایا کرتا تھا۔ چنے کھانے سے حافظہ بڑھتا ہے۔ بے وقوف بھی چنے کھائے تو ذہین ہو جاتا ہے۔ تم بھی چنے کھایا کرو“..... عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”گدھا بھی تو روزانہ چنے کھاتا ہے لیکن پھر بھی احقر بے وقوف گدھا کہلاتا ہے“..... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ مگر میں تو تمہیں عقل مند اور ذہین سمجھتا ہوں۔ تم کب سے گدھے بنے ہو“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو جولیا، تنویر،

خاور اور چوہان کے بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے اور صفدر کا خفت سے منہ لٹک گیا۔ ٹھیک اسی لمحے اسپیکر جاگ اٹھا۔

”ہیلو جولیا۔ کیا تمام ممبرز آچکے ہیں“..... ہال میں نصب خفیہ اسپیکر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز بلند ہوئی۔

”یس چیف۔ جن ممبرز کو آپ نے میٹنگ کی کال دی تھی وہ سب موجود ہیں“..... جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواباً کہا۔

”آپ لوگوں کو آج رات بیرون ملک سفر پر روانہ ہونا ہے۔ اس سفر کی غرض و غایت آپ کو کسی قدر معلوم ہی ہوگی“..... ایکسٹو نے کہا۔

”نہیں چیف۔ صرف غرض معلوم ہے، غایت کا کچھ پتا نہیں کہ کہاں اور کس شکل و صورت میں ہے“..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ خاموشی سے سنو۔ افریقہ کے تاریک جنگلات میں ایک خطرناک مجرم تنظیم بلیک اسپائیڈر کے نام سے مجرمانہ سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس تنظیم کا سربراہ یا چیف فوکس ہے۔ بلیک اسپائیڈر نے ایک آدم خور وحشی قبیلے کی حدود میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔ آدم خور قبیلہ کٹڑالو ناگ دیوتا کی پوجا کرتا ہے اور ایک بدروح پشپا دیوی کا غلام ہے۔ فوکس کو پشپا دیوی کی آشیرباد حاصل ہے جس کے سبب تنظیم نے نہ صرف کٹڑالو قبیلے کو اپنا تابع فرمان بنا رکھا ہے بلکہ آس پاس کے قبائل کو بھی خوفزدہ کیا ہوا ہے تاکہ کوئی

قبیلہ سفید قام غیر ملکیوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ تمام قبیلے مکڑالو قبیلے کی دیوی سے ڈرتے ہیں۔ مکڑالو قبیلے کا جو بھی فرد تنظیم کے ممبرز کی حکم عدولی کرتا ہے وہ دیوی کے قہر و غضب کا شکار ہو جاتا ہے اور چند لمحوں کے اندر خون تھوک تھوک کر مر جاتا ہے۔ یہ تنظیم زیرو لینڈ کی طرح مختلف ملکوں کے اہم سائنس دانوں کو اغوا کرنے کے علاوہ خطرناک ایجادات کے فارمولے چوری کرتی ہے۔ نہ جانے ان سے کیسے فائدہ اٹھاتی ہے اور اس کے کیا مقاصد ہیں لیکن اس مرتبہ انہوں نے پاکیشیا کو ہدف بنایا ہے..... ایکسٹو نے عمران کو ڈانٹنے کے بعد مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ کہیں وہ لوگ زیرو لینڈ کے ایجنٹ تو نہیں؟“..... صفدر نے ایکسٹو کے خاموش ہونے پر مؤدبانہ لہجے میں سوال کیا۔

”نہیں۔ زیرو لینڈ والے جرائم کے لئے سائنسی حربے استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ تنظیم ان سے مختلف معلوم ہوتی ہے۔ بلیک اسپائیڈر نے ہمارے ایک معروف سائنس دان پروفیسر نادر واسطی کی ایک اہم ایجاد کا فارمولا چوری کرنے کے لئے اپنے ایک خاص آدمی ڈیول کی سربراہی میں چھ ممبرز کو یہاں بھیجا تھا۔ ڈیول نے یہاں پہنچتے ہی ایک ممبر کو افریقی حبشی کے میک اپ میں ریسرچ سنٹر سے پروفیسر واسطی کی ایجاد کا فارمولا چوری کرنے کے لئے گزشتہ رات مشن پر بھیجا لیکن برائڈ نامی وہ ممبر سیکورٹی گارڈ کی گولی کا نشانہ بن گیا۔ اس کی قمیض کے کالر سے ایک کپسول برآمد ہونے

پر کپسول کو تجزیہ کے لئے لیبارٹری میں بھیجا گیا۔ کپسول میں بھرا سیاہ رنگ کا گاڑھا مادہ شیشے کی پلیٹ پر ڈالا گیا تو نادانستگی میں لیبارٹری اٹینڈنٹ کی انگلی اس مواد چھو گئی جو اس قدر سریع الاثر زہر تھا کہ اٹینڈنٹ ایک منٹ کے اندر خون اگل اگل کر مر گیا۔

چونکہ یہ ایک پراسرار اور قومی سلامتی سے متعلق معاملہ تھا اس لئے ملٹری انٹیلی جنس نے سرسلطان کے توسط سے یہ کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کر دیا۔ چونکہ مجرم مارا گیا تھا لیکن اس کے عزائم نامعلوم تھے اس لئے مجھے اس پر فوری توجہ دینا پڑی۔ پھر جو کچھ ہوا وہ آپ لوگوں کو معلوم ہی ہے۔ مرنے والا مجرم جو ایکریمین تھا لیکن اس نے اپنے چہرے پر سیاہ قام افریقی کا میک اپ کیا ہوا تھا اور اس نے انٹرنیشنل ہوٹل میں شمپالو کے نام سے کمرہ حاصل کیا تھا جس کی چابی اس کے لباس سے برآمد ہوئی تھی چنانچہ میرے حکم پر صفدر ہوٹل پہنچا اور مقتول کے کمرے کی تلاشی کے دوران اس کے دو ساتھی مارٹن اور ایرل وہاں پہنچ گئے جنہوں نے صفدر کو گرفت میں لے کر ٹرانسمیٹر پر اپنے پاس ڈیول سے بات کی۔ اس طرح پتا چل گیا کہ وہ پورا گروپ ہے اور مجرم ایکریمین ہیں۔ بہر حال مارٹن اور ایرل کو گرفتار کر کے صفدر یہاں لایا تو ان سے پوچھ گچھ کے دوران اس تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں لیکن مشن کا اصل مقصد مارٹن اور ایرل کو معلوم نہیں تھا۔ مجھے خدشہ تھا کہ پہلی ناکامی کے بعد مجرم آج رات پھر ریسرچ سنٹر میں داخل ہونے کی کوشش

کریں گے چنانچہ میں نے ممبرز کو ریسرچ سنٹر کی نگرانی کے لئے وہاں جانے کا حکم دیا لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے۔ اس مرتبہ انہوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ ڈیول کا مشن پروفیسر نادر واسطی کی ایجاد کا فارمولا حاصل کرنا ہے تو مجرم کبھی کامیاب نہ ہو سکتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مارٹن کی نشاندہی پر جب عمران نے ڈیول کے ہنگلے پر ریڈ کیا تو مجرم عمارت چھوڑ کر غائب ہو چکے تھے اور مجھے یہ بھی اندازہ نہ ہوا کہ مجرم اتنی جلدی دوسری کوشش کریں گے یا وہ ریسرچ سنٹر کے کسی اہم شخص کے بھیس میں ریسرچ سنٹر میں داخل ہو سکتے ہیں بہر حال ڈیول یا اس کا کوئی ماتحت پروفیسر نادر واسطی کے اسٹنٹ ڈاکٹر طارق کے میک اپ میں پروفیسر نادر واسطی کے کمرے میں پہنچا اور پروفیسر کی غیر موجودگی میں مطلوبہ فارمولا چوری کر کے فوراً ہی وہاں سے واپس چل دیا۔ ایکسٹو نے صدر کے سوال کے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ برائڈ کو افریقی میک اپ میں ریسرچ سنٹر کیوں بھیجا گیا تھا“..... جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اگرچہ مارٹن اور اپریل اس کی وجہ نہیں بتا سکے لیکن میرا اندازہ ہے کہ چونکہ مجرم سفید فام اور ائیریمین تھے اور برائڈ کی گرفتاری کے بعد انٹیلی جنس یا ہم سفید فاموں کے خلاف ہی کریک ڈاؤن

کرتے تو لازمی بات ہے کہ ان میں سے کوئی ہماری گرفت میں آ سکتا تھا۔ اس خدشہ کے تحت ڈیول نے برائڈ کو افریقی میک اپ میں مشن پر بھیجا تاکہ خفیہ ادارے سیاہ فام افریقیوں کو ہی چیک کرتے رہیں اور مجرم کامیابی حاصل کر کے پاکیشیا سے بحفاظت نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں“..... ایکسٹو نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ نکل گئے اور ہم یہاں بیٹھے لکیر پیٹ رہے ہیں“..... عمران نے ہانک لگائی۔

”اس لئے تو تمہیں گروپ لیڈر بنا کر افریقہ بھیجا جا رہا ہے کہ لکیر مٹنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ کر ان سب کو مٹا دو“..... ایکسٹو کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

”لو۔ ہنسے اور پھنسے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ممبرز بے ساختہ مسکرانے لگے۔

”کیا بک رہے ہو احمق“..... ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

”سک۔ کچھ نہیں چیف۔ میں تو چینی کا رونا رو رہا تھا“۔ عمران

نے یکدم بوکھلا کر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کون سی چینی“..... ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں چینی آدمی کی نہیں، اس چینی کی بات کر رہا ہوں جو اتنی

مہنگی ہو گئی ہے کہ آپ سے ملنے والے معاوضہ میں خریدنا ممکن نہیں

رہا۔ چینی نہ ملی تو چائے نہیں بنے گی اور چائے کے بغیر میرا دماغ

کام نہیں کرتا تو میں ممبرز کو کیسے لیڈ کر سکوں گا۔ ہو سکتا ہے ممبرز کے ساتھ خود بھی آدم خور قبیلے کی غذا بن جاؤں“..... عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

”مطلب کی بات کرو عمران۔ میرے پاس وقت کم ہے۔ اگر تم مجھے مہم کے لئے بلیک میل کر کے معاوضہ میں اضافہ کرانا چاہتے ہو تو یہ ناممکن ہے۔ چینی ضروری نہیں ہے۔ تم اسکرین استعمال کیا کرو۔ ویس آل“..... ایکسٹو نے غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اسٹیکر پر خاموشی پھیل گئی تو تمام ممبرز عمران کی طرف دیکھنے لگے جو برا سامنہ بنائے بیٹھا تھا۔

”عمران صاحب۔ منہ کیوں بنائے بیٹھے ہیں“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے کسی دن تمہارے نقاب پوش چوہے کو بے نقاب نہ کر دیا تو دیکھنا، اس کا منہ کتنا بگڑا ہوا ہو گا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو پھر آپ شروع کر رہے ہیں اسکرین“..... صفدر نے مزاحیہ انداز میں پوچھا۔

”کرنا ہی پڑے گی۔ آخر بیگم کے خرچہ کے لئے بھی تو بچت کرنی ہے۔ ایکسٹو سے تو اب اتنی بھی امید نہیں رہی کہ سلامی میں کچھ دے گا بلکہ اس کی طرف سے مجھے سلامی بھی خود ہی معاوضہ کی رقم میں سے دینا پڑے گی“..... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے

کہا۔

”تو آپ ایسا کام ہی مت کریں کہ آپ کو پیسے خرچ کرنا پڑیں“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے۔ تھوڑا بہت تو خرچ کرنا ہی پڑے گا۔ بیگم لاکھوں کا جہیز لائے گی تو سارے نقصان پورے ہو جائیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہیں بات چل رہی ہے۔ کیا دلہن والوں نے کوئی شرائط بھی رکھی ہیں“..... چوہان نے پوچھا۔

”ہاں۔ صرف ایک شرط رکھی ہے کہ ہمیشہ دلہن کے پیروں پر نگاہوں رکھوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ وہ کیوں“..... خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ جونہی دلہن بیگم کا ہاتھ سینڈل تک پہنچے، میں اپنے سر پر ہیلمٹ رکھ لوں تاکہ گنجانہ ہو جاؤں کیونکہ لڑکی والوں نے واضح شرط رکھی ہے کہ لڑکا چاہے دینی دنیاوی دولت سے محروم ہو لیکن اس کا سر بالوں سے محروم نہ ہو کیونکہ پھر سر اور داماد میں کوئی فرق نہیں رہے گا“..... عمران نے حماقت آمیز سنجیدگی سے کہا تو جولیا کے سوا تمام ممبرز ہنسنے لگے۔

”گویا آپ کا سر گنجانا ہے“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آہستہ بولو پیارے۔ سر جی نے سن لیا تو ابھی رشتے سے انکار کر دے گا اور بارائتوں کو بھی بھگا دے گا“..... عمران نے

یوگنڈا کے دارالحکومت میں اس وقت صبح کے دس بجے تھے۔ شہر کی ایک کشادہ سڑک پر واقع بنگلہ نما عمارتوں میں سے ایک عمارت کی چھت پر نصب متعدد اینٹینے ظاہر کر رہے تھے کہ شاید وہ کوئی مواصلاتی سنٹر ہے۔ عمارت کے اندر ایک کمرے میں بلڈاگ شکل ایکریمین شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے گھومنے والی کرسی پر بیٹھا میز پر رکھے اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ اسکرین پر عمارت کے بیرونی گیٹ سمیت کمپاؤنڈ کا منظر حرکت کر رہا تھا۔ گیٹ کے پاس مشین پستل سے مسلح دو مقامی سیاہ فام نیلے رنگ کی یونیفارم میں اسٹولوں پر بیٹھے تھے جبکہ ایک شخص برآمدے کے باہر ٹیبل رہا تھا۔ میز پر انٹرکام سیٹ، ٹیلی فون اور ٹرانسٹر ریڈیو کی شکل کا ٹرانسمیٹر رکھا تھا۔

دفعتاً کمرے میں سیٹی کی آواز ابھرنے لگی۔ بلڈاگ شکل اور قوی

یکدم سہم کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔
”ہیلو ممبرز۔ تم لوگ ابھی تک یہیں بیٹھے ہو۔ جاؤ سفر کی تیاری کرو۔ عمران کی حماقتوں میں کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔“
اچانک اسپیکر سے ایکسٹو کی غضبناک آواز ابھری تو تمام ممبرز بوکھلا کر اٹھ گئے۔

”سوری چیف۔ ہم جا رہے ہیں“..... صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ رات بارہ بجے کی فلائٹ ہے۔ گیارہ بجے تک تم لوگوں کو ایئر پورٹ پہنچ جانا چاہئے۔ تمہارے سفری کاغذات جوزف تمہیں وہیں ہینڈ اوور کرے گا۔ اور عمران، تم چند منٹ یہاں ٹھہرو گے۔ دیش آل“..... ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کی آواز بند ہونے پر سیکرٹ سروس کے ممبرز عمران کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے لیکن وہ وہاں مزید ٹھہرنے کی بجائے میٹنگ ہال کے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے جبکہ عمران ادنگھنے لگا تھا۔

الجشہ شخص نے چوتکتے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا جس سے سیٹی کی آواز بلند ہو رہی تھی پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ڈیگال۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... سیٹی کی آواز بند ہو گئی تو ٹرانسمیٹر سے ایک انسانی آواز بلند ہوئی۔

”لیس چیف۔ ڈیگال رسیونگ یو۔ اوور“..... بلڈاگ شکل آدمی نے انتہائی مؤذبانہ لہجے میں کہا جس کا نام ڈیگال تھا۔

”ڈیول اور اس کے گروپ کے ممبرز ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے ہیں ڈیگال۔ لیکن اب تم لوگوں کو ہوشیار رہنا ہے۔ اوور“۔ ٹرانسمیٹر سے فوکس کی سخت آواز آئی۔

”میں سمجھا نہیں چیف۔ کس سے ہوشیار رہنا ہے ہمیں۔ اوور“۔ ڈیگال نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ کیونکہ مقدس پشپا دیوی کو یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، ڈیول کے پیچھے ضرور آئے گا۔ ایکسٹو خود نہیں تو عمران کی سربراہی میں اپنی ٹیم کو فارمولا واپس لانے کے لئے ضرور بھیجے گا اور تاریک وادی ان لوگوں کے لئے اجنبی نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلے بھی ان جنگلات میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔ پھر عمران کا باڈی گارڈ اور ذاتی ملازم جوزف بھی اسی تاریک وادی کی پیداوار اور ایک وحشی قبیلے کے سردار کا بیٹا ہے۔ سردار تو مرکپ چکا ہے لیکن قبیلہ اب بھی اپنے سردار کے

بیٹے جوزف سے محبت کرتا ہے اور جوزف کی واپسی کا منتظر ہے جو کئی برس پہلے اپنی محبوبہ کی بے وفائی سے دلبرداشتہ ہو کر مہذب دنیا میں چلا گیا تھا اور پاکیشیا میں عمران کی بہادری اور شخصیت سے متاثر ہو کر جوزف نے عمران کی غلامی اختیار کر لی۔ جوزف ہمارے لئے عمران سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اوور“..... فوکس نے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا چیف۔ لیکن جوزف ہمارے لئے کیوں خطرناک ثابت ہو سکتا ہے جبکہ علاقہ کے تمام قبائل مقدس دیوی سے خوفزدہ رہتے ہیں اور دیوی کے قہر سے پناہ مانگتے ہیں۔ اوور“..... ڈیگال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جوزف کا قبیلہ اب بھی جوزف کو اپنا سردار جانتا ہے ڈیگال۔ ہمارے مقابلے کے لئے وہ اپنے قبیلے کو سیکرٹ سروس کا مددگار اور وفادار بنائے گا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کی تعداد آٹھ دس تک محدود نہیں رہے گی اور جوزف کے حکم پر اس کا قبیلہ کٹ مرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ خاص طور پر عمران جو دنیا کا سب سے عیار شخص ہے وہ کوئی ایسی عیاری کرے گا کہ جوزف کے قبیلے کا وہ خوف دور ہو جائے گا جس کا سبب مقدس دیوی ہے۔ ہمارے غلام آدم خور قبیلے سے جوزف کا قبیلہ چار گنا بڑا ہے اور اگر عمران نے مکڑالو قبیلے کو مقدس دیوی سے بدظن کر دیا اور ناگ دیوتا کے پجاریوں کو دیوی کی حقیقت کا علم ہو گیا تو مکڑالو قبیلہ ہمارا دشمن

میں ایک منٹ بعد وہاں آ رہا ہوں“..... ڈیگال نے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر“..... دوسری طرف سے مارکر نے کہا تو ڈیگال نے انٹرکام آف کر دیا۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر راہداری میں آیا اور دائیں جانب چل دیا۔ راہداری کے پہلے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا تو اندر کرسیوں پر بیٹھے سات افراد ڈیگال کو دیکھ کر احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ کمرے کے وسط میں ایک لمبی میز کے بائیں سرے پر ایک ریوالونگ چیئر خالی پڑی تھی۔ ڈیگال آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے موجود افراد کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئے۔ وہ ساتوں سفید قام اکیرمین اور پورپین تھے۔

”ہیڈ کوارٹر نے اندیشہ بلکہ یقین ظاہر کیا ہے کہ جلد ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچنے والی ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے ڈیول کی سربراہی میں پاکیشیا کے اٹاکم ریسرچ سنٹر سے جو فارمولا حاصل کیا ہے پاکیشیائی ایجنٹ وہ فارمولا واپس لینے کے لئے یہاں سے ہیڈ کوارٹر جانے کی کوشش کریں گے اور ہمیں ان لوگوں کو پہلے قدم پر ہی نہ صرف روکنا ہے بلکہ انہیں فنا کرنا ہے۔ یہ دیوی کا حکم ہے اور ہم نے اس معاملے میں ذرا بھی کوتاہی یا غفلت کا مظاہرہ کیا تو ہم میں سے کوئی دیوی کے قہر و غضب سے نہیں بچ سکے گا چنانچہ تم

بن جائے گا۔ اور“..... فوکس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
 ”لیس چیف۔ ایسا ممکن ہے۔ کیوں نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس طرف آنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لئے خطرہ ٹل جائے۔ اور“..... ڈیگال نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں نے تمہیں اسی مقصد کے لئے کال کیا ہے ڈیگال۔ تم فوری طور پر دشمن کا راستہ روکنے کے اقدامات کرو۔ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس یوگنڈا پہنچے، اسے ختم کر ڈالو۔ اور“..... فوکس کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

”رائٹ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی ماتحتوں کو الارٹ کرتا ہوں۔ اور“..... ڈیگال نے جواباً کہا۔

”نہیں ڈیگال۔ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ میں بے فکر ہو جاؤں اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز عام ایجنٹ ہیں کہ ان کی طرف سے معمولی سی بھی غفلت اختیار کی جائے۔ مجھے پانچ منٹ بعد کال بیک کر کے بتاؤ کہ تم نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ اور اینڈ آل“..... فوکس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیگال نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے چند لمحوں تک سوچا پھر انٹرکام کے دو بٹن پر پریس کر دیئے۔

”ہیلو۔ مارکر بول رہا ہوں ہاس“..... ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے ایک مودبانہ آواز ابھری۔

”مارکر۔ تمام ممبرز کو فوری طور پر میٹنگ روم میں پہنچنے کا حکم دو۔

لوگ بھی یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ اگر تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو روکنے میں ناکام رہے تو تمہیں ایک اذیت ناک موت مرنا پڑے گا..... ڈیگال نے ماتحتوں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ حکم فرمائیں۔ ہمیں کیا کرنا ہے“..... ایک اکیمریمین ممبر نے سر ہلاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سے یہاں پہنچنے کا واحد ذریعہ ایرو پلین ہے کیونکہ اس ملک میں کوئی بندرگاہ نہیں ہے اور نہ ہی ایمرجنسی مقاصد کے لئے پڑوسی ملک سے بائی روڈ طویل سفر کیا جاسکتا ہے۔ لامحالہ پاکیشیائی ایجنٹ پلین سے آئیں گے لہذا جیک اور چارلس فوری طور پر ایئر پورٹ پر محاذ سنبھال لیں۔ باقی ممبرز شہر کے بڑے ہوٹلوں کی نگرانی کریں اور ان میں آنے والے پاکیشیائی افراد کے علاوہ دوسرے مشکوک افراد پر نگاہ رکھیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ خود کو پوشیدہ رکھنے کے لئے میک اپ میں یہاں پہنچیں“..... ڈیگال نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کا میک اپ اتنا جامع ہو کہ ہم محسوس نہ کر سکیں“..... وائس جانب بیٹھے فریج شخص نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ممکن ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کا ایک ملازم بھی ان کے ساتھ ہوگا۔ اس کا نام جوزف ہے اور وہ افریقی ہے۔ اس کا تعلق مکڑالو قبیلے کے پڑوس میں بسنے والے ایک

قبیلے سے ہے۔ شہری اور مہذب لباس میں ہونے کے باوجود تم لوگ اسے فوراً پہچان لو گے کیونکہ سفید رنگت کو سیاہ کرنا آسان ہے لیکن کسی سیاہ فام افریقی کا میک اپ کر کے اسے پاکیشیائی یا پوربین بنانا ممکن نہیں ہے۔ میک اپ سے اس کے چہرے کے خدو خال تو تبدیل کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کی جسمانی وضع قطع، کان اور سر کے بال چھپانا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ لہذا تم لوگ جوزف کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کو بخوبی پہچان سکو گے“..... ڈیگال نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ ہمیں کس وقت روانہ ہونا ہے“..... فریج شخص نے مستعدی سے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

”ابھی اور اسی وقت۔ ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہونی چاہئے۔ اب تم جاسکتے ہو“..... ڈیگال نے کرسی سے اٹھتے ہوئے حتمی لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے ایک سگریٹ سلگایا اور اسکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسکرین پر تین گاڑیاں کمپاؤنڈ کے گیٹ سے باہر نکلتی دکھائی دیں تو ڈیگال نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے چیف فوکس کو کال کرنے لگا۔

عمران اور اس کے ساتھی صبح ساٹ بجے یوگنڈا کے دارالحکومتی ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد ٹیکسیوں میں شہر کے ایک تھری اشار ہوٹل پہنچے تھے جہاں ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ نے پہلے سے ان کے لئے دو کمروں کا انتظام کر رکھا تھا۔ ان کمروں میں انہوں نے صرف دو گھنٹے قیام کیا تھا۔ اس قیام کے دوران انہوں نے نہ صرف ناشتا کیا بلکہ حلیئے بھی تبدیل کئے تھے اور اب وہ ایک ٹرین میں منزل کی طرف سفر کر رہے تھے۔ جوزف کے سوا وہ سب میک اپ میں تھے اور ان کے جسموں پر شکاریوں والے چست لباس اور پیروں میں لانگ شوز تھے۔ ٹرین دس بجے روانہ ہوئی تھی اور ایک گھنٹہ میں تقریباً سو کلو میٹر کا فاصلہ کر چکی تھی۔ اس کی منزل ایک سرحد شہری بنڈا تھا۔ وہاں سے آگے انہیں خجروں پر سفر کرنا تھا۔ اس وقت ٹرین پہاڑی علاقے میں سفر کر رہی تھی۔

کمپارٹمنٹ میں سیکرٹ سروس کے ممبرز کے علاوہ کوئی مسافر نہ تھا اس لئے سفر کے دوران بھی وہ آپس میں گپ شپ کر رہے تھے اور عمران بھی اپنی جماعتوں سے ممبرز کو محفوظ کر رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ میک اپ سے ہماری محض شکلیں تبدیل ہوئی ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ہم خود کو ایکریمین یا یورپین ظاہر کرتے تاکہ بلیک اسپائیڈر والے ہمیں پاکیشیائی سمجھ کر ہم پر شبہ نہ کر سکیں“..... دفعتاً صفدر نے کسی خیال کے تحت عمران سے کہا۔

”واہ برخوردار۔ تم نے سوا لاکھ کی بات کی ہے حالانکہ تم خود نصف لاکھ کے ہو“..... عمران نے تعریفی لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... صفدر نے اس کے الفاظ میں چھپے طنز کو محسوس کر کے تیزی سے کہا۔

”تم پرنس آف ڈھمپ کے مزاج کو نہیں سمجھتے تو اس کی بات کیسے سمجھ سکتے ہو پیارے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ پرنس آف ڈھمپ بن کر جا رہے ہیں۔“ صفدر نے یکدم چونک کر پوچھا۔

”بالکل۔ یہ کمپارٹمنٹ پرنس آف ڈھمپ کے نام سے بک کروایا تھا ہمارے مقامی ایجنٹ نے اور بیگم ڈھمپ کے سوا تم سب پرنس کے خدمت گار ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیہ چونک کر عمران کو گھورنے لگی۔

”کیا تم مجھے بیگم ڈھمپ کہہ رہے ہو“..... ایسا نے غصیلے لہجے

میں کہا۔

”خفا کیوں ہو رہی ہو بیگم۔ میں نے بیگم علی عمران تو نہیں کہا۔ تم پرنس آف ڈھمپ کی بیگم ہو اور پرنس کے حوالے سے افریقی تمہیں بیگم ڈھمپ کی بجائے پرنس آف ڈھمپ سمجھ کر بے حد عزت دیں گے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ میں بیگم ڈھمپ نہیں بنوں گی۔ سمجھے“..... جولیا نے کٹکھنے لہجے میں کہا۔

”مجبوری ہے جولیا۔ اس کے علاوہ تم کچھ نہیں بن سکتیں۔“

عمران نے بے بسی کے انداز میں کہا۔

”عمران۔ شرم کرو۔ ہم سب کے سامنے تم جولیا کو بیگم کہہ رہے ہو“..... دفعتاً سامنے کی سیٹ پر بیٹھے تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”اس میں شرم کی کیا بات ہے پیارے۔ ڈیمانڈ کے مطابق جولیا کو بیگم تو کیا بہو بھی بنایا جاسکتا ہے اور ایکسٹو کی بیٹی بھی۔ کیا تم نے فلم ”ماں، بہو اور بیٹی“ نہیں دیکھی“..... عمران نے ہنس کر جواب میں کہا۔

”بکومت۔ جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہے اور یہ کوئی فلم نہیں ہے کہ تم اپنی مرضی سے جسے چاہو جو چاہے بنا کر شو کرو۔ جولیا کی عزت کرنا ہم سب کا فرض ہے“..... تنویر نے عمران کو گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

”تمہیں جولیا کی عزت کا بڑا خیال ہے تو کرو عزت۔ میں تو

فری لانسر ہوں۔ تمہارا چوہا مجھے کیس کا معاوضہ دیتا ہے جولیا کی عزت کرنے کا نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے غصے سے جڑے بھینچ لئے۔

”شٹ اپ۔ فری لانسر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ تم ہماری موجودگی میں جولیا سے فری ہونے کی کوشش کرو۔ میں چیف سے تمہاری شکایت کروں گا“..... تنویر نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

چوہان، خاور اور صفدر دلچسپی سے دونوں کو جھگڑتے دیکھ رہے تھے۔

”ٹھیکے پر رکھتا ہوں تمہارے چیف کو۔ اسے بھی پتا ہے کہ فری لانسر کو ہر ایک سے فری ہونے کا حق حاصل ہے“..... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا تو خاور اور چوہان بے اختیار مسکرانے لگے۔

”تنویر۔ تمہارا تو دماغ الٹ گیا ہے۔ خواہ مخواہ الجھ رہے ہو۔“

صفدر نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تم عمران کو نہیں سمجھاتے۔ بے ہودہ مذاق کرتے ہوئے اسے ذرا شرم نہیں آتی“..... تنویر نے پھرے ہوئے انداز میں کہا۔ اپنی سیٹ پر بیٹھا جوزف غصے سے تنویر کو گھور رہا تھا۔

”کیسے آئے۔ بقول استاد حیا آبادی۔ پہلے آتی تھی ہر بات پر شرم مگر اب نہیں آتی“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”دیکھا۔ دیکھا۔ کیسے چہ بازی کر رہا ہے“..... تنویر نے صفدر سے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”چہ بازی۔ یہ کون سا نیا مسئلہ ہے۔ کبوتر بازی، شیر بازی اور

قلا بازی کے بارے میں سنا ہے مگر چہ بازی۔ شاید یہ فارسی کا لفظ ہے۔ ذرا اس کا اردو ترجمہ بتاؤ صفدر..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چھوڑیئے عمران صاحب۔ کیوں سفر بد مزہ کر رہے ہیں۔“
صفدر نے منہ بناتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

”فکر مت کرو۔ ابھی تم لوگوں کا مزہ درست کرتا ہوں۔ قلفی فروش آنے ہی والا ہوگا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ پاکیشیا نہیں ہے کہ ٹرینوں میں پھیری والے چیزیں بیچتے ہوں گے“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ میں خواہ مخواہ انتظار کر رہا ہوں کہ قلفی والا آئے گا تو تنویر کو قلفی کھلا کر اس کا دماغ ٹھنڈا کر دوں گا“..... عمران نے

چونکتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے جبکہ خاموش بیٹھی جولیا کے لبوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میرا دماغ ٹھنڈا ہے۔ تم اپنے دماغ کا علاج کراؤ“..... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مشکل ہے۔ یہاں جنگلوں میں ڈاکٹر کہاں ملے گا“..... عمران نے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میرے قبیلے کا وچ ڈاکٹر ابھی زندہ ہے“..... جوزف نے تیزی سے کہا۔

”کیا کہا۔ وچ ڈاکٹر۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو مجھے جادو سے بندر بنا

دے گا“..... عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”اب کون سے انسان ہو“..... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں تو۔ انسان ہوتا تو جانوروں کے ڈبے میں سفر کرتا۔“

عمران نے جواباً چوٹ کی۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ ہم سب کو جانور کہہ رہے ہیں۔“

صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے پیارے۔ سب ہی انسان جانور ہوتے ہیں۔ فرق

صرف اتنا ہے کہ انسان دو ٹانگوں والا جانور ہے۔ شاید تم نے

ڈارون کا نظریہ ارتقاء نہیں پڑھا جس میں اس نے کہا تھا کہ شروع

میں انسان بندر تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہم نہیں مانتے ڈارون کا نظریہ“..... صفدر نے سر جھٹک

کر کہا۔

”مت مانو۔ لیکن جب تم جنگلات میں ہم جنسوں کو شرارتیں

کرتے دیکھو گے تو خود ہی کہو گے کہ انسان بھی ابتدا میں ہی نہیں

بلکہ اب بھی بندروں کی پیروی کرتا ہے“..... عمران نے منہ بنا کر

کہا۔

”پیروی سے آپ کا کیا مطلب ہے عمران صاحب“..... چوہان

نے جلدی سے پوچھا۔

”یعنی انسان کی عادت بندر کی عادات جیسی ہی ہیں۔ انسان

دہی کام کرتا ہے جو بندر کرتے ہیں مثلاً درختوں پر چڑھ کر پھل

توڑنا اور کھانا، ایک دوسرے کے سر سے جوئیں چٹنا، بچے پیدا کرنا اور انہیں دودھ پلانا، دوسروں کو منہ چڑانا، اچھل کود کرنا اور فلا بازیاں کھانا، بیوی سے جوتے کھانا اور بیگم سینما جائے تو بچوں کو سنبھالنا، ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کرنا، کسی کو پیار سے دیکھنا اور کسی کو غصے سے گھورنا۔ جیسے تنویر مجھے گھور رہا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اٹھا کر ٹرین سے باہر نہ پھینک مارے۔۔۔۔۔ عمران نے آخر میں تنویر کی مثال دی تو تنویر غصے کے باوجود مسکرانے پر مجبور ہو گیا۔

”انتہائی بکواسی ہو۔ خواہ مخواہ دوسروں کو غصہ دلاتے ہو۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”عمران صاحب۔ خدا کے لئے اب سنجیدہ ہو جائیں۔ کب تک مذاق چلتا رہے گا۔۔۔۔۔ صفدر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

”جب تک ٹرین چلتی رہے گی۔ اسی کا نام زندگی ہے۔ دیکھو ایک گھنٹہ اور گزر گیا اور سفر کٹنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ اگر تم بوریت محسوس کر رہے ہو تو کوئی قصہ سناؤ لیکن قصہ لیلیٰ مجنوں کا نہیں، شیریں فرہاد کا ہونا چاہئے جس میں شیریں نے مکے گھڑے پر تیر کر دریا عبور کیا تھا۔۔۔۔۔ عمران کی زبان پھر چل پڑی۔

”قبلہ۔ وہ شیریں نہیں، سوہنی تھی۔۔۔۔۔ خاور نے ہنستے ہوئے تیزی سے کہا۔

”اچھا۔ کیا وہ بہت زیادہ سوہنی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے کیا پتا۔۔۔۔۔ خاور نے جواباً کہا۔

”تو پھر تم نے کیوں کہا کہ شیریں سوہنی تھی، سوہنی ہوتی تو زندہ رہتی، اپنی بد صورتی چھپانے کے لئے دریا میں نہ ڈوب مرتی بلکہ ہیر کی طرح تھل کے ریگستانوں میں مجنوں مجنوں پکارتے مر جاتی۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”وہ ہیر نہیں تھی۔ جب آپ کو پتا ہی نہیں ان قصوں کا تو کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سو جاتا ہوں۔ بھاڑ میں جاؤ مگر یہ لکھ لو، ایک دن تمہیں بھی مہینوال کی طرح ہیر کے لئے فقیر بن کر بین بجانے پڑے گی۔۔۔۔۔ عمران نے غصے سے نتھن پھلاتے ہوئے کہا اور آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا۔

”کیا تم سونے کے لئے آئے ہو۔۔۔۔۔ قریب بیٹھی جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ رونے کے لئے۔ لیکن تمہارے ساتھی رونے بھی نہیں دیتے۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھول کر بیزار سے لہجے میں کہا۔

”ہم نے آپ کو منع تو نہیں کیا۔ آپ شوق پورا کریں رونے کا۔۔۔۔۔ صفدر نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ پھر تم خود ہی اعتراض کرو گے بقول کنفیوشس، جو ہم نے داستاں اپنی سنائی آپ کیوں روئے۔۔۔۔۔ عمران نے

فلائٹس کے مسافروں کی فہرستیں چیک کی ہیں بلکہ ہر آدمی کے چہرے کا بھی جائزہ لیا ہے لیکن ان میں سے کوئی میک اپ میں ثابت نہیں ہوا۔ اور..... دوسری طرف سے جیک نے مودبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ آنے والی فلائٹس میں کوئی پاکستانی نہیں تھا۔ اور..... ڈیگال نے پوچھا۔

”لیس باس۔ البتہ پاکستانی سے آنے والی فلائٹ میں تین پاکستانی مسافر اترے تھے لیکن وہ ہمارے مطلوبہ افراد نہیں تھے اور نہ ہی ان کے چہروں پر میک اپ کی تہہ تھی کہ ان پر شبہ کیا جاتا۔ اور..... جیک نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شام تک انتظار کرو۔ آخر انہوں نے آنا تو ایرو پلین سے ہی ہے۔ اور اینڈ آل..... ڈیگال نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک سگریٹ سلگانے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے انٹرکام کے دوپٹن پر لیس کر دیئے۔

”لیس باس۔ مارکر بول رہا ہوں..... ایک دولہوں بعد انٹرکام سے آواز ابھری۔

”کسی ممبر نے تمہیں رپورٹ تو نہیں دی میری غیر موجودگی میں جب میں لنچ کرنے باہر گیا تھا..... ڈیگال نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”نو باس۔ آپ کی کوئی کال نہیں آئی..... مارکر نے دوسری

طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا تو ڈیگال نے انٹرکام آف کر دیا اور سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ پاکستانی ایجنٹ ایک دو دن بعد آئیں یا چیف فوکس کا اندیشہ بے سود ثابت ہو اور اس نے محض احتیاطی طور پر دشمن کی آمد کا خطرہ ظاہر کیا ہو۔ ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے لانگ ریج ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی تو ڈیگال نے چونکتے ہوئے سگریٹ کا فلٹرا لیش ٹرے میں مسلا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ڈیگال۔ فوکس کالنگ۔ اور..... ٹرانسمیٹر سے فوکس کی مخصوص بھاری آواز بلند ہوئی۔

”لیس چیف۔ ڈیگال رسیونگ یو۔ اور..... ڈیگال نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا پاکستانی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے ہیں ڈیگال۔ اور..... دوسری طرف سے فوکس نے پوچھا۔

”نوسر۔ ابھی میرے ماتحت نے ایئر پورٹ سے بتایا ہے کہ گزشتہ دو گھنٹے میں وہاں لینڈ کرنے والے کسی جہاز سے ہمارے مطلوبہ افراد نہیں اترے۔ اور..... ڈیگال نے جواباً کہا اور تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔

”کیا ہوٹلوں کی نگرانی کرنے والے ممبرز نے بھی کسی پاکستانی کو ٹریس نہیں کیا۔ اور..... فوکس کی آواز آئی۔

”نو چیف۔ ابھی تک ان میں سے بھی کسی نے کامیابی کی خبر نہیں دی۔ اور..... ڈیگال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ مقدس دیوی کی کوئی بات بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوتی ڈیگال۔ اوور“..... فوکس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ بے شک میرا بھی یقین ہے کہ مقدس دیوی کا فرمان سو فیصد سچ ہوتا ہے لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ابھی اس طرف آنے کا پروگرام نہ بنایا ہو اور پاکیشیا میں ہی ڈیول گروپ کو تلاش کر رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ اپنی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد ادھر کا رخ کریں۔ اوور“..... ڈیگال نے اپنا اندازہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ڈیگال۔ مشن کی کامیابی سے پہلے ہی ڈیول کے دو ماتحت سیکرٹ سروس نے گرفتار کر لئے تھے اور ان سے پوچھ گچھ کر کے ایکسٹو کو پتا چل گیا ہو گا کہ ہمارا مرکز تاریک وادی میں ہے اس لئے سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا ہو گا کہ ڈیول اپنے مشن میں کامیاب ہو کر پاکیشیا سے فرار ہو چکا ہے چنانچہ انہوں نے ڈیول کو وہاں تلاش کرنے کی بجائے فوراً ادھر کا رخ کیا ہو گا۔ ایکسٹو اور عمران سے یہ قطعاً بعید نہیں کہ وہ پاکیشیا میں ہی وقت ضائع کر رہے ہوں گے۔ اوور“..... فوکس نے ٹھوس لہجے میں دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال چیف وہ ابھی تک تو یہاں نہیں آئے ورنہ ہمارے آدمی انہیں اب تک ٹریس کر چکے ہوتے۔ اوور“..... ڈیگال نے آہستہ سے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے اقدامات سے پہلے ہی یہاں پہنچ کر اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو گئے ہوں۔ آخر سیکرٹ سروس ایک سرکاری اور با اختیار محکمہ ہے اور ان کے لامحدود وسائل ہیں جن سے وہ راتوں رات خصوصی طیارے کے ذریعے یہاں پہنچ کر ہنڈا کی طرف چل دیئے ہوں۔ اوور“..... دوسری طرف سے فوکس نے اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس چیف۔ یہ عین ممکن ہے۔ اوور“..... ڈیگال نے یکدم چونکتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

”کیا تم نے جنرل بس اسٹینڈ اور ریلوے اسٹیشن پر کسی ممبر کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ اوور“..... فوکس نے تیزی سے پوچھا۔

”نوسر۔ آپ نے صرف انٹر پورٹ کی نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اوور“..... ڈیگال نے جوابا کہا۔

”احتمق ہو تم۔ صرف اس ملک تک پہنچنے کے لئے فضائی راستے کے سوا کوئی ذریعہ نہیں ہے جبکہ اندرون ملک سفر کے لئے ٹرین اور بس بھی استعمال کی جاسکتی ہے اور بس سے زیادہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹرین سوٹ کرے گی لہذا تم فوراً اپنے آدمی دارالحکومت کے مرکزی ریلوے اسٹیشن پر بھیج دو تاکہ وہ ہنڈا کو جانے والی ٹرینوں کو چیک کریں اور مسافروں کی فہرستوں سے بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کا کھوج لگانے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے وہ دس بجے والی ٹرین سے ہنڈا کی طرف سفر کر رہے ہوں۔ اوور“..... فوکس نے ڈیگال کو

کرنے کا اندیشہ ہے۔ چیف کے خیال میں اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے الرٹ کئے جانے سے پہلے دارالحکومت میں پہنچ گئے تھے تو یقیناً وہ ٹرین کے ذریعے بنڈا کی طرف روانہ ہو چکے ہوں گے یا ہونے والے ہوں گے۔ تم میں سے ایک بکنگ آفس سے معلومات حاصل کرے اور دوسرا پلیٹ فارم اور ویٹنگ روم میں موجود افراد کو چیک کرے۔ ہری اپ۔ اور اینڈ آل۔ ڈیگال نے سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کرنے کی بجائے فریکوئنسی دوبارہ ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”ہیلو وکٹر۔ ڈیگال کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ ڈیگال نے کہا۔“
”یس باس۔ وکٹر رسیونگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جواباً آواز سنائی دی۔“

”تم اس وقت کہاں ہو وکٹر۔ اور۔۔۔۔۔ ڈیگال نے پیکٹ سے سگریٹ نکالتے ہوئے پوچھا۔“

”میں جوہلی ہوٹل کے باہر موجود ہوں باس اور آپ کو کال کرنے ہی والا تھا۔ اور۔۔۔۔۔ وکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔“

”میرا خیال ہے جنرل بس اسٹینڈ اس ہوٹل سے قریب ہے۔ مگر تم کیوں کال کرنا چاہتے تھے۔ اور۔۔۔۔۔ ڈیگال نے کہا۔“

”باس۔ مجھے ایک ویئر سے کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں اور میں نے کاؤنٹر سے ان کی تصدیق بھی کر لی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ وکٹر کی آواز آئی۔“

ڈانٹے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو ڈیگال خوفزدہ دکھائی دینے لگا۔
”رائٹ سر۔ میں ابھی ماتحتوں کو روانہ کرتا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ ڈیگال نے آہستہ سے کہا۔“

”مجھے ایک گھنٹہ بعد رپورٹ مل جانی چاہئے۔ اور اینڈ آل۔“
فوکس نے آخر میں سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی تو ڈیگال نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور میز پر رکھا محدود حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

”ہیلو نکولس۔ ڈیگال کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد کہا۔“

”یس باس۔ نکولس رسیونگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدبانہ آواز آئی۔“

”نکولس۔ تم البرٹ کے ساتھ فوراً مرکزی ریوے اسٹیشن پہنچو اور صبح سے اب تک بنڈا کی طرف جانے والی ٹرینوں کے ایسے مسافروں کی فہرست چیک کرو جن کی منزل بنڈا تھی یا انہوں نے بنڈا کے لئے ٹکٹ خریدے ہوں۔ ان مسافروں میں پاکیشیائی افراد کو ٹریس کر کے مجھے فوراً رپورٹ دو۔ اور۔۔۔۔۔ ڈیگال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔“

”رائٹ باس۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹوں نے ٹرین سے سفر کیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ نکولس نے دوسری جانب سے چوکتے ہوئے کہا۔“

”یہی تو معلوم کرنا ہے کیونکہ دشمن ایجنٹوں کے ٹرین سے سفر

”اوہ۔ کیا وہ معلومات ہمارے مطلوبہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں ہیں۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور“..... ڈیگال نے چونکتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ویٹر کے بیان کے مطابق صبح سو سات بجے کے قریب چند پاکیشیائی مسافر ہوٹل کے دو کمروں میں ٹھہرے تھے۔ ان میں ایک سیاہ فام افریقی بھی تھا جو کافی مہذب لگتا تھا اور ایک ادھیڑ عمر عورت بھی تھی۔ شاید ان کے لئے پہلے سے کمرے بک تھے کیونکہ وہ ساتوں افراد ہوٹل میں داخل ہو کر سیدھے فرسٹ فلور پر واقع کمروں میں چلے گئے تھے۔ ادھیڑ عمر مگر خوبصورت اور بادقار خاتون کا شوہر بھی بوڑھا سا آدمی تھا۔ وہ دونوں افریقی شخص کے ساتھ ایک کمرے میں اور باقی چاروں ایک کمرے میں ٹھہرے جہاں انہوں نے ناشتا کیا اور تقریباً دو گھنٹوں بعد شکاریوں کے مخصوص لباسوں میں وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ آپ نے چونکہ بتایا تھا کہ عمران کا ملازم جوزف افریقی ہے اسی لئے مجھے شک ہے کہ بوڑھا شخص عمران تھا۔ اوور“..... وکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”زبردست۔ تم ٹھیک کہتے ہو وکٹر۔ یقیناً وہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے۔ اوور“..... ڈیگال نے بڑے جوشیلے انداز میں کہا۔

”لیس چیف۔ میں نے کاؤنٹر کلرک سے پوچھ گچھ کی تو اس نے ویٹر کے بیان کی تصدیق کی کہ ان مسافروں کے لئے گزشتہ رات

ایک مقامی شخص نے چوبیس گھنٹے کے لئے کمرے بک کرائے تھے اور وہ دونوں کمروں کی چابیاں لے کر چلا گیا تھا۔ رقم کی ادائیگی بھی پیشگی کر دی گئی تھی۔ اوور“..... دوسری طرف سے وکٹر کی آواز آئی۔

”تم نے معلوم کیا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اوور“..... ڈیگال نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ کلرک کے بیان کے مطابق ان کے بوڑھے ساتھی نے کلرک کو بتایا کہ وہ شہر سے باہر پرندوں کا شکار کرنے جا رہے ہیں اور لنچ ٹائم تک واپس آ جائیں گے اور پرندوں کو ہوٹل کے کچن میں اپنے ہاتھوں سے بھون کر کھائیں گے اور کلرک کو بھی آٹھ دس پرندے تحفہ پیش کریں گے۔ اوور“..... وکٹر نے جواب میں کہا۔

”وکٹر۔ تم فوراً شہر سے باہر قریبی جنگل میں جاؤ اور انہیں چیک کرو۔ میں فونٹ کو ان کے کمروں کی تلاشی کے لئے بھیجتا ہوں۔ اوور اینڈ آل“..... ڈیگال نے تیزی سے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد انٹرکام آن کر دیا۔

”لیس باس۔ مارکر بول رہا ہوں“..... جلد ہی انٹرکام سے مارکر کی آواز آئی۔

”فوری طور پر فونٹ کو جوہلی ہوٹل پہنچنے کی ہدایت کر دو۔ اسے وہاں کاؤنٹر سے پاکیشیائی مسافروں کے روم نمبر معلوم کرنے کے بعد ان کمروں کی تلاشی لینی ہے۔ وکٹر کی معلومات کے مطابق وہ

سات پاکیشیائی صبح سات بجے کے بعد وہاں پہنچے اور دو گھنٹے قیام کرنے کے بعد شکار کے لئے ہوٹل سے روانہ ہو گئے تھے۔ یقیناً وہ پاکیشیائی ایجنٹ تھے کیونکہ ان میں ایک مہذب افریقی اور ایک عورت بھی شامل تھی جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں بھی جولیا نام کی ایک لیڈی ممبر ہے۔ افریقی شخص یقینی طور پر عمران کا ذاتی ملازم جوزف ہو گا۔ فونٹ ہوٹل سے ڈائریکٹ مجھے رپورٹ دے۔ اوکے۔ ڈیگال نے تیزی سے ہدایات دیں اور انٹرکام آف کر دیا۔ ایک لمحہ سوچنے کے بعد اس نے لانگ ریج ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ڈیگال کالنگ۔ اوور“..... وہ کال کرنے لگا۔

”لیس ڈیگال۔ فوکس رسیڈنگ یو۔ یقیناً تم نے کوئی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

”لیس چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ مل گیا ہے اور اس وقت وہ شہر سے باہر جنگل میں پرندوں کا شکار کر رہے ہوں گے۔ اوور“..... ڈیگال نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”پرندوں کا شکار۔ تفصیل بتاؤ ڈیگال۔ اوور“..... دوسری جانب سے فوکس کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”لیس چیف۔ وہ جوہلی ہوٹل کے کاؤنٹر کلرک کو یہی بتا کر گئے تھے۔ اوور“..... ڈیگال نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تفصیل سے وکٹر کی رپورٹ بیان کرنے لگا۔

”یقیناً وہ ساتوں افراد پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ڈیگال۔ لیکن تم نے وکٹر کو جنگل کی طرف بھیج کر غلطی کی ہے۔ اوور“..... فوکس نے کہا۔

”اوہ۔ وہ کیوں چیف۔ اوور“..... ڈیگال نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ایک بے وقوف آدمی بھی یہ یقین نہیں کر سکتا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہزاروں میل کا سفر کر کے محض پرندوں کا شکار کرنے آئے ہوں گے۔ یقیناً انہوں نے کاؤنٹر کلرک کو غلط بتایا تھا جبکہ میں بھی تمہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کا مقصد بتا چکا ہوں کہ ان کی منزل ہمارا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ اوور“..... فوکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ اوور“..... ڈیگال نے قدرے ندامت سے کہا۔

”کیا تم نے اپنے ماتحتوں کو ریلوے اسٹیشن بھیجا ہے۔ اوور“۔ فوکس کی آواز سنائی دی۔

”لیس چیف۔ دو ممبرز وہاں پہنچ چکے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ان کی طرف سے رپورٹ ملنے والی ہے۔ اوور“..... ڈیگال نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”انہیں بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ شکاریوں کے بھیس میں ہیں تاکہ ممبرز انہیں آسانی سے تلاش کر سکیں۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ سات بجے ہوٹل پہنچ کر نو بجے وہاں سے باہر گئے تھے تو وہ اب تک نصف سے زیادہ فاصلہ طے کر چکے ہوں گے چاہے وہ ٹرین میں سفر کر رہے ہیں یا کسی کوچ میں اس لئے ساڑھے نو سے ساڑھے گیارہ

بجے تک کی گاڑیوں اور بسوں کو چیک کیا جائے۔ اور اینڈ آف..... فوکس نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیگال نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر اس نے چھوٹے ٹرانسمیٹر پر ممبرز سے رابطہ قائم کر کے انہیں چیف کے حکم کے مطابق ہدایات دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر کے ان کی رپورٹس کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دس بجے پاکٹ سائز ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور ڈیگال نے تیزی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ البرٹ کالنگ۔“..... ٹرانسمیٹر سے اس کے ایک ماتحت کی آواز ابھری۔

”لیس البرٹ۔ ڈیگال ریسپونڈ یو۔ اوور“..... ڈیگال نے جواباً کہا۔

”باس۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ ایک افریقی سیاہ فام اور ایک ادھیڑ عمر عورت سمیت سات افراد صبح دس بجے کی ٹرین سے بنڈا کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اوور“۔ دوسری طرف سے البرٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا تو ڈیگال بے اختیار اچھل پڑا۔

جوزف کی بات سن کر عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور ہر تھ پر بیٹھے بیٹھے جھومنے لگا لیکن اصل میں وہ جوزف کے الفاظ پر غور کر رہا تھا۔ ابھی تاریک جنگلات تک پہنچنے کے لئے انہیں طویل سفر کرنا تھا لیکن جوزف ابھی سے خطرے کی بوم محسوس کر رہا تھا اور عمران جوزف کی بات کو رد نہیں کر سکتا تھا۔ جوزف نہ تو جھوٹ بولتا تھا اور نہ اس کی چھٹی حس نے کبھی دھوکا دیا تھا۔ یقیناً خطرہ کہیں آس پاس ہی موجود تھا جس کی جوزف اپنے انداز میں بیان کر رہا تھا۔

”آپ کو کیا ہوا عمران صاحب“..... خاور نے عمران کو جھومتے دیکھ کر پوچھا۔

”مجھ پر بھی جوزف کی طرح نشہ چھا رہا ہے۔ دل چاہتا ہے کوئی فلمی گانا گاؤں“..... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

”خبردار۔ کوئی گانا وانا نہیں چلے گا“..... جولیا نے یکدم بھڑک

کر کہا۔

”ارے واہ۔ گانے پر بھی پابندی اور بجانے پر بھی پابندی۔ یہ کیسا ہے دستور زباں بندی“..... عمران نے آنکھیں کھول کر غصے سے کہا۔

”آخر آپ کیوں گانا، گانا چاہتے ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اچھا۔ تم ہی بتاؤ پیارے۔ بقول شاعر، میں خوشی سے کیوں نہ گاؤں، ہم پر خطرہ جو چھا رہا ہے، لہذا الرٹ رہو“..... عمران نے عجیب سے لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی یکدم سسناہٹ سی محسوس کرنے لگے۔

”باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میں ذرا باہر کا چکر لگانے جا رہا ہوں“..... جوزف نے اپنی برتھ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ چلتی ٹرین سے تم باہر نہیں جا سکتے۔ تم بیٹھو۔ میں دیکھتا ہوں“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سیکرٹ سروس کے ممبرز سمجھ گئے کہ واقعی کوئی خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔

”چلتی ٹرین میں ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے“..... جولیا نے عمران سے کہا۔

”بدروحوں کے لئے ٹرین کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ وہ تو آسمان پر اڑتے جہاز میں بھی پہنچ جاتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے مجرموں کے تئیں روکنے کے لئے بدروحیں بھیجی ہوں گی“..... تنویر نے تیزنی بک کہا۔

”بدروحیں روکتی نہیں بلکہ انسان کو اتنا دہشت زدہ کر دیتی ہیں کہ آدمی اپنے بچاؤ کے لئے جہاز سے بھی باہر چھلانگ لگا دیتا ہے پیارے“..... عمران نے اپنی سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مگر تم جا کہاں رہے ہو ہمیں خطرے میں چھوڑ کر“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں ذرا خطرے کی نوعیت معلوم کرنے جا رہا ہوں تمہیں چھوڑ کے، تمہیں چھوڑ کے“..... عمران نے گانے کے انداز میں کہا اور کمپارٹمنٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ممبرز اس کے مذاق پر مسکرانے کی بجائے دزدیدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ کوریڈور میں کوئی نہ تھا۔

وہ باہر نکلا اور ایک طرف چل دیا۔ تمام کیبنوں کے دروازے بند دکھائی دے رہے تھے۔ ٹرین مخصوص رفتار سے دوڑ رہی تھی اور شدید جھٹکے لگ رہے تھے۔ شور اس قدر زیادہ تھا کہ کمپارٹمنٹ کے اے سی کیبن سے کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ عمران کی چھٹی

حس خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ جوں جوں عمران آگے بڑھ رہا تھا۔ خطرے کا احساس بھی تیز ہوتا جا رہا تھا۔ چوتھے کیبن کا دروازہ ایک انچ کے قریب کھلا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر عمران رک گیا۔ دروازہ یا تو مکمل طور پر بند ہونا چاہئے تھا یا پھر کم از کم نصف کھلا ہونا

چاہئے تھا۔ ٹرین کی تیز رفتاری سے جس قدر جھٹکے لگ رہے تھے اس سے یہ ممکن نہیں تھا کہ دروازے پر جھٹکوں کا اثر نہ ہوتا اور وہ صرف ایک انچ تک ہی کھلا رہتا۔ اس کا مطلب تھا کہ دروازے کے پیچھے کسی سامان کی وجہ سے دروازہ زیادہ نہیں کھل سکا تھا یا پھر اس کے کھلنے میں کوئی انسان رکاوٹ بنا ہوا تھا جو دروازے کے عقب میں موجود ہو سکتا تھا۔

پچویشن کا تجربہ کرنے میں صرف دو سیکنڈ صرف ہوئے اور عمران پھر آگے بڑھنے لگا۔ دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے اندر جھانکنے کے لئے چہرہ آگے بڑھایا مگر دوسرے ہی لمحے بجلی سی کوند گئی اور اس کے بل اندر کیبن کے فرش پر جا گرا۔ کسی نے یکدم دروازہ کھول کر دونوں ہاتھوں سے عمران کی گردن دبوی جی تھی اور اسے جھٹکے سے اندر گھسیٹ کر فرش پر پھینک دیا تھا۔ عمران نے گرتے ہی پھرتی سے کروٹ لی اور اسی لمحے ایک سیاہ فام اڑتا ہوا عمران کے اوپر آگرا جس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کر کے عمران کے سینے میں اتارنے کے لئے تیزی سے وار کیا لیکن عمران نے برقی سرعت سے کروٹ لی اور سیاہ فام کا خنجر کیبن کے فرش سے ٹکرا گیا۔ ساتھ ہی عمران کے کروٹ لینے سے وہ نیگرو بائیں جانب لڑھک گیا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سیاہ فام بھی پھرتی سے اٹھا اور عمران نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اچھل کر اس نیگرو کے پیٹ میں لات

دے ماری۔ نتیجے میں وہ نیگرو کراہتا ہوا اچھل کر عقب میں ہٹنے سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے دروازے کی آڑ میں کھڑے دوسرے نیگرو نے اپنے ہاتھ میں موجود خنجر عمران پر کھینچ مارا۔ اگر عمران حرکت میں نہ ہوتا تو خنجر سیدھا اس کے سینے میں آ رہا ہو جاتا۔ عمران نے خنجر کی چمک دیکھتے ہی پھرتی سے اپنی جگہ بدلی اور خنجر عقب میں کیبن کی دیوار میں پیوست ہو گیا۔ اپنے وار کی ناکامی پر اس آدمی نے فوراً ہی عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے پلٹ کر اسے ہاتھوں پر روکا اور جواباً ایک زوردار مکا اس کے سر پر جما دیا۔ مکے کی ضرب سے نیگرو کے جڑے پھیل گئے اور وہ کراہتا ہوا جھک گیا تو عمران نے اس کی گردن پر چا تلا ہاتھ رسید کیا اور وہ آدمی بے جان ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کھڑی ہتھیلی کے وار نے اس کی گردن توڑ ڈالی تھی۔

اسی لمحے پہلا نیگرو وحشیانہ انداز میں غراتا ہوا عمران کی طرف لپکا لیکن عمران نے تیزی سے پینترا بدل کر اس کے سینے میں فلائنگ کلک رسید کی اور وہ منہ سے دبی دبی سی خرخراہٹیں نکالتا اور لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل پیچھے جا گرا۔ عمران نے فوراً ہی فرش سے اس کا خنجر اٹھایا اور اس سے پہلے کہ نیگرو فرش سے اٹھتا، عمران اس کے سر پر جا پہنچا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے خنجر کی نوک نیگرو کی شہ رگ پر رکھ دی اور نیگرو اپنی جگہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

”بولو۔ کون ہو تم۔ جواب دو ورنہ ابھی تمہارا زرخرہ کاٹ کر ٹگانا

پہلے گزر چکا تھا۔

”تمہارے اور کتنے ساتھی ہیں ٹرین میں۔ کس بوگی اور کمپارٹمنٹ میں ہیں“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
 ”پپ۔ پچھلے ڈبے میں۔ چھ آدمی ہیں“..... نیگرو نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”تمہیں کس نے اور کیوں بھیجا ہے۔ مقصد بتاؤ اور ہاں اپنا نام بھی بتاؤ“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”کوئٹا۔ میرا نام کوئٹا ہے۔ ہمیں دیوی کی طرف سے حکم پہنچایا گیا تھا کہ تم لوگوں کو گرفتار کر لیں اور بنڈا اسٹیشن سے تھوڑا پیچھے سنگل پر ٹرین سے اتار کر پشپا دیوی کے سب سے بڑے غلام مقدس کا کا کی خدمت میں پہنچا دیں۔ بس مجھے اتنا ہی پتا ہے“..... کوئٹا نامی نیگرو نے کہا۔ وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی بول رہا تھا۔ عمران جانتا تھا بعض جنگلی بیرونی دنیا سے آنے والے سفید فاموں کی رفاقت سے انگریزی سیکھ چکے ہیں بلکہ وہ ان کے ساتھ مہذب دنیا میں جا کر باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آکر اپنے قبیلے کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے رہتے ہیں۔ اس نے کوئٹا سے چند اور سوال کئے جن کے جواب میں پتا چلا کہ کوئٹا اور اس کے ساتھی بنڈا میں دیوی کے ایک غلام ریگن کے ساتھ رہتے ہیں جسے وہ باس کہتے ہیں اور وہاں کم از کم بیس نیگرو ریگن کے ماتحت ہیں جن میں سے آٹھ افراد کو ریگن نے دیوی کے بڑے غلام نوکس سے ملنے

دیوی کو تمہارے خون سے غسل کراؤں گا“..... عمران نے نیگرو کی گردن پر خنجر سے دباؤ ڈالتے ہوئے انتہائی درندگی بھرے لہجے میں کہا تو سیاہ فام کا پورا جسم سردی لگے مریض کی طرح کانپنے لگا۔ موت کی دہشت سے اس کا سیاہ رنگ مزید سیاہ پڑ گیا اور خوف کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ عمران نے جس مہارت اور تیزی سے دونوں جنگلیوں کے حملے سے نہ صرف خود کو بچایا تھا بلکہ ایک کو موت کے گھاٹ اتار کر دوسرے کو بے بس کر دیا تھا۔ وہ شاید فرش پر پڑے وحشی کے لئے ایک محیر العقول واقعہ تھا اس لئے عمران کی دھمکی سن کر اس کے حلق سے بلبلاہٹ نکلنے لگی۔ عمران نے اس جنگلی کو مزید ڈرانے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور ریوالور کی نال اس کی پیشانی سے لگا دی۔

”کک۔ کک۔ تم نگانا دیوی کے پجاری ہو“..... نیگرو کے حلق سے خوف و دہشت کے سبب پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔

”اور کیا تمہاری پشپا دیوی کا غلام ہوں ابلیس کے بچے۔ مجھے نگانا دیوی کی روح نے ہی تو بتایا ہے کہ تم دونوں اس کیمین میں چھپے ہوئے ہو۔ جلدی بولو۔ تم کہاں سے اس گاڑی میں سوار ہوئے تھے“..... عمران نے بھیاںک سی آواز میں کہا تو نیگرو خارش زدہ کتے کی طرح سسکنے لگا۔

”ڈونگا۔ اسٹیشن۔ سے“..... نیگرو کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تو عمران چونک پڑا۔ ڈونگا پچھلا اسٹیشن تھا جو پندرہ منٹ

والے احکامات کے تحت فوری طور پر ڈونگا اسٹیشن بھیجا۔ کوئٹا کو اس پارٹی کا انچارج مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ عمران اور اہل کے ساتھیوں کو ٹرین سے اغوا کرنے کے بعد بذریعہ ٹرک تاریک وادی کی طرف لے جاتے۔ پہاڑوں تک کا سفر ٹرک میں طے کیا جاتا اور وہاں انہیں دوسری پارٹی کے حوالے کر کے کوئٹا اور اس کے ساتھی واپس ریگن کے ٹھکانے پر آ جاتے جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو خجروں پر پہاڑی علاقے سے دوسری جانب جنگلات کی طرف لے جایا جاتا۔ کوئٹا کے بیان کے مطابق اس روٹ کے علاوہ بنڈا سے بھی ایک راستہ جنگلات کی طرف جاتا تھا لیکن وہ طویل راستہ تھا اور اس میں ایک دریا بھی پڑتا تھا اور پہاڑی علاقہ بھی تھا۔ دیوی کے غلام اکثر اس راستے کو استعمال کرتے تھے اور اس راستے میں کئی جگہوں پر چیک پوسٹیں بنائی گئی تھیں تاکہ بیرونی دنیا کے لوگوں کو اس طرف جانے سے روکا جائے۔ ان چیک پوسٹوں پر پشپا دیوی کے آدم خور پجاری پہرہ دیتے تھے اور وہ اپنے انچارج کے حکم پر اس طرف سے گزرنے والے شخص کو ہلاک کر کے کھا جاتے تھے جس کا تعلق بیرونی دنیا یا مکڑالو قبیلے کے کسی دشمن قبیلے سے ہوتا تھا۔ کوئٹا کے باقی ساتھی جو پچھلے ڈبے میں تھے انہوں نے کوئٹا کی طرف سے سنگل ملنے پر اس کپارٹمنٹ میں آنا تھا۔ کوئٹا نے پروگرام کے مطابق عمران کے کیبن میں بے ہوش کرنے والی گیس کا بم پھینکنا تھا اور اس مقصد کے لئے وہ ان کے

کیبن کی طرف آیا تھا لیکن دروازے کے ایک سوراخ سے اس نے عمران کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا تو فوری طور پر واپس اس کیبن میں آچھپا تھا جہاں اس کا دوسرا ساتھی موجود تھا جو عمران کے ہاتھوں اب ابدی نیند سو رہا تھا۔ کوئٹا کے ساتھی کوئٹا کے پابند کئے گئے تھے اور جب تک کوئٹا انہیں اپنے پاس موجود ٹرانسمیٹر پر کال کر کے وہاں طلب نہ کرتا وہ حرکت میں نہ آتے۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئٹا کے ساتھیوں سے پیچھا چھڑانا کچھ مشکل نہ تھا۔ عمران نے کوئٹا کی گردن سے خنجر ہٹا لیا۔

”کھڑے ہو جاؤ کوئٹا ورنہ تمہاری کھوپڑی میں گولی اتار دوں گا۔“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کوئٹا آہستہ آہستہ اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے دوسرے حکم پر اس نے ہاتھ بند کر لئے تو عمران نے اس کی پشت سے ریواور کی نال لگائی اور اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ کوئٹا کی ایک جیب سے ریواور اور دوسرے سے سگریٹ لائٹر نما ٹرانسمیٹر برآمد کر کے وہ کوئٹا کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور ریواور کا رخ کوئٹا کے سینے کی طرف کر دیا۔

”یہ لو۔ اپنے ساتھیوں کو کال کر کے بتاؤ کہ تمہارے پاس نے نیا حکم دیا ہے جس کے مطابق دشمن پارٹی کو بنڈا میں اترنے کے بعد سڑک سے اغوا کیا جائے گا۔“..... عمران نے لائٹر ٹرانسمیٹر کوئٹا کی طرف بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو کوئٹا کے چہرے پر ایک لمحے لئے حیرت نمودار ہوئی۔

”اس کے علاوہ تم نے اگر ان سے ایک لفظ بھی کہا یا اپنی زبان میں انہیں خطرے سے آگاہ کرنے کی کوشش کی تو میں تمہارے دل میں سوراخ کر دوں گا اور کسی کو پتا بھی نہ چلے گا کیونکہ میرا ریوالور بے آواز ہے“..... عمران نے اسے وارننگ دی تو کوئٹا ایک مرتبہ پھر خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے لائٹر ٹرانسمیٹر لیا اور مخصوص انداز میں اس کے پہلو میں نصب ننھا سا ہٹن پریس کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے لائٹر کے بالائی حصے میں ایک سرخ نقطہ اسپارک کرنے لگا۔

”ہیلو جوشا۔ کوئٹا کالنگ۔ اور“..... وہ لائٹر منہ کے قریب کر کے انگریزی میں بولنے لگا۔

”یس کوئٹا۔ جوشا رسیونگ یو۔ کیا ہم آجائیں۔ اور“..... چند لمحوں بعد لائٹر سے ایک آواز ابھری۔

”نہیں جوشا۔ ابھی ابھی باس کی کال آئی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ فی الحال کوئی کارروائی نہ کی جائے اور جب پاکیشیائی پارٹی بٹڈا اسٹیشن اترنے کے بعد کسی طرف روانہ ہو تو راستے میں ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا جائے۔ اور“..... کوئٹا نے جواباً کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر سگنل کے پاس ٹرک ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔ اور“..... جوشا کی آواز آئی۔

”ٹرک میں کتنے ساتھی ہیں تمہارے“..... عمران نے کوئٹا کے کان کے قریب منہ کر کے آہستہ سے پوچھا۔

”صرف ڈرائیور گلبرٹ ہے“..... کوئٹا نے ٹرانسمیٹر والا ہاتھ

نیچے کر کے سرگوشی میں بتایا۔

”جوشا کو بتاؤ کہ باس نے اسے واپس بلا لیا ہے“..... عمران نے آہستہ آواز میں ہدایت کی۔

”جوشا۔ باس نے گلبرٹ کو واپس طلب کر لیا ہے۔ اور اینڈ آل“..... کوئٹا نے ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر کے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا تو عمران نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے

لیا۔ ”وہ سگنل ابھی کتنی دور ہے جہاں گلبرٹ موجود ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”تقریباً بیس کلومیٹر“..... کوئٹا نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ گیس بم کہاں ہے جس سے تم ہمیں بے ہوش کرنا چاہتے تھے“..... عمران نے آخری سوال کیا تو کوئٹا نے اپنے ساتھی کی لاش کی طرف اشارہ کر دیا۔

”اس کے لباس سے بم نکالو اور میرے ساتھ چلو۔ اگر تم نے تعاون کیا تو زندہ رہو گے ورنہ“..... عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو کوئٹا خوف سے کانپ کر رہ گیا۔ اس نے اپنے مردہ ساتھی کی ایک جیب سے انڈے کے سائز کا گیس بم نکالا تو عمران نے اس کے ہاتھ سے بم لے لیا۔

”اب باہر چلو۔ جلدی کرو“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کوئٹا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا

کیبن سے باہر آیا اور اسے اپنے کیبن کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ کوریڈور میں کوئی نہ تھا۔ کونڈا عمران کے کیبن کے دروازے پر رکا تو عمران نے مخصوص انداز میں دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارا۔ ایک دو لمحوں بعد اندر سے صفدر نے دروازہ کھولا اور چونکتے ہوئے ایک طرف ہٹ گیا۔ کونڈا اور عمران اندر آئے تو سیکرٹ سروس کے ممبرز حیرت سے کونڈا کی طرف دیکھ رہے تھے جو خوف سے لرز رہا تھا۔

”باس۔ یہ مکڑالو قبیلے کا آدمی ہے اور ناگ دیوتا کا پجاری ہے“..... جوزف نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تمہارا اندیشہ درست ثابت ہوا ہے۔ لیکن فی الحال خاموش رہو“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا پھر وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کو اپنے پروگرام کے بارے میں مختصراً بتانے لگا۔

”تم لوگ تیار ہو جاؤ۔ کونڈا ہمارے ساتھ جائے گا پھر راستے میں اس کا کونڈا کر دیا جائے گا“..... عمران نے آخر میں کہا اور صفدر کو مخصوص اشارہ کیا تو صفدر نے جیب سے ریوالور نکال کر کونڈا پر تان لیا اور عمران پلٹ کر باہر نکل گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ٹرین کی رفتار یکدم کم ہوتی چلی گئی۔ وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ راستے میں واقع ریلوے سگنل ڈاؤن نہیں ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرین سگنل سے تیس چالیس قدم پیچھے رک گئی۔ یہاں ریلوے ٹریک کے دونوں جانب گھنے درختوں کا سلسلہ تھا۔ ٹرین رکتے ہی عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبرز ٹرین سے اترے اور پٹری کے نشیب کی طری بڑھ گئے جہاں گھنے درخت تھے۔ ان کے ساتھ کونڈا بھی تھا۔ عمران دوسری بوگی کے اس کیبن میں پہنچا تھا جس میں کونڈا کے چھ ہم نسل ساتھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے دستک کے جواب میں دروازہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے دروازہ کھولنے والے کے جبرے پر گھونسا جمایا تھا اور اس کے پیچھے ہٹتے ہی گیس بم کیبن کے فرش پر دے مارا تھا۔ بم ہلکے سے دھماکے سے پھٹا اور کیبن میں گہرا سیاہ دھواں سا پھیل گیا تھا۔ عمران نے

بم پھلتے ہی دروازہ باہر سے بند کر دیا اور ہینڈل کو پوری قوت سے دبائے رکھا تھا۔ اندر سے کسی نے دو تین سیکنڈ تک دروازہ کھولنے کے لئے زور آزمائی کی تھی پھر مزاحمت ختم ہو گئی۔ ایک منٹ بعد عمران نے دروازہ کھولا تو تمام افراد فرش پر بے سدھ پڑے تھے جبکہ کیبن میں دھواں کم ہو گیا۔ عمران نے احتیاطاً دروازہ دوبارہ بند کر دیا تھا تاکہ بنڈا اسٹیشن پہنچنے سے پہلے کسی کی کیبن پر نظر نہ پڑے۔

جونہی وہ نشیب میں پھیلے درختوں میں پہنچے ٹرین حرکت میں آ کر روانہ ہو گئی۔ یقیناً ریلوے سگنل ڈاؤن ہو چکا تھا۔

”گلبرٹ کی طرف چلو“..... عمران نے کوئڈا کو ہدایت کی تو وہ

نشیب میں درختوں کے ساتھ ساتھ ٹرین کی مخالف سمت میں چلنے لگا۔ تقریباً پچاس قدم چلنے کے بعد وہ ریلوے ٹریک کی مخالف سمت میں مڑ کر جنگل میں داخل ہوئے تو انہیں درختوں کے درمیان ایک قدرتی راستے پر کھڑا ایک ٹرک دکھائی دینے لگا۔ فوجی طرز کے ٹرک پر ترپال کی چھت تھی اور اس کا رخ آگے کی سمت میں تھا۔ ٹرک کے قریب ہی ایک سفید فام سگریٹ ہاتھ میں لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت و تعجب کے آثار تھے۔ عمران نے کوئڈا کو پہلے ہی ہدایات دے دی تھیں۔

جلد ہی وہ سفید فام اکیرمین کے قریب جا پہنچے جس کا نام گلبرٹ تھا۔ وہ کافی قوی الجیش تھا اور اس کے ہولسٹر میں مشین پستل نظر آ رہا

تھا مگر قریب پہنچنے پر اس نے پھرتی سے مشین پستل کھینچ کر ان پر تان لیا اور کوئڈا رک گیا تو اس کے پیچھے عمران اور ممبرز بھی رک گئے۔

”کوئڈا۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں اور یہ کون لوگ ہیں۔“ گلبرٹ نے کوئڈا سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”مسٹر گلبرٹ۔ وہ بنڈا چلے گئے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اغوا کرنے کے لئے ہمیں باس نے بھیجا تھا۔ ان لوگوں نے رضا کارانہ طور پر خود کو ہمارے حوالے کیا اور خواہش ظاہر کی کہ انہیں باس کے پاس لے جایا جائے“..... کوئڈا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ مگر تمہارے دوسرے ساتھی ساتھ کیوں نہیں آئے اور تم نے کس کی اجازت سے ان کی بات مانی؟“..... گلبرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کوئڈا سے پوچھا۔

”باس کے حکم سے۔ میں نے انہیں گرفت میں لینے اور غیر مسلح کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر پر باس سے بات کی تھی۔ باس نے کہا کہ جب یہ لوگ خود ہی کسی مزاحمت کے بغیر اس کے پاس آنا چاہتے ہیں تو باقی ساتھیوں کو ٹرین سے بنڈا جانے دوں اور انہیں گاڑی میں پہاڑوں تک لے جاؤں۔ تم چاہو تو باس سے تصدیق کر لو“..... کوئڈا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں گاڑی میں بٹھاؤ۔ میں باس سے معلوم کرتا ہوں“..... گلبرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پلٹ کر ٹرک کے

فرنٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران یکدم اپنی جگہ سے فٹ بال کی طرح اچھلا اور اڑتا ہوا گلبرٹ پر جا پڑا۔ گلبرٹ لڑکھڑایا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسل گر گیا۔ ساتھ ہی وہ منہ کے بل زمین پر جا پڑا اور عمران نے اسے گردن سے دبوج لیا۔ عمران کے حرکت میں آتے ہی چوہان، صفدر، خاور اور تنویر نے جیبوں سے ریوالور نکالے اور عمران کے قریب آ گئے۔ عمران گلبرٹ کی پشت پر لیٹا اس کی گردن دونوں ہاتھوں کی گرفت میں جکڑے ہوئے تھا اور گلبرٹ عمران کو اپنی پشت سے الگ کرنے کے لئے زور لگا رہا تھا۔ ممبرز قریب آئے تو عمران نے گلبرٹ کی گردن چھوڑ دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”کھڑے ہو جاؤ گلبرٹ۔ ذرا بھی غلط حرکت کی تو مارے جاؤ گے۔ تم چار ریوالوروں کی زد میں ہو“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو گلبرٹ نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور خوفزدہ ہو گیا۔ جولیا نے گلبرٹ کے مشین پسل پر قبضہ کر لیا تھا۔

”ہری اپ۔ ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے دوبارہ اسے حکم دیا تو گلبرٹ آہستہ آہستہ زمین سے اٹھا اور ہاتھ بلند کر کے خوفزدہ نگاہوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

”کک۔ کوٹا۔ تم نے جھوٹ بولا اور مجھے دھوکا دیا۔ مقدس دیوی تمہیں معاف نہیں کرے گی“..... گلبرٹ نے کوٹا کو گھورتے

ہوئے کہا۔

”لیکن مقدس دیوتا اسے معاف کر چکا ہے۔ تم بھی اس کے غلام بن جاؤ تو مرنے سے بچ سکتے ہو“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”مقدس دیوتا۔ وہ کون ہے“..... گلبرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میں ہوں نا۔ یعنی علی عمران آف پاکیشیا۔ میں نے کوٹا کے ساتھیوں کو نگانا کی روح کے ذریعے ہولناک عذاب میں مبتلا کر کے ان کی لاشیں ہنالولو کی چوٹی سے نیچے پھینکوا دی ہیں اور اب تمہاری باری ہے“..... عمران نے حماقت آمیز سنجیدگی سے کہا تو گلبرٹ کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑنے لگا۔

”کک۔ کوٹا۔ کیا یہ درست کہہ رہا ہے“..... گلبرٹ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کوٹا سے کہا تو کوٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا جو خود بھی نگانا کی روح کا سن کر لرزے لگا تھا۔

”اس سے کیوں پوچھتے ہو۔ نگانا دیوی سے پوچھو۔ بلاؤں اسے“..... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”بب۔ باس۔ خدا کے لئے اس کا نام مت لو۔ وہ بلائے بغیر نازل ہو جائے گی“..... اچانک جوزف کی بلبلاتی ہوئی آواز بلند ہوئی تو تمام ممبرز نے چونک کر جوزف کی طرف دیکھا اور حیران رہ گئے۔ جوزف سہا ہوا کھڑا سینے پر ہاتھ سے کراس بنا رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ گلبرٹ کی تلاشی لو اور اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھاؤ“..... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو جوزف آگے بڑھا اور گلبرٹ کے قریب آ کر اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ گلبرٹ کی جیبوں سے ایک ریوالور اور لائٹر ٹرانسمیٹر برآمد ہوا تو جوزف نے دونوں چیزیں عمران کی طرف بڑھا دیں مگر عمران نے صرف لائٹر لیا۔ گلبرٹ خوف سے کانپ رہا تھا۔

”گلبرٹ۔ تم پروگرام کے مطابق ہمیں پہاڑوں تک لے چلو اور ہمیں وہاں موجود اپنے ساتھیوں کے حوالے کرو جو ہمارے منتظر ہیں۔ اس تعاون کے عوض کوئٹا کی طرح تم بھی دیوی کے عذاب سے بچے رہو گے ورنہ تمہارے مرنے کے بعد دیوی ہمیں خود اٹھا کر منزل پر پہنچا دے گی۔ کیا تم تیار ہو“..... عمران نے گلبرٹ کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو گلبرٹ نے حسب توقع جواب دیا۔ وہ اس قدر خوفزدہ ہو چکا تھا کہ انکار کرنا اس کے لئے ممکن نہیں رہا تھا۔ چنانچہ چند لمحوں بعد ٹرک جنگل میں قدرتی راستے پر دوڑ رہا تھا۔ عمران ٹرک کی فرنٹ سیٹ پر گلبرٹ کے پاس بیٹھا تھا جبکہ اس کے ساتھی ٹرک کے عقبی حصے میں بیچوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ کوئٹا کو ڈرائیور کیبن کے قریب بٹھایا گیا تھا اور اس کے سامنے چوہان بیٹھا تھا۔ چوہان کے ساتھ جولیا اور پھر صفدر تھے جبکہ سامنے والے بیچ پر کوئٹا کے بعد تنویر، خاور اور جوزف تھے۔ عمران نے کوئٹا کو ہدایت کی تھی کہ اگر گلبرٹ کسی غلط سمت میں جانے کی

کوشش کرے تو وہ فوراً انہیں مطلع کرے۔ گلبرٹ اب بھی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا کیونکہ عمران نے اپنا ریوالور اس کے پہلو سے لگا رکھا تھا۔

”اگر ٹرانسمیٹر پر تمہارے پاس ریگن کی کال آ جائے تو تم اسے کیا بتاؤ گے“..... دفعتاً عمران نے گلبرٹ سے سوال کیا۔

”تم لوگوں کے بارے میں بتاؤں گا کہ تمہارے حکم پر تمہیں پہاڑوں کی طرف لے جا رہا ہوں“..... گلبرٹ نے آہستہ سے کہا۔

”نہیں۔ میرے حکم پر نہیں“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اسے بتانے لگا کہ وہ ریگن کو کیسے مطمئن کرے گا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ہی عمران کے پاس موجود گلبرٹ کے لائٹر ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص سیٹی ابھرنے لگی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر نکالا اور گلبرٹ کے ہاتھ میں دے کر اسے کال اٹینڈ کرنے کا حکم دیا اور گلبرٹ نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو گلبرٹ۔ ریگن کالنگ۔ اوور“..... لائٹر ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری مگر سخت آواز بلند ہوئی۔

”لیس باس۔ گلبرٹ رسیونگ یو۔ اوور“..... گلبرٹ نے جواباً مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم مطلوبہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو لے جا رہے ہو۔ اوور“۔ ریگن کی آواز سنائی دی۔

”لیس باس۔ ہمیں پندرہ منٹ ہو چکے ہیں سنگٹل اسپاٹ سے چلے ہوئے۔ اوور“..... گلبرٹ نے جواب میں کہا۔

”لیکن کوئڈا نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی اور تم نے بھی کال کرتے کی زحمت گوارا نہیں کی جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ روانگی سے پہلے مجھے رپورٹ کرنا تاکہ میں ریڈ پوائنٹ پر اطلاع دے سکوں۔ اوور“..... ریگن نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ میں سمجھا تھا کہ کوئڈا نے آپ کو رپورٹ دے دی ہوگی اور میں آپ کو اب کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ اوور“..... گلبرٹ نے سٹپائی ہوئی آواز میں کہا تو عمران نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے لائٹر ٹرانسمیٹر لے لیا۔

”نہیں۔ اس احمق نے مجھے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ بہر حال واپسی پر اسے اس کی کوتاہی کی سزا دی جائے گی۔ تم بتاؤ پاکیشیائی ایجنٹ کس حالت میں ہیں۔ کیا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے ہیں۔ اوور“..... ریگن کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”لیس باس۔ انہیں بے ہوشی کی حالت میں ٹرین سے اتارا گیا تھا اور انہیں ٹرک میں ڈالنے سے پہلے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے تھے۔ کوئڈا اور اس کے ساتھی پیچھے بیٹھے ان کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اوور“..... جواب میں عمران نے گلبرٹ کے لب و لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا تو گلبرٹ نے ایک لمحے کے لئے حیرت

بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا پھر فوراً ہی سامنے دیکھنے لگا۔

”گڈ۔ گیس کا اثر ختم ہونے سے پہلے ہی ان کی کھوپڑیاں بجا دینا تاکہ وہ ریڈ پوائنٹ پر پہنچنے تک بے ہوش رہیں۔ میں پوائنٹ انیچارج کو اطلاع دے رہا ہوں۔ تم لوگ قیدی ایجنٹوں کو وہاں پہنچانے کے بعد فوراً واپس چل دینا اور مجھے بھی رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے ریگن نے ہدایات دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے لائٹر پر نصب ننھا سا بیٹن پریس کر دیا اور ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

”اب تم مجھے ریڈ پوائنٹ اور وہاں کے عملہ و انیچارج کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ“..... عمران نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالتے ہوئے گلبرٹ کی طرف دیکھ کر کہا تو گلبرٹ کسی حیل و حجت کے بغیر بولنے لگا۔ چند منٹ بعد عمران سب کچھ جان چکا تھا۔ گلبرٹ کے بیان کے مطابق چونکہ پہاڑی علاقے میں کوئی باقاعدہ راستہ نہیں تھا جس پر کسی چھوٹی یا بڑی گاڑی سے سفر کیا جاسکے اس لئے پہاڑوں کے آغاز میں ہی ایک چیک پوسٹ بنائی گئی تھی۔ چیک پوسٹ پر تنظیم کے دو ممبرز اور ایک درجن مکڑالو قبیلے کے جوان ڈیوٹی دیتے تھے۔ ایک ممبر اکیمریمین تھا اور اس کا نام جیرالڈ تھا جبکہ دوسرا ممبر ہنری اس کا معاون اور سب انیچارج تھا۔ چیک پوسٹ ایک پہاڑی غار کے باہر تھی۔ غار کے اندر چیک پوسٹ کے عملہ کی

رہائش تھی اور وہاں جنریٹر سے برقی رو کا انتظام کیا گیا تھا۔ غار کے باہر ایک گارڈ ڈیوٹی دیتا تھا جبکہ چار گارڈز آس پاس کی چٹانوں پر پہرہ دیتے تھے اور بلندی سے چاروں طرف نگاہ رکھتے تھے۔ ایک گارڈ غار کے اندر خدمات انجام دیتا تھا۔ اسی طرح باقی چھ گارڈز رات کی شفٹ میں فرائض انجام دیتے تھے۔ غار میں کھانے پینے کی اشیاء کا ذخیرہ کیا گیا تھا۔ ضرورت پڑنے پر ہنڈا سے ٹرک کے ذریعے مزید رسد روانہ کر دی جاتی تھی۔ چیک پوسٹ سے جنگلات کی طرف آنے جانے کے لئے وہاں چھ سات طاقتور خچر رکھے گئے تھے جو قریب ہی واقع ایک غار میں باندھے جاتے تھے اور سواری کے علاوہ سامان کی نقل و حمل کے لئے استعمال کئے جاتے تھے البتہ گلیٹر تنظیم کے ہیڈ کوارٹر یا مشن کے بارے میں یکسر ناواقف تھا۔ بہر حال عمران اس سے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق اپنے ذہن میں آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دیتا رہا اور ٹرک مخصوص راستے پر دوڑتا رہا۔

دراز قامت اکیرمین شخص جس کے چہرے پر جا بجا پرانے زخموں کے نشانات تھے، کمرے میں آفس ٹیبل کے پیچھے گھومنے والی کرسی پر بیٹھا کافی کے گھونٹ لے رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک چالیس پینتالیس سالہ شخص مودبانہ انداز میں بیٹھا اس کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ میز پر انٹرکام سیٹ کے علاوہ لانگ ریج ٹرانسمیٹر، سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر وغیرہ رکھے تھے۔ دراز قامت نے جلدی جلدی کافی حلق میں اتاری اور کپ میز پر رکھ دیا۔

”باس۔ کافی ٹھنڈی ہو گئی تھی“ دراز قامت کے سامنے بیٹھے جوان العمر برٹش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں چارلس۔ گلیٹر سے بات کرنے میں ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ ویسے بھی مجھے گرم کافی زیادہ پسند نہیں ہے۔ معدہ بوجھل ہو جاتا

ہے۔ تم ذرا فوسٹر کو کال کرو۔ وہ اسٹیشن پر موجود ہے۔“..... دراز قامت باس نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا تو چارلس نامی شخص نے میز پر رکھا لائٹ ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

”باس۔ فوسٹر سے کیا کہنا ہے۔“..... چارلس نے باس سے پوچھا۔

”دراصل میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا سامان بھی قبضے میں لے لیا جائے جو وہ سفر میں لے جا رہے تھے۔ انہیں گلبرٹ ریڈ پوائنٹ کی طرف لے جا رہا ہے اور یقیناً ان لوگوں کا سامان ٹرین کے کمپارٹمنٹ میں رہ گیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے سامان میں کوئی اہم چیز موجود ہو جس کے بارے میں ہیڈ کوارٹر بعد میں پوچھ گچھ کرے۔ مجھے دو میں بات کرتا ہوں۔“..... باس نے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو چارلس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے باس کے حوالے کر دیا۔

”ہیلو فوسٹر۔ ریگن کالنگ۔ اوور۔“..... باس ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

”لیس باس۔ فوسٹر رسیونگ یو۔ اوور۔“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔

”فوسٹر۔ کیا ٹرین خالی ہو چکی ہے۔ اوور۔“..... باس ریگن نے پوچھا۔

”لیس باس۔ تمام مسافر ٹرین سے اتر چکے ہیں۔ اوور۔“ دوسری

طرف سے فوسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم اس کمپارٹمنٹ کو چیک کرو جس میں پاکیشیائی ایجنٹ سفر کر رہے تھے۔ ان کے کیبن میں ان کا سامان موجود ہو گا۔ وہ سب کچھ نکال کر یہاں لے آؤ۔ اوور۔“..... ریگن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا وہ اپنا سامان ساتھ نہیں لے گئے۔ اوور۔“ فوسٹر کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

”فوسٹر۔ فضول سوال مت کیا کرو۔ ہمارے آدمیوں نے انہیں گیس بم سے بے ہوش کیا تھا اور بے ہوش ہونے کے بعد وہ اپنا سامان کس طرح اٹھا سکتے تھے۔ اوور۔“..... ریگن نے یکدم غضبناک ہو کر کہا۔

”سوری۔ سوری باس۔ مجھے خیال نہیں رہا تھا۔ اوور۔“..... فوسٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوور اینڈ آل۔“..... ریگن نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور لانگ ریج ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ریگن کالنگ۔ اوور۔“..... ریگن نے کہا۔

”لیس ریگن۔ فوکس رسیونگ یو۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اوور۔“..... ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

”لیس چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے ہوش کرنے کے بعد ٹرین

سے اتار کر ریڈ پوائنٹ کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری جانب سے فوکس کی آواز آئی۔

”نوسر۔ ہمارے آدمی بخیریت ہیں اور اس وقت گلبرٹ کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ آپریشن کسی مزاحمت کے بغیر کامیابی سے مکمل کیا گیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن نے جواب میں کہا۔

”ان کا سفری سامان چیک کیا گیا ہے یا نہیں۔ اور۔۔۔۔۔ فوکس نے پوچھا۔

”نوسر۔ میں نے ان کا سامان لانے کے لئے ایک ماتحت کو ہدایت کی ہے۔ تھوڑی دیر میں آجائے گا۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سامان چیک کر کے مجھے رپورٹ کرنا۔ اور ہاں ریڈ پوائنٹ کے انچارج کو بھی خبردار کر دو۔ اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ فوکس نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریگن نے ہاتھ بڑھا کر فریکوئنسی تبدیل کر دی۔

”ہیلو جیرالڈ۔ ریگن کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن دوبارہ کال کرنے لگا۔

”ایس ریگن۔ جیرالڈ رسیونگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند ثانیوں بعد

ٹرانسمیٹر سے ایک آواز بلند ہوئی۔

”ہیڈ کوارٹر کے حکم پر چند پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور اب گلبرٹ انہیں تنہا ہی طرف لے کر آ رہا ہے۔ دشمن ایجنٹوں کے بارے میں شاید تمہیں چیف نے مطلع کیا ہو گا۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن نے کہا۔

”نہیں۔ انہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے اور میرے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیرالڈ کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

”ہمارے چند ممبرز پاکیشیا میں ایک اہم مشن انجام دے کر آج صبح واپس آئے تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سات ممبرز کا گروپ ان کے تعاقب میں ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا چاہتا تھا۔ چیف کو مقدس دیوی نے ان لوگوں کے بارے میں خبر دی کہ وہ ٹرین کے ذریعے بنڈا کی جانب آ رہے ہیں تو چیف نے مجھے ان کی گرفتاری کا ٹارگٹ دیا اور حکم دیا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے ہوش کر کے ٹرک کے ذریعے ریڈ پوائنٹ پر بھیج دیا جائے جہاں سے تم انہیں ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ کرو گے۔ میں نے ابھی چند منٹ پہلے چیف کو اطلاع دی ہے۔ ہو سکتا ہے چیف ابھی تمہیں احکامات جاری کرے۔ اور۔۔۔۔۔ ریگن نے مختصر الفاظ میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ گلبرٹ کو وہاں سے روانہ ہوئے کتنی دیر ہوئی

ہے۔ اور..... جیرالڈ نے پوچھا۔

”پندرہ بیس منٹ گزر چکے ہیں۔ اور..... ریگن نے جواباً کہا۔

”اس کا مطلب ہے وہ شام کے بعد یہاں پہنچیں گے۔ اور..... جیرالڈ کی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے۔ ناہموار راستوں پر ٹرک کی رفتار سست رہے گی۔ میرا خیال ہے انہیں فوراً آگے روانہ کرنے کا تمہیں حکم دیا جائے گا۔ اور..... ریگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ چیف کو پتا ہے کہ ریڈ پوائنٹ سے آگے کتنا دشوار گزار اور خطرناک علاقہ ہے۔ رات کے اندھیرے میں محض ٹارچوں کی روشنی میں خجروں کے ذریعے سفر کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہمیں صبح کا اجالا پھیلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اور..... جیرالڈ نے تیزی سے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ بے ہوش ہیں اور اس حالت میں خجروں کو ٹھوکر لگنے پر ان میں سے کوئی گر کر مر گیا تو ہو سکتا ہے چیف برہم ہو جائے۔ اور..... ریگن نے جیرالڈ کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کسی پاکیشیائی ایجنٹ کے مرنے پر چیف کیوں خفا ہو گا۔ اور..... جیرالڈ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سمجھا کرو پیارے۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کرنا مقصود ہوتا

تو چیف انہیں گرفتار کرنے اور ہیڈ کوارٹر بھیجنے کا حکم دینے کی بجائے ان کے قتل کے احکامات جاری کرتا۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ حالت میں چیف کے پاس پہنچنا ضروری ہے اور یقیناً اس کا کوئی اہم اور خاص مقصد ہو گا۔ اور..... ریگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا۔ یقیناً یہی بات ہو گی۔ اور..... دوسری طرف سے جیرالڈ نے کہا۔

”چنانچہ تمہیں بھی اس بات کا خیال رکھنا ہو گا۔ میں نے گلبرٹ کو ہدایت کی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہوش آنے پر ان کے لئے فرار ہونا ممکن نہیں لیکن پھر بھی ان کی نگرانی ضروری ہے۔ اور..... ریگن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ ریگن۔ چیف کی کال آگئی تو پتا چلے گا کہ مجھے دشمن ایجنٹوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہو گا۔ میں ٹرانسمیٹر آف کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے چیف کی کال آجائے۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے جیرالڈ نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی پھیل گئی تو ریگن نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔

”باس۔ یقیناً چیف پاکیشیائی ایجنٹوں سے کوئی خاص معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو گا..... چارلس نے پرسوج انداز میں کہا۔

”ہاں۔ ورنہ اتنا لمبا چکر چلانے کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹوں کو

قتل کرنے کا حکم دیا جاتا۔۔۔۔۔ ریگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے میز پر رکھے لائٹ ٹراسمیٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھری تو ریگن نے لائٹ ٹراسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔

”ہیلو ہاس۔ فوسٹر کالنگ۔ اوور۔۔۔۔۔ ٹراسمیٹر سے فوسٹر کی آواز بلند ہوئی۔

”لیں فوسٹر۔ ریگن رسیونگ یو۔ اوور۔۔۔۔۔ ریگن نے جوابا کہا۔

”ہاس۔ پاکیشیائی ایجنٹ جس کیبن میں سفر کر رہے تھے اس میں مجھے کسی قسم کا کوئی سامان نہیں ملا۔ اوور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو کوئڈا اور اس کے ساتھی ان کا سامان بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اوور۔۔۔۔۔ ریگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں ہاس۔ میں نے اس اندیشے کے تحت اس کیا رٹمنٹ کے دوسرے کیبنوں کی بھی تلاشی لی ہے کہ ہو سکتا ہے مجھے کیبن کا نمبر بھول گیا ہو تو مجھے چوتھے کیبن میں کوئڈا کے ایک ساتھی کی لاش دکھائی دی جبکہ کیبن کی دیوار میں ایک خنجر بھی پیوست ملا اور دوسرا فرش پر پڑا تھا۔ اوور۔۔۔۔۔ فوسٹر نے تفصیل سے کہا تو ریگن بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کوئڈا کے ساتھی کو کس نے ہلاک کیا ہے۔ اوور۔۔۔۔۔ ریگن نے حیرت سے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”معلوم نہیں ہاس۔ یہ تو کوئڈا ہی بتا سکے گا کہ اس کے ساتھی کی

کس نے گردن توڑی تھی۔ اوور۔۔۔۔۔ فوسٹر نے جوابا کہا۔

”کیا اسے خنجر سے ہلاک نہیں کیا گیا ہے۔ اوور۔۔۔۔۔ ریگن نے ایک مرتبہ پھر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔ اس کے جسم پر خنجر یا گولی کا کوئی زخم نہیں ہے اور نہ ہی لاش سے خون نکلا ہے۔ یقیناً اس کی گردن توڑنے والا ماہر لڑاکا اور طاقتور آدمی تھا۔ کیا کوئڈا نے آپ کو اطلاع نہیں دی۔ اوور۔۔۔۔۔ فوسٹر کی آواز آئی۔

”نہیں۔ اس نے تو مجھے آپریشن کی کامیابی کی اطلاع دینا تک گوارا نہیں کی۔ بہر حال میں اس سے پوچھتا ہوں۔ تم واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل۔۔۔۔۔ ریگن نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹراسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ چارلس بھی حیرت زدہ دکھائی دے رہا تھا۔

”ہاس۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نیگرو کا اپنے ہی کسی ساتھی سے جھگڑا ہوا ہو اور دوسرے نے اس کی گردن توڑ ڈالی ہو۔۔۔۔۔ چارلس نے اپنا اندازہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے چارلس۔ لیکن اصل مسئلہ تو کوئڈا کی کوتاہی ہے جسے اس گروپ کا انچارج بنا کر بھیجا گیا اور اس نے مجھے اطلاع دینے سے گریز کیا کہ ٹرین میں کوئی واقعہ پیش آیا تھا یا اس کا ایک ساتھی ہلاک ہو چکا ہے۔ فوسٹر کو کیبن سے دو خنجر ملے ہیں۔ ایک خنجر یقیناً مرنے والے کا ہے اور دوسرا مارنے والے کا۔

ٹرک کی رفتار زیادہ نہ تھی۔ گھنے جنگل میں کوئی باقاعدہ اور سیدھا راستہ نہ تھا بلکہ ایسے درختوں کے درمیان سے راستہ بنایا گیا تھا جہاں سے ان کا آپس میں پندرہ سولہ اور کہیں کہیں دس بارہ فٹ فاصلہ تھا اور وہاں ٹرک کی مسلسل آمد و رفت سے خودرو لمبی لمبی گھاس اب زمین کے ساتھ مل گئی تھی البتہ تنگ جگہوں پر آس پاس کے درختوں کی ایسی شاخیں کاٹ دی گئی تھیں جو ٹرک کی چھت سے ٹکرا کر ترپال سے بنی چھت کو نقصان پہنچا سکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس ناہموار راستے پر ٹرک کو جھٹکے بھی لگ رہے تھے اور بار بار ٹرک کو ادھر ادھر موڑنا پڑ رہا تھا۔ جھٹکوں اور موڑوں سے ٹرک میں بیچوں پر بیٹھے عمران کے ساتھی بیزاری محسوس کر رہے تھے۔ وہ بار بار اچھل رہے تھے اور ان کے جسم بھی آگے کی جانب اور کبھی دائیں بائیں جھک جاتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے ہاتھوں سے پیچ

لیکن وہ اپنا خنجر ساتھ نہیں لے گیا۔ کیوں۔ پھر گلبرٹ نے بھی نہیں بتایا کہ کونڈا کے ساتھی تعداد میں پورے نہیں ہیں اور ان میں سے ایک کم ہے جبکہ وہ لوگ یہاں سے گلبرٹ کے ساتھ گئے تھے اور گلبرٹ انہیں ریلوے اسٹیشن پہنچانے کے بعد شہر سے باہر ریلوے سنگنل کی طرف چلا گیا تھا۔ معاملہ کافی پراسرار اور الجھا ہوا لگتا ہے۔ تم ایک پیگ بنا لاؤ۔ پھر میں کونڈا اور گلبرٹ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ اہم بات یہ نہیں کہ دیوی کا ایک پیجاری مارا گیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس واقعہ کو کیوں چھپایا۔ ریگن نے مسلسل بولتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا تو چارلس کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کے کناروں کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنا توازن پوری طرح برقرار رکھنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ اگر دونوں جانب کے پیچوں کے درمیان اڑھائی تین فٹ کا فاصلہ نہ ہوتا تو یقیناً ان کے سر بھی آپس میں ٹکراتے رہتے۔ باقی ممبرز کی نسبت جولیا بے حد کوفت محسوس کر رہی تھی لیکن غصے سے اپنے ہونٹ کاٹنے کے سوا وہ کچھ کرنے سے قاصر تھی کیونکہ عمران ٹرک کے ڈرائیور کیبن میں بیٹھا تھا اور وہ اس پر غصہ نہیں نکال سکتی تھی۔ لکڑی کے بیچ کسی نوم گدے سے محروم تھے اس لئے بھی اسے زیادہ تکلیف ہو رہی تھی۔

صفدر کے سامنے والے بیچ پر بیٹھا مکرالو قبیلے کا نیگرو کوئڈا خاموش مگر خوفزدہ نگاہوں سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نگانا کی روح کے حوالے سے عمران نے کوئڈا کو اس قدر دہشت زدہ کر دیا تھا کہ وہ ابھی تک سہا ہوا تھا۔ عمران ڈرائیور گلبرٹ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا چیونگم سے شغل کر رہا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کہ جلد یا کچھ دیر میں جیسے ہی ریگن کوٹرین میں کوئڈا کے ساتھیوں کے بارے میں پتا چلے گا۔ ریگن، کوئڈا یا گلبرٹ کو کال کر کے چھ جنگلیوں کی بے ہوشی اور ایک کے قتل کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا۔ گلبرٹ کے بیان کے مطابق ریگن نے ایک ماتحت فوسٹر کو بنڈا ریلوے اسٹیشن پر متعین کر دیا تھا تاکہ اگر کوئڈا گروپ اپنے مشن میں کسی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے تو پاکیشیائی

ایجنٹوں کا اسٹیشن سے فوسٹر تعاقب کرے اور ان کی نقل و حرکت کے بارے میں ریگن کو اطلاع دے تاکہ دشمن ایجنٹوں کو پکڑنے کا دوسرا انتظام کیا جاسکے۔ ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ لائٹر ٹرانسمیٹر سے سگنل کی سیٹی ابھرنے لگی۔

عمران نے ٹرین سے اترنے کے بعد کوئڈا کا ٹرانسمیٹر ناکارہ کر کے ایک جھاڑی میں پھینک دیا تھا اور اس کی جیب میں صرف گلبرٹ کا ٹرانسمیٹر تھا۔ سیٹی کی آواز سن کر گلبرٹ نے چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کر دیا۔

”ہیلو گلبرٹ۔ ریگن کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ریگن کی غضبناک سی آواز بلند ہوئی۔

”لیس باس۔ گلبرٹ رسیونگ یو۔ اوور“..... عمران نے گلبرٹ کی آواز میں مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ ٹرین میں کوئڈا کے ایک ساتھی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اوور“..... ریگن نے غصیلے لہجے میں پوچھا تو گلبرٹ چونک پڑا۔

”لیس باس۔ اوور“..... عمران نے جواباً کہا۔ اسے یقین تھا کہ ٹرک کے شور میں ریگن پہلے کی طرح اب بھی آواز کا فرق محسوس نہیں کرے گا۔

”اوہ۔ پھر تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ہے بے وقوف گدھے۔

تمہیں کیسے پتا چلا۔ اوور..... ریگن کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ”سوری ہاس۔ مجھے کوئڈا نے بتایا تھا اور میرا خیال تھا کہ اس
 نے ٹرین میں ہی آپ کو اطلاع دے دی ہوگی۔ اوور..... عمران
 نے کہا۔

”نہیں۔ اس کا ٹرانسمیٹر آف ہے۔ میں پہلے اسے کال کرنے
 کی کوشش کر چکا ہوں۔ بہر حال تم بولو۔ کوئڈا نے تمہیں اس واقعہ
 کے بارے میں کیا بتایا اور قتل کس نے کیا۔ اوور..... دوسری طرف
 سے ریگن نے کہا۔

”ہاس۔ کوئڈا کے بیان کے مطابق اس نے مرنے والے
 ساتھی سے کہا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے کہن میں گیس بم
 پھینکے مگر اس آدمی نے انکار کر دیا کہ اسے عمران کے ملازم جوزف
 سے ڈر لگتا ہے جو نگان دیوی کا پجاری ہے۔ اس بات پر کوئڈا نے
 اسے لعن طعن کی تو اس نے غصے میں آ کر کوئڈا پر حملہ کر دیا اور کوئڈا
 پر خنجر سے وار کیا لیکن کوئڈا بچ گیا اور اس آدمی کا خنجر دیوار میں جا
 لگا۔ پھر کوئڈا نے بھی خنجر نکال لیا لیکن کوئڈا کا وارنا کام ہو گیا اور
 کوئڈا نے اپنے ساتھی کی گردن دیوچ لی تو اس کے ساتھی نے کوئڈا
 کی ناک پر ٹکڑے رسید کرنے کی کوشش کی اور کوئڈا نے اپنے بچاؤ کے
 لئے جھٹکا دے کر اس کی گردن توڑ ڈالی۔ کوئڈا کا ٹرانسمیٹر بھی اس
 لڑائی میں کھو گیا تھا جس کا ٹرین سے اترنے کے بعد پتا چلا۔ کوئڈا
 کو شاید آپ سے سزا ملنے کا خوف تھا۔ ممکن ہے اس لئے کوئڈا نے

آپ کو فوری طور پر اطلاع دینے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ ٹرین
 میں ہی اسے پتا چل جاتا کہ اس کا لائٹر ٹرانسمیٹر گم ہو گیا ہے۔
 اوور..... عمران نے تفصیل سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو یہ بات ہے۔ بہر حال واپسی پر میں اس کے لئے
 سزا تجویز کروں گا۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کے علاوہ ریڈ پوائنٹ پر
 جیرالڈ کو بھی تمہاری آمد کی اطلاع دے دی ہے۔ غالباً تم سورج
 غروب ہونے کے بعد وہاں پہنچو گے اس لئے بہتر ہے رات کی
 تاریکی میں واپس آنے کی بجائے صبح سویرے آ جانا اور آنے سے
 پہلے مجھے بھی اطلاع دے دینا۔ اوور اینڈ آل..... ریگن نے
 ہدایات دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کی آواز بند ہوتے ہی
 عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 ”کیا واقعی کوئڈا نے اپنے ساتھی کو قتل کیا تھا مسٹر عمران۔“
 گلبرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ کوئڈا کے سر پر نگان دیوی نے سوار ہو کر اسے حکم دیا تھا
 کہ وہ اپنے ساتھی کو ختم کر دے اور ہمارے حکم کی تعمیل کرے مگر
 تمہیں میرے نام کا علم کیسے ہوا..... عمران نے پوچھا۔

”تم نے خود ہی بتایا تھا کہ تم علی عمران آف پاکیشیا ہو۔ اس
 سے پہلے ہاس نے بھی بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو علی عمران لیڈ
 کر رہا ہے اور ان کے ساتھ عمران کا ملازم جوزف بھی ہے۔“
 گلبرٹ نے جواب میں کہا تو عمران کو یاد آ گیا۔ ریگن سے بات

کر کے عمران کو اطمینان ہو گیا تھا کہ ریڈ پوائنٹ پہنچنے تک ریگن اور ہیڈ کوارٹر والے ان کی حقیقت سے بے خبر رہیں گے اور راستے میں ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ اس نے گلبرٹ کو اس حد تک خوفزدہ کر دیا تھا کہ گلبرٹ کی طرف سے کسی غلط حرکت کا اندیشہ نہ رہا تھا البتہ عمران کو حیرت بھی کہ گلبرٹ تعلیم یافتہ اور جدید ترقی یافتہ معاشرے کا فرد ہونے کے باوجود بدروحوں پر یقین رکھتا تھا شاید تنظیم کے ممبرز بھی بدروحوں سے خوفزدہ رہتے تھے۔

”ہم کب تک ریڈ پوائنٹ پر پہنچیں گے“..... عمران نے کسی خیال کے تحت گلبرٹ سے پوچھا۔

”سورج غروب ہونے سے پہلے“..... گلبرٹ نے جواب میں کہا۔

عمران نے اپنی ریٹ وائچ پر وقت دیکھا۔ انہیں سفر کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اور مغرب ہونے میں تقریباً اتنا ہی وقت باقی تھا۔ عمران تاریکی میں ریڈ پوائنٹ پہنچنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

”گاڑی روک دو۔ نگانا دیوی سے ملاقات کا وقت ہو گیا ہے۔“
عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو گلبرٹ نے خوفزدہ ہو کر فوراً بریک پیڈل پریس کر دیا۔ نتیجے میں ٹرک جھٹکے سے رکتا چلا گیا۔

”کک۔ کیا۔ دیوی یہاں آ رہی ہے“..... گلبرٹ نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”نہیں۔ میں خود جاؤں گا اس کے پاس۔ انجن بند کر کے نیچے اترؤ“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو گلبرٹ نے انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر ٹرک سے اتر گیا۔ عمران بھی ٹرک سے اتر ا اور گلبرٹ کے قریب پہنچ گیا۔

”کیا ہوا پاس“..... جوزف نے ٹرک کے عقب سے سر نکال کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ تم سب نیچے آ جاؤ“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر عقب میں بیٹھے تمام ساتھی ٹرک سے اتر کر عمران کے قریب آ گئے۔

”اس سفر نے تو چولیس بلا کر رکھ دی ہیں“..... تنویر نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ تمہارے لئے رولس رائس کار منگوائی ہے میں نے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔

”تم تو مزے سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے رہے ہو۔ ڈرائیونگ پر بیٹھ کر دیکھو تو پتا چلے گا“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم میری جگہ ڈرائیور کے پاس بیٹھنا۔ میں بیچ پر بیٹھوں گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر، خاور اور چوہان کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”یکو مت۔ یہاں کیوں رک گئے ہو“..... جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”مذاق مت کرد عمران۔ ہمیں معلوم تو ہونا چاہئے کہ اس سفر کا اختتام کب ہوگا اور آگے ہمیں کیا کرنا ہے“۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران مسکرانے لگا۔ وہ خود بھی انہیں اپنے پروگرام سے باخبر رکھنا چاہتا تھا۔

”عمران صاحب۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں آئندہ پیش آنے والے ممکنہ خطرات کا اندازہ ہونا چاہئے“۔ صفدر نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا تو عمران منجیدہ ہو گیا اور انہیں ریگن سے ہونے والی گفتگو اور ریڈ پوائنٹ کے بارے میں بتانے لگا۔

”قدرت کے حسین مناظر دیکھنے کے لئے۔ غور کرو۔ کیسے سرسبز درخت اور پودے بہار دکھا رہے ہیں۔ کتنا سکون ہے اس جنگل میں۔ کچھ دیر ہری ہری گھاس پر بیٹھ کر اپنی اپنی چولیس سیدھی کر لو“۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور ایک درخت کے تنے سے پشت ٹکا کر ب بیٹھ گیا۔ کوٹڈا اور دوسرے ممبرز کے علاوہ گلبرٹ بھی راستے کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ جولیہ کھڑی رہی۔

”اگر یہاں کوئی سانپ وغیرہ نکل آیا تو پھر“۔ جولیہ نے درختوں کے درمیان پھیلی جھاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”سانپ سے کیا ڈرنا۔ دعا کرو کوئی شیر آ جائے اور مجھے کھا جائے اور تمہیں“۔ عمران نے کہا۔

”صرف تمہیں“۔ جولیہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے غرا کر کہا۔

”ہاں ہاں۔ مجھے کھا جائے اور تمہیں آدم خور جنگلیوں کے لئے چھوڑ جائے“۔ عمران نے تیزی سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو ان کے ساتھی بے اختیار ہنسنے لگے۔ کوٹڈا اور گلبرٹ خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ لوگ اردو میں باتیں کر رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ آئندہ کے لئے کچھ بریف کر دیں تاکہ ہم تیار رہیں“۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے نادر۔ میں نے تمہیں بریف کیا تو تم بریف کیس جتنے رہ جاؤ گے“۔ عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

پر رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ تب عمران ٹرک سے اترا اور عقب میں آ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو اترنے کا اشارہ کیا تو وہ ٹرک سے اتر کر عمران کے قریب آ گئے۔

”اسلحہ وغیرہ نکال لو۔ ہمیں اس پہاڑ تک پیدل سفر کرنا ہے۔“ عمران نے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کوٹڈا کا کیا کرنا ہے۔ کیا یہ ہمارے ساتھ جائے گا۔“ صفدر نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کا کوٹڈا کر دو۔ بے ہوش کر دو۔ گلبرٹ بھی بے ہوش پڑا ہے۔ دونوں کو زندہ چھوڑنے کا ارادہ تھا لیکن ہوش میں آ کر یہ ہمارے لئے مصیبت پیدا کر سکتے ہیں اس لئے انہیں ختم کرنا ضروری ہے۔“ عمران نے جواب میں کہا۔ چنانچہ دو منٹ کے اندر گلبرٹ اور کوٹڈا سے جان چھڑا لی گئی۔ کوٹڈا کو بے ہوش کیا گیا پھر کوٹڈا اور گلبرٹ کو ایک چٹان میں آڑ میں ڈال کر ان کے سروں میں ریوالور سے فائر کر دیا گیا تب عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے آگے روانہ ہوا۔ پتھر پلے زمین پر آٹھ دس فٹ کشادہ راستے کے دونوں جانب چٹانیں تھیں اور اس راستے میں انہیں بچ میں حائل چٹانوں کے سبب بار بار مڑنا پڑ رہا تھا۔ ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک گلبرٹ کے لائٹ ٹرانسمیٹر سے سنگل کی آواز ابھرنے لگی تو عمران رک گیا۔ اس کے پیچھے جولا اور دوسرے ممبرز بھی رک گئے۔ عمران نے جیب سے لائٹ ٹرانسمیٹر نکال

شام کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ جنگلات پیچھے رہ گئے تھے اور چٹانی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ کچھ فاصلے پر سر بفلک پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔ جنگل میں نصف گھنٹہ ریست کرنے کے بعد وہ لوگ دوبارہ چل دیئے تھے۔ چند لمحوں بعد راستہ دشوار گزار ہونے لگا۔ عمران کے استفسار پر گلبرٹ نے کچھ فاصلے پر نظر آنے والے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس پہاڑ کے پاس انہیں پہنچنا ہے اور وہیں چیک پوسٹ ہے تو عمران نے اسے رکنے کا حکم دیا اور گلبرٹ نے ٹرک روک دیا۔ عمران کے اندازے کے مطابق پہاڑ تک کا فاصلہ تین سو گز سے کم نہ تھا۔ راستے میں بڑی بڑی چٹانیں حائل تھیں اور ٹرک نے گھوم گھما کر وہاں پہنچنا تھا۔ اندھیرا ابھی گہرا نہیں ہوا تھا اس لئے ٹرک کی ہیڈ لائٹس روشن نہیں کی گئی تھیں۔ جونہی گلبرٹ نے انجن بند کیا، عمران نے ریوالور کا دستہ اس کی کینپی

کر آن کر دیا۔

”بیلو گلیٹر۔ جیرالڈ کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک انسانی آواز بلند ہوئی۔

”لیس سر۔ گلیٹر ریڈنگ یو۔ اوور“..... عمران نے جواباً گلیٹر کے لب و لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔ تم ابھی تک نہیں پہنچے یہاں۔ اوور“..... دوسری طرف سے جیرالڈ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”سوری سر۔ دراصل ٹرک کا اگلا ٹائر پٹکچر ہو گیا ہے اس لئے رکنا پڑ گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا تمہارے پاس سپئر ٹائر نہیں ہے۔ اوور“..... جیرالڈ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نو سر۔ میں ٹائر کو پٹکچر لگا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر لگے گی۔ بہر حال ایک گھنٹہ بعد میں ریڈ پوائنٹ پر پہنچ جاؤں گا۔ اوور“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”کیا تمہارے پاس پٹکچر لگانے کا سامان ہے۔ اوور“..... جیرالڈ نے پوچھا۔

”لیس سر۔ ٹائر کی حالت کے پیش نظر میں نے ایک دن پہلے ہی خریدا تھا۔ اتفاق سے آج ضرورت پڑ گئی۔ اوور“..... عمران نے کہا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز حیرت سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے جو انتہائی سنجیدہ لہجے میں بڑی صفائی سے

جھوٹ بول رہا تھا۔ جولیا، عمران کی عیاری پر زیر لب مسکرا رہی تھی۔ ”ٹھیک ہے۔ جلدی پہنچنے کی کوشش کرو تاکہ میں ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے کر پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں ہدایات لوں۔ اوور اینڈ آل“..... جیرالڈ نے آخر میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا تم ایک گھنٹہ بعد ریڈ پوائنٹ پر پہنچنا چاہتے ہو“..... جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ ریڈ پوائنٹ پر تو ہم آٹھ دس منٹ میں پہنچیں گے لیکن میں ڈیڑھ پوائنٹ پر نہیں پہنچنا چاہتا اس لئے جیرالڈ کو فریب دیا ہے تاکہ وہ اور اس کے ماتحت بے فکر ہو جائیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ آگے چل پڑا تو اس کے ساتھی بھی آگے بڑھنے لگے۔ اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا لیکن انہیں اندھیرے میں بھٹکنے کا کوئی اندیشہ نہ تھا کیونکہ وہ ٹرک کے مخصوص راستے پر چل رہے تھے۔ عمران کے عقب میں جولیا، صفدر، تنویر، خاور اور چوہان تھے جبکہ آخر میں جوزف تھا۔ مزید کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران رک گیا۔ آگے راستہ ایک چٹان کے گرد گھوم کر دوسری طرف جا رہا تھا اور اس جانب ہلکی سی روشنی دکھائی دے رہی تھی جیسے کم پاور کا بلب جل رہا ہو۔ چٹان کی دوسری جانب وہ بلند پہاڑ تھا جہاں چیک پوسٹ واقع تھی۔ گلیٹر کے بیان کے مطابق وہاں غار کے باہر اور ارد گرد کی چٹانوں پر بھی افریقی گارڈز پہرہ دیتے

تھے۔

”تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ میں آگے کا جائزہ لیتا ہوں۔ میری طرف سے کاشن ملنے پر تم آگے بڑھو گے“..... عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں۔

”باس۔ میں بھی چلتا ہوں“..... جوزف نے تیزی سے کہا۔
 ”نہیں۔ تم مجھے بھی مرداؤ گے تاریکی کے تخم۔ کسی قسم کا شور نہیں ہونا چاہئے“..... عمران نے سخت لہجے میں جوزف سے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ چٹانوں کی آڑ میں پہنچ کر اس نے رخ بدلا اور چٹان کے ساتھ ساتھ راستے کی مخالف سمت میں چلنے لگا۔ کافی بڑی چٹان تھی اور اندھیرے میں اسے پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑ رہا تھا کیونکہ وہاں پڑے پتھروں میں سے کوئی پتھر اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے لڑھک کر آواز پیدا کر سکتا تھا۔ تین منٹ بعد وہ چٹان کے دوسرے پہلو میں پہنچا اور دبے پاؤں آگے بڑھتا ہوا چٹان کی نکر پر پہنچ گیا۔ وہاں رک کر اس نے چٹان کی آڑ سے چہرہ آگے بڑھا کر دوسری طرف کا جائزہ لیا۔ چٹان سے پندرہ سولہ قدم کے فاصلے پر پہاڑ کے پہلو میں ایک غار کا کشادہ دہانہ تھا۔ دہانے کے اوپر ایک روشن بلب لٹک رہا تھا۔ غار کے دہانے سے دو تین قدم آگے ایک سیاہ قام افریقی سرخ رنگ کی یونیفارم پہنے ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہولسٹر میں مشین پستل اور بیلٹ میں ایک لمبے پھل والا خنجر اڑسا ہوا تھا۔ اس کا رخ دائیں جانب اور پشت غار کی جانب تھی۔ غار کے

اندر بھی روشنی تھی۔ غار کے بالمقابل کچھ فاصلے پر ایک چٹان پر کسی آدمی کا ہیولا دکھائی دے رہا تھا پھر عمران نے دوسری چٹان کا جائزہ لیا تو اس پر بھی ایک آدمی کا ہیولا حرکت کر رہا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ افریقہ کے وحشی اندھیرے میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ غار کے باہر بلب کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس صورت میں آگے بڑھنے پر کسی بھی گارڈ کی نگاہ ان پر پڑ سکتی تھی اور اگر وہ غار کے باہر کھڑے گارڈ کو بے آواز ریوالور سے نشانہ بناتا تو چٹانوں پر موجود گارڈ مرنے والے ساتھی کو گرتے دیکھ کر ہوشیار ہو جاتے۔ اس چٹان جس کی آڑ میں عمران موجود تھا۔ اس سے آگے پہاڑی دیوار تک جا بجا بڑے بڑے پتھر بکھرے ہوئے تھے چنانچہ عمران نے خاموشی سے غار کے قریب پہنچنے کا فیصلہ کیا اور زمین پر بیٹھ کر ہاتھ پاؤں کے بل چلتا ہوا چٹان کی آڑ سے نکلا اور چند فٹ آگے پڑے پتھر کی آڑ میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے اسی انداز میں چلتا ہوا ایک اور پتھر کے قریب جا پہنچا۔ چند لمحوں کے وقفے سے اس نے مزید پیش رفت کی اور پتھروں کی آڑ لیتا ہوا اس پتھر کی آڑ میں جا رکا جو کم از کم پانچ فٹ بلند اور چھ سات فٹ لمبائی میں تھا۔ یہاں سے غار کا دہانہ چند قدم کے فاصلے پر تھا جبکہ وہاں کھڑا گارڈ بھی تقریباً اتنی ہی دور تھا۔

عمران نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹی سے تلکی نکالی جو تین انچ سے زیادہ لمبی نہ تھی اور گولائی میں لپ اسٹک کی تلکی کے

برابر تھی۔ اس نلکی کے پہلو میں ننھا سا بٹن نصب تھا۔ یہ نلکی دراصل نیڈل گن تھی جس سے گراموفون کی سوئی جتنی سوئیاں فار کی جاتی تھیں اور بٹن پریس کرنے پر ریوالور کی گولی کی رفتار سے نکل کر اپنے ٹارگٹ کے جسم میں داخل ہو جاتی تھیں۔ سوئیوں پر لگا سرچ الاثر زہر اپنے شکار کو تڑپنے یا چیخنے سے پہلے ہی موت کی آغوش میں پہنچا دیتا تھا۔ اس سوئی کی ریخ تین فٹ سے زیادہ نہ تھی اس لئے نیڈل گن سے چٹانوں پر موجود گارڈز کو نشانہ بنانا ممکن تھا چنانچہ عمران نے پتھر کی آڑ سے غار کے باہر کھڑے گارڈ کی جانب نیڈل گن کا رخ کیا اور اس کی گردن کا نشانہ لے کر بٹن پریس کر دیا۔ اگلے ہی لمحے اس گارڈ کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور اس نے اپنا ایک ہاتھ گردن تک لے جانے کی کوشش کی مگر اس سے پہلے ہی بے جان ہو کر منہ کے بل گر گیا۔ عمران نے دوسرے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ غار کے سامنے والی چٹان پر بیٹھے گارڈ کی جانب کیا اور اس کے سر کا نشانہ لے کر فار کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ گارڈ چیخے بغیر پشت کے بل جا پڑا۔ عمران نے غار کی دوسری جانب والی چٹان کی طرف دیکھا تو اس پر موجود گارڈ تیزی سے نیچے اترتا دکھائی دیا تب عمران نے اس کے بھی سر کا نشانہ لے کر فار کیا اور وہ بے جان ہو کر چٹان سے نیچے گرتا چلا گیا۔

جولیا، صفدر، چوہان، خاور، تنویر اور جوزف چٹان کی آڑ میں پہنچ کر رک گئے تھے اور اب بے چینی سے عمران کے سنگل کا انتظار کر رہے تھے۔ چٹان کی دوسری جانب سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ممبرز کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ سب سے زیادہ عمران کی فکر جولیا کو تھی۔ اگرچہ عمران نے گلبرٹ سے چیک پوسٹ کے بارے میں ماننے والی تمام معلومات سے ممبرز کو راستے میں ہی آگاہ کر دیا تھا لیکن پھر بھی عمران کا دشمنوں کی طرف تنہا جانا جولیا کو پریشان کئے دے رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ خدا نخواستہ عمران چیک پوسٹ پر وحشی گارڈز کے ہتھے چڑھ گیا تو نہ صرف عمران کی جان خطرے میں پڑ جائے گی بلکہ چیک پوسٹ والوں کو یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ عمران کے ساتھی بھی کہیں آس پاس موجود ہیں اور وہ ان پر کسی طرف

سے اچانک حملہ کر دیں گے۔ صفدر اور دوسرے ممبرز کے ذہن بھی اسی طرح کے اندیشوں میں گھرے ہوئے تھے مگر پھر اچانک ہی صفدر کے وایج ٹرانسمیٹر کا مخصوص ہندسہ اسپارک کرنے لگا۔ صفدر نے کلائی پر سگنل کا مخصوص ارتعاش محسوس کیا تو فوراً ہی وایج ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”کم ان صفدر۔ کم ان۔ اور“..... وایج ٹرانسمیٹر سے عمران کی ہلکی سی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تمام ممبرز نے اطمینان کا سانس لیا اور صفدر نے وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر وہ سب صفدر کے پیچھے چٹان کی آڑ سے نکل کر سڑک کے مخصوص راستے پر آئے اور چٹان کے گرد گھوم کر دوسری جانب پہنچے تو غار کے پہلو میں عمران کھڑا دکھائی دیا۔ عمران کے علاوہ وہاں کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ عمران نے گارڈز کو ختم کر دیا تھا۔ وہ عمران کے قریب پہنچے تو عمران نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ غار کے اندر سے کسی جنریٹر کے چلنے کی ہلکی سی آواز آ رہی تھی۔ شاید جنریٹر کو سائیلنسر ڈ کیا گیا تھا ورنہ غار سے نکلنے والی آواز کافی بھیانک ہوتی۔ عمران غار میں جھانک چکا تھا۔ غار کے دہانے کے اندر کوئی گارڈ نہیں تھا اور چند قدم آگے جا کر غار بائیں جانب مڑ گیا تھا جس جانب پہاڑ کا وسط تھا۔

”جوزف۔ اس پتھر کے پیچھے ایک گارڈ کی لاش پڑی ہے۔ اس کی وردی اتار کر پہنو اور یہاں کھڑے ہو کر آس پاس سے چوکنے

رہو۔ اگر کوئی گارڈ قریب آنے کی کوشش کرے تو خاموش ریوالور سے اسے ختم کر دو“..... عمران نے دائیں جانب چند قدم کے فاصلے پر موجود اس پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں اس نے گارڈز کو نیڈل سے نشانہ بنایا تھا۔ اس کا حکم سن کر فوراً ہی جوزف پتھر کی طرف بڑھ گیا۔ دو منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر مردہ گارڈ کی یونیفارم نظر آ رہی تھی۔ وہ غار کے دہانے سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور آگے بڑھ کر غار کے دہانے میں جھانکا۔ اندر غار کے ابتدائی حصے میں کوئی نہ تھا چنانچہ وہ ہاتھ میں ریوالور لئے غار میں داخل ہوا اور دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔ تمام ممبرز بھی اندر آ کر عمران کے پیچھے چلنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود ریوالور کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار تھے۔ عمران بے آواز قدموں سے چلتا ہوا غار کے موڑ پر پہنچا۔ غار کے اندر جنریٹر کی آواز زیادہ بلند نہ تھی اور موڑ کی دوسری جانب سے آ رہی تھی۔ غار کی چھت کافی بلند تھی جبکہ اس کی چوڑائی چھ سات فٹ سے زیادہ نہ تھی۔ عمران نے دیوار سے لگ کر اپنی گردن موڑ کر دوسری جانب کا جائزہ لیا تو اسے حیرت ہوئی۔ موڑ کی دوسری جانب سے غار بتدریج کشادہ ہوتا چلا گیا اور کچھ فاصلے پر اس کی چوڑائی بیس پچیس فٹ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کشادہ جگہ پر بائیں جانب پتھروں سے بنے ہوئے دو کمرے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کمروں سے آگے دائیں جانب بھی ایک

کمرہ تھا۔ اس کمرے کے باہر فرش پر چھوٹا سا جزیئر چل رہا تھا۔ غار کے اس حصے میں چھت میں نصب دو بلب جل رہے تھے جن کی تیز روشنی میں ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی۔ پہلے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جبکہ باقی دو کے دروازے بند دکھائی دے رہے تھے۔ پہلے دو کمروں میں روشنی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ آباد ہیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود بے آواز قدموں سے پہلے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کمرے کے دروازے میں نصف انچ جھری سے اندر کی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اندر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران رک کر غور سے سننے لگا۔

”یس ریگن۔ جیرالڈ ریونگ یو۔ اوور“..... اندر سے بولنے والے نے کہا۔

”غضب ہو گیا جیرالڈ۔ کیا وہ لوگ تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اوور“..... ریگن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”نہیں۔ مگر کیا ہوا ہے۔ اوور“..... جیرالڈ کی آواز ابھری۔ یقیناً وہ دونوں ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے تھے۔

”چند منٹ پہلے اطلاع ملی تھی کہ ریلوے اسٹیشن پر چند سیاہ فاموں کی لاشیں پڑی ہیں جو کسی ٹرین کے کمپارٹمنٹ سے برآمد ہوئی ہیں۔ میں نے تصدیق کے لئے فوسٹر کو ریلوے اسٹیشن بھیجا اور اس نے ابھی ابھی وہاں سے اطلاع دی ہے کہ لاش صرف ایک

ہے۔ باقی چھ افراد بے ہوش ہیں اور یہ وہی ہیں جنہیں کوئٹا کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اغوا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا جبکہ لاش ساتویں آدمی کی ہے جس کے بارے میں مجھے پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی اور میں نے گلبرٹ سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ آدمی کوئٹا کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اوور“..... ریگن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو باقی آدمی کیسے بے ہوش ہوئے اور کوئٹا نے کیسے تنہا پاکیشیائی ایجنٹوں کو اغوا کر کے ٹرک تک پہنچایا۔ گلبرٹ نے بھی مجھے نہیں بتایا کہ کوئٹا تنہا ان لوگوں کو ٹرک تک لایا تھا۔ اوور“۔ جیرالڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”کیا۔ گلبرٹ نے تمہیں کال کی تھی۔ اوور“..... دوسری طرف سے ریگن کی آواز آئی۔

”نہیں۔ میں نے خود اسے کال کر کے پوچھا تھا کہ وہ کب تک یہاں پہنچے گا اور اس نے بتایا کہ ٹائر پتھر ہونے کے سبب وہ راستے میں رکا ہوا ہے اور ٹائر کو پتھر لگا رہا ہے اس لئے ایک گھنٹہ بعد یہاں پہنچ جائے گا۔ اوور“..... جیرالڈ نے جواباً کہا۔

”جیرالڈ۔ اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دو۔ یقیناً پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبرز نے ٹرین میں کوئٹا کو گرفت میں لے کر اس کے باقی ساتھیوں کو بے ہوش کیا اور کوئٹا کو ریٹناں بنا کر گلبرٹ تک پہنچے پھر گلبرٹ کو قابو کر کے اس طرف روانہ ہوتے ہیں۔ شاید وہ اندھیرا گہرا ہونے پر ریڈ پوائنٹ پر پہنچنا اور وہاں اٹیک کرنا چاہتے

ہیں۔ تم فوراً انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ بعد میں مجھے صورت حال سے آگاہ کرنا۔ اور اینڈ آل..... ریگن نے آخر میں کہا تو عمران نے فوراً قدم بڑھایا اور دروازہ کھول کر یکدم کمرے میں داخل ہو گیا۔ سامنے میز کے پیچھے بیٹھے ایکریمین نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ عمران کے ریوالور کا رخ اس کی جانب تھا اور جیرالڈ کا ہاتھ اس کے سامنے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر پر تھا جس سے اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا تھا مگر عمران کو دیکھ کر اسے ایسا سکتہ ہوا تھا کہ وہ ہاتھ پیچھے ہٹانا بھی بھول گیا تھا۔

”ہاتھ بلند کر لو مسٹر جیرالڈ ورنہ بے آواز گولی تمہاری پیشانی میں روشندان کھول دے گی۔ ہری اپ.....“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں آہستہ سے کہا تو جیرالڈ بے اختیار چونکا اور اس نے ہاتھ بلند کر لئے۔ عمران آگے بڑھ کر اس کے پہلو میں پہنچ گیا۔

”تم۔ تم.....“ جیرالڈ نے حیرت و خوف سے سرسراتی آواز میں کہنا چاہا مگر عمران نے ریوالور اس کی کینٹی سے لگا دیا۔

”خاموش رہو۔ اگر تمہاری آواز دوسرے کمرے تک پہنچ گئی تو میں فائر کر ڈالوں گا۔ الارم بجانے یا سگنل دینے کی کوشش تمہاری زندگی کی آخری حرکت ثابت ہوگی.....“ عمران نے سرگوشیانہ انداز میں کہا تو جیرالڈ نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک جانب فولڈنگ بیڈ اور چھوٹی سی میز پڑی تھی جس پر

پانی کا جگ، گلاس اور شراب کی بوتل موجود تھی۔ کمرے میں اور کوئی نہ تھا۔

”ساتھ والے کمرے میں کون ہے اور باقی گارڈز کہاں ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”دوسرے کمرے میں ہنری سو رہا ہے جبکہ گارڈز تیسرے کمرے میں سو رہے ہیں.....“ جیرالڈ نے آہستہ سے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ریگن نے تمہیں بتا دیا ہے ہمارے بارے میں۔ لہذا کوئی سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باہر موجود تمام گارڈز ختم ہو چکے ہیں۔ میرے تمام ساتھی غار میں موجود ہیں اس لئے تم اور تمہارے ماتحتوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو مارے جائیں گے.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا تم علی عمران ہو.....“ جیرالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ عمران کی دھمکی کے سبب اس کی آواز ہلکی تھی۔

”ہاں۔ تم میرا نام جانتے ہو تو یہ بھی تمہیں معلوم ہو گا کہ میں ہاتھ میں آئے شکار کو کبھی نہیں چھوڑتا اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے احکامات کی تعمیل کرو.....“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”تت۔ تم۔ تم کیا چاہتے ہو.....“ جیرالڈ نے خوف سے ہکا تے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے ہوسٹر پر ہاتھ ڈال دیا۔

”ادھر۔ دیوار کے پاس دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ باقی بعد میں بتاؤں گا۔“ عمران نے اس کے ہولسٹر میں موجود مشین پشٹل نکالتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جیرالڈ عمران کی طرف پشت کر کے آگے بڑھا اور دیوار کے پاس جا رکا۔ تب عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور ایک لمحہ بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے صفدر کو سگنل دیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازے سے صفدر اور دوسرے ممبرز کمرے میں داخل ہوئے تو جیرالڈ نے چہرہ موڑ کر ان کی طرف دیکھا اور خوف سے اس کا چہرہ تاریک پڑنے لگا۔ اندر آ کر عمران کے ساتھی پھیل گئے اور انہوں نے جیرالڈ پر ریوالور تان لئے۔

”ساتھ والے کمرے میں جیرالڈ کا معاون ہنری سو رہا ہے جبکہ گارڈز آخری کمرے میں ہیں۔ تم فی الحال ہنری کو لے آؤ۔“ عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”تنویر، چوہان۔ تم دونوں آخری کمرے کے دروازے پر ڈیوٹی دو۔ کمرے میں موجود گارڈز باہر نہ آنے پائیں۔ دروازہ باہر سے لاک کر دو۔“ عمران نے تنویر اور چوہان کو اردو میں ہدایات دیں اور وہ دونوں فوراً ہی پلٹ کر باہر نکل گئے۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔

”دوسرے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک ہے۔“ صفدر نے

آہستہ سے بتایا تو عمران آگے بڑھ کر جیرالڈ کے قریب پہنچ گیا۔ ”ہنری کو بلاؤ۔ اسے کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہئے۔“ عمران نے جیرالڈ کے پہلو سے ریوالور لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو جیرالڈ کانپ کر رہ گیا۔

”مم۔ میز کے کنارے نصب بٹن پر پریس کر دو۔ اس کے کمرے میں بیل بجے گی تو وہ یہاں آ جائے گا۔“ جیرالڈ نے خوفزدہ سی آواز میں کہا تو عمران پیچھے ہٹ کر میز کے پاس آ گیا۔ خاور اور جولیا نے جیرالڈ کو ریوالور سے کور کر رکھا تھا۔ عمران نے صفدر کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور صفدر پلٹ کر کمرے سے نکل گیا تو عمران نے میز کے کنارے نصب بٹن پر پریس کر دیا۔ نتیجے میں دوسرے کمرے سے بیل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

صفدر نے بھی گھنٹی کی آواز سنی جو ماحقہ کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا تھا۔ وہ ہاتھ میں ریوالور لئے دروازے کے پہلو میں دیوار سے چپک گیا۔ تیسرے کمرے کے دروازے کے باہر تنویر اور چوہان صفدر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بیل بجنے کے چند لمحوں بعد ہنری کے کمرے سے آہٹ ابھری۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان سفید فام یورپین نے کمرے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ صفدر نے پھرتی سے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگائی اور نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔ شکل سے وہ برٹش لگتا تھا اور اس کے چہرے پر فریج کٹ داڑھی موچھیں تھیں۔ صفدر کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے

کھل گیا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا۔ ہاتھ بلند کر لو۔ ریوالور بے آواز ہے۔“ صفر نے دھمکی دیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو اس نوجوان نے ہاتھ بلند کر لئے جس کا نام ہنری بتایا گیا تھا۔

”خاموشی سے دوسرے کمرے میں چلو۔ ذرا بھی آواز نکالی تو کنپٹی میں کھڑکی کھول دوں گا۔“ صفر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ہنری لرزتا ہوا جیرالڈ والے کمرے کی طرف بڑھا اور صفر نے اس کی کنپٹی سے ریوالور ہٹا کر اس کی پشت سے اگکا دیا۔ ہنری خوفزدہ قدموں سے چلتا ہوا جیرالڈ کے کمرے میں داخل ہوا مگر اندر کی چوینیشن دیکھ کر ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا اور خوف سے اس کا چہرہ پریشان زدہ مریض کی طرح دلھائی دینے لگا۔ عمران کے اشارے پر صفر نے بلیٹ کر دروازہ بند کر دیا پھر عمران کی ہدایت پر صفر نے ہنری کے لباس کی تلاشی لی تو ایک ریوالور اور لائسنس ٹرانسمیٹر برآمد ہوا۔

”ہنری۔ جیرالڈ کے پاس با کر ٹھہرو۔ ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش میں گولی تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گی۔“ عمران نے سرد لہجے میں ہنری کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ لرزاتے قدموں سے آگے بڑھا اور دیوار کے پاس رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”سنو جیرالڈ۔ تمہاری طرف سے ریگن کو کال نہ کی گئی تو وہ خود

تم سے ہماری گرفتاری کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور تم اسے وہی کچھ بتاؤ گے جو میں کہوں گا۔ اس کے علاوہ تم نے خود سے ایک لفظ بھی بولنے کی کوشش کی تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“ عمران نے جیرالڈ کو مخاطب کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو وہ رخ بدل کر عمران کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

”تم بچ نہیں سکو گے عمران۔ ریگن نے ہیڈ کوارٹر کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہو گا۔“ جیرالڈ نے آہستہ سے کہا۔

”نہیں۔ تمہاری طرف سے حالات معلوم کئے بغیر وہ ہیڈ کوارٹر کال نہیں کرے گا۔ لہذا تم اسے کال کر کے بتاؤ کہ تم نے ہمیں گرفتار کر لیا ہے اور ہیڈ کوارٹر کو بھی یہی رپورٹ دے دی ہے۔“ عمران جیرالڈ کو سمجھانے لگا۔ جیرالڈ عمران کے خاموش ہونے پر آگے بڑھا اور میز کے سامنے رک کر ہاتھ گرا دیئے۔

”اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔“ جیرالڈ نے عمران سے پوچھا۔

”فائدہ یہ ہو گا کہ تم مرنے سے بچ جاؤ گے اور ریگن بھی مطمئن ہو جائے گا۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو جیرالڈ نے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کیا اور ٹرانسمیٹر کا ننھا سا سرخ بلب روشن ہو گیا۔

”ہیلو ریگن۔ جیرالڈ کالنگ۔ اوور۔“ جیرالڈ نے کہا تو عمران نے تیزی سے قریب آ کر اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کیا اور

جیرالڈ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہنری کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ اس وقت وہ تین ریوالوروں کے نشانے پر تھا لہذا عمران کو اس کی طرف سے کوئی تشویش نہیں تھی۔ جیرالڈ بے ہوش ہو گیا تھا۔

”ہیلو ریگن۔ جیرالڈ کالنگ۔ اوور“..... عمران ٹرانسمیٹر پر جیرالڈ کے لب و لہجے میں کال کرنے لگا۔

”لیس جیرالڈ۔ ریگن رسیونگ یو۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ریگن کی آواز ابھری۔

”تمہارا اندازہ درست نکلا ہے ریگن۔ کیا تم نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے دی ہے۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے تمہاری طرف سے اطلاع ملنے سے پہلے مناسب نہیں سمجھا تھا ورنہ چیف فوراً میرے ڈیوٹی وارنٹ جاری کر دیتا کہ سارا قصور میرا ہی تھا۔ بہر حال تم سناؤ۔ کیا ہوا۔ اوور“۔ ریگن نے جواباً کہا۔

”ٹرک ریڈ پوائنٹ سے تھوڑے فاصلے پر رکا ہوا تھا اور پاکیشیا کی ایجنٹ اس میں بیٹھے رات گہری ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اپنے گارڈز کے ساتھ انہیں گھیرے میں لے کر گرفتار کر لیا۔ ٹرک میں گلبرٹ کی لاش ڈرائیونگ سیٹ پر پڑی تھی جبکہ کوئڈا کی لاش ٹرک کے باہر ایک پتھر کے پیچھے سے برآمد ہوئی۔ بہر حال میں سب کو بے ہوش کر کے اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ

کر چیک پوسٹ میں لایا ہوں۔ انہیں گارڈز کے کمرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو خوفزدہ ہنری کے چہرے پر شدید حیرت نمودار ہو چکی تھی۔

”ویری گڈ۔ تم نے مجھے بچا لیا ہے جیرالڈ۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں فوراً ہیڈ کوارٹر روانہ کر دو تو بہتر رہے گا۔ اوور“۔ ٹرانسمیٹر سے ریگن کی مسرت بھری آواز آئی۔

”نہیں۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے دی ہے۔ چیف نے حکم دیا ہے کہ انہیں دن کی روشنی میں روانہ کیا جائے کیونکہ چیف کو یہ لوگ زندہ مطلوب ہیں جبکہ رات کے اندھیرے میں پہاڑی راستوں پر خچر کے پھسلنے کا اندیشہ ہوتا ہے لہذا اب انہیں صبح روانہ کیا جائے گا“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”تم نے چیف کو اصل صورت حال تو نہیں بتائی۔ اوور“۔ ریگن نے قدرے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ورنہ میری بھی لمبختی آ جاتی۔ اب صبح تم سے بات کروں گا۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

گارڈز خچروں پر سامان لوڈ کر کے لے جاتے تھے اور ہنری ان کے ساتھ نگران کے طور پر سفر کرتا تھا۔ پہاڑی سلسلہ عبور کرنے کے بعد جنگلات شروع ہو جاتے تھے۔ وہاں بھی ایک چیک پوسٹ تھی اور دس بارہ خچر وہاں بھی موجود رہتے تھے۔ اس چیک پوسٹ کا نام بلیو پوائنٹ تھا جس کا انچارج وارنر نامی آدمی اور ڈپٹی انچارج اسکاٹ تھا۔ جیرالڈ بلیو پوائنٹ سے ہنری اور اس کے ماتحت واپس آ جاتے تھے جبکہ وہاں سے وارنر ہیڈ کوارٹر کی طرف مال روانہ کرتا تھا۔

ہنری ہیڈ کوارٹر سے ناواقف تھا کیونکہ وہ بلیو پوائنٹ سے آگے کبھی نہیں گیا تھا اور نہ اسے وہاں طلب کیا جاتا تھا۔ جیرالڈ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ دونوں بنڈا سے وہاں بھیجے گئے تھے۔ جیرالڈ بلیو پوائنٹ تک بھی کبھی نہیں گیا تھا اور اس کا صرف ٹرانسمیٹر کے ذریعے وارنر سے رابطہ رہتا تھا۔

ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کی تنظیم تاریک جنگلات میں کس مشن پر عمل پیرا ہے۔ تنظیم کا سربراہ فوکس پشپا دیوی کا غلام تھا اور اس کے احکامات پر عمل کرتا تھا۔ فوکس ہی اکیمریمیا سے تنظیم کے ممبرز کو اس علاقے میں لایا تھا اور ممبرز کو بتایا گیا تھا کہ تاریک وادی میں ہیروں کی کانوں سے ہیرے نکالے جائیں گے۔ اکیمریمیا میں تنظیم اسلحہ کی اسمگلنگ کرتی تھی مگر فوکس ہیرے جواہرات کا دھندا کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے معلومات حاصل کرنے کے بعد ہنری کو بے ہوش کیا

ہنری سے معلومات حاصل کرنے میں انہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ خود کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے رحم و کرم پر محسوس کر کے اور اپنے انچارج جیرالڈ کو بے ہوش دیکھ کر اسے اپنی خیریت اسی میں نظر آئی کہ وہ عمران کے سوالوں کے جواب دینے سے انکار کرنے کی جرأت نہ کرے جبکہ وہ یہ بھی سن چکا تھا کہ کونڈا اور گلبرٹ بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے اور عمران دوسروں کے لب و لہجے اور آواز کی کامیاب نقل کر سکتا ہے جیسے کہ عمران نے ریگن سے جیرالڈ کی آواز میں ٹرانسمیٹر پر گفتگو کی تھی اور اس کی غلط بیانی اور لب و لہجے پر ریگن کو ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکا تھا چنانچہ اس نے عمران کی دھمکی سن کر زبان کھول دی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق اس پہاڑ کے دوسرے پہلو پر بھی ایک کشادہ غار تھا جس میں خچر باندھے جاتے تھے اور خچروں کی تعداد آٹھ تھی۔ جب بھی سامان کی نقل و حمل کا مرحلہ پیش آتا جنگلی

پھر اپنا میک اپ تبدیل کیا اور خود کو ہنری کا ہم شکل بنا لیا۔ کمرے میں موجود خاور، جولیہ اور صفدر خاموشی سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ چوہان اور تنویر گارڈز روم کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہنری کے بیان کے مطابق گارڈز روم میں سات افریقی آرام کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک بیمار تھا۔ میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد عمران اٹھا اور ممبرز کو انتظار کرنے کا کہہ کر کمرے سے نکل آیا۔ تیسرے کمرے کے دروازے پر کھڑے چوہان اور تنویر نے اس کی طرف دیکھا تو عمران نے انہیں اشارہ کیا اور وہ عمران کے قریب آ گئے۔

”فی الحال تم دونوں جیرالڈ کے کمرے میں بیٹھو“..... عمران نے انہیں ہدایت کی تو وہ جیرالڈ کے کمرے میں چلے گئے۔ عمران دروازہ بند کر کے غار کے دہانے کی طرف چل دیا۔ باہر آ کر اس نے جوزف کو ساتھ لیا اور دوبارہ غار کے اندر آ کر گارڈز روم کی طرف بڑھنے لگا جس کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا تو باہر کی روشنی اندر پڑنے لگی۔ کمرے میں فرش پر گھاس پھونس بچھا ہوا تھا جس پر مکڑاؤ قبیلے کے سات نیگرو سو رہے تھے۔ ان کے جسموں پر گارڈز کی مخصوص یونیفارم تھی۔ عمران نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا تو ان میں سے دو نیگرو بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے۔

”باہر آ جاؤ۔ تمہیں فوری طور پر جنگلات کی طرف جانا ہے۔“ عمران نے ہنری کی آواز کی نقل کرتے ہوئے افریقی زبان دلچھ

میں کہا تو باقی گارڈز بھی بیدار ہو گئے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ساتواں اپنی جگہ پر پڑا رہا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہی بیمار ہے۔ جنگلی گارڈز باہر آئے تو جوزف کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے۔

”باس۔ یہ کون ہے۔ کیا یہ نگانا قبیلے کا آدمی ہے؟“..... ایک گارڈ نے عمران سے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن اب یہ پشپا دیوی کا غلام اور ہمارا مہمان ہے۔ اس کے ساتھ پانچ اور مہمان بھی آئے ہیں اور دیوی کا حکم ہے کہ انہیں فوراً اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس کا نام جوزف ہے اور مقدس دیوی کے مہمانوں کی حفاظت اور تعظیم تم سب پر واجب ہے۔ اگر تم لوگوں نے مقدس دیوی کے مہمانوں کا حکم ماننے میں ذرا بھی دیر کی تو دیوی فوراً تم پر اپنا قہر نازل کر دے گی اور تم فنا ہو جاؤ گے۔ جوزف کو اپنے نام بتاؤ“..... عمران نے سخت لہجے میں اس نیگرو سے کہا تو وہ تمام لوگ خوفزدہ ہو گئے اور جوزف کے سامنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گئے۔ عمران نے جوزف کو اندر لانے کے دوران پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اسے گارڈز سے کیسے پیش آنا ہے۔ اس نے جوزف کو گارڈز سے مخاطب ہونے کا اشارہ کیا۔

”سیدھے ہو جاؤ ناگ دیوتا کے پجاریو۔ مقدس دیوی تم پر اپنی برکتیں نازل کرے گی“..... جوزف نے افریقی زبان میں گارڈز کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ سیدھے کھڑے ہو گئے۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“..... جوزف نے اس آدمی سے پوچھا جس

نے عمران سے بات کی تھی۔

”گھوپا“..... گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جوزف نے باقی گارڈز سے بھی باری باری ان کے نام دریافت کئے۔

”گھوپا۔ تم سب جوزف کے ساتھ جاؤ اور خچر نکال کر غار کے باہر ٹھہرو۔ میں مہمانوں کو لاتا ہوں۔ سات خچر لانا سواری کے لئے“..... عمران نے گھوپا سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”جوزف۔ باہر جو گارڈز پہرہ دے رہے تھے انہیں تم لوگوں پر شبہ کرنے کے جرم میں مقدس دیوی نے سزا دی اور انہیں دنیا سے غائب کر کے پاتال میں پہنچا دیا ہے۔ اگر یہ لوگ بھی تم پر شک کریں گے تو دیوی انہیں بھی فنا کر دے گی“..... عمران نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا تاکہ گھوپا اور اس کے ساتھی باہر پہرہ دینے والے گارڈز کو موجود نہ پا کر جوزف سے سوال و جواب نہ کر سکیں۔ اس کی بات سن کر تمام جنگلی سہم گئے۔

”آؤ گھوپا۔ دیر نہ ہو جائے“..... جوزف نے گھوپا کی طرف دیکھ کر کہا اور غار کے دہانے کی طرف چل دیا۔ عمران فوراً گارڈز روم میں داخل ہوا اور اس نے فرش پر پڑے گارڈ کے سرہانے پہنچ کر جیب سے ریوالور نکالا تو بیمار گارڈ یکدم خوفزدہ ہو گیا مگر عمران نے اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ گارڈ کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے اس کی کپٹی پر فائر کرنے کے ارادے سے ریوالور نکالا

تھا مگر پھر اسے خیال آیا کہ ایک بے بس اور بیمار کو قتل کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے لہذا عمران نے گارڈ کو صرف بے ہوش کرنے پر اکتفا کیا اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ واپس جیرالڈ کے کمرے میں آیا تو ممبرز اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگے۔ عمران نے انہیں اپنے پروگرام سے مطلع کیا۔

”گارڈز کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف ہنری ہی ہمارے لئے کافی تھا“..... تنویر نے کہا۔

”بقول کنفیو شس کافی کے ساتھ شافی بھی کہا جائے تو دوا فوراً اثر کرتی ہے پیارے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کیا یہ جنگلی راستے میں ہمارے لئے خطرے کا باعث نہیں بنیں گے“..... جولیا نے اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ اب وہ دفعہ پرکانوے کے اثر میں ہیں“..... عمران نے جواباً کہا۔

”کیا مطلب“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا جبکہ تنویر کے سوا باقی ممبرز کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”مطلب دیکھنے کے لئے ڈکٹری لانا پڑے گی۔ فی الحال مختصراً بتا رہا ہوں کہ میں نے تم سب کو پیشاپیش دیوی کے غلام اور مہمان شو کیا ہے اور انہیں دیوی کے عذاب سے ڈرایا ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ تم لوگوں کو دیوی نے طلب کیا ہے لہذا اب انہیں اپنی فکر رہے گی کہ اگر انہوں نے ہم پر کسی قسم کا شک کرنے یا حکم کی تعمیل کرنے

”توبہ بھئی توبہ۔ اتنی گھما پھرا کر بات کرتے ہو کہ لگتا ہے تمہیں اور کوئی کام ہی نہیں“..... تنویر نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ فی الحال ہم فارغ ہی ہیں۔ جب خچر آ جائیں گے تو تم لوگوں کا کام شروع ہو گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کون سا کام عمران صاحب“..... خاور نے غلطی سے پوچھ لیا۔

”خچروں کو دانہ پانی کھلانا، ان کے جسموں کو کھجانا اور مالش کرنا“..... عمران نے فٹ سے جواب دیا تو خاور کھسیانے انداز میں مسکرانے لگا۔

”یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں“..... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

”کر تو سکتا ہوں پیارے لیکن نہیں کروں گا کیونکہ میں خچر پر بیٹھوں گا اور تم اس کی رسی پکڑ کر آگے آگے چلو گے۔ ساتھ میں یہ بھی گاؤ گے کہ دیر میرا گھوڑی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے مخصوص انداز میں کہا مگر جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی میز پر رکھے ٹرانسمیٹر سے سگنل کی سیٹی بلند ہونے لگی اور وہ یکدم خاموش ہو گیا۔ دوسرے ممبرز بھی چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران نے میز کے قریب آ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو جیرالڈ۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز ابھری۔

”یس چیف۔ جیرالڈ رسیونگ یو۔ اوور“..... عمران نے جیرالڈ کی

سے گریز کیا تو دیوی انہیں فنا کر ڈالے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر جوزف تو مکڑالو قبیلے کے دشمن قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔“

صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن میں نے انہیں باور کرایا ہے کہ اب جوزف بھی ناگ دیوتا کا پجاری اور پشپا دیوی کا غلام ہے اور جنگلی گارڈز نے جوزف کو سیلوٹ کیا ہے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ وحشی اجد جنگلی بھی سیلوٹ کرنا جانتے ہیں“..... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پیارے چوہا دان۔ ایک تو تم بھی یوں زبان پکڑ لیتے ہو جیسے چوہا دان چوہے کو گرفت میں لیتا ہے۔ سیلوٹ ہمیشہ احترام اور تعظیم کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے البتہ ہر رنگ و نسل میں سیلوٹ کے مختلف انداز اور طریقے ہیں۔ ہاتھ سے سیلوٹ کرنا یا محض تعظیم کے طور پر سر جھکانا تو مہذب ملکوں کا انداز ہے مگر کافر، مشرک اور دیوی دیوتاؤں کو معبود ماننے والے لوگ سجدہ کرتے ہیں یا رکوع کے انداز میں جھکتے ہیں چنانچہ پشپا دیوی کے ان پجاریوں نے جوزف کو دیوی کا خاص مہمان سمجھ کر تعظیم کا اظہار کیا اور اس کے حضور رکوع کے انداز میں جھک گئے اور جوزف نے ان پر دیوی کی طرف سے برکتیں نازل ہونے کی یوں دعا کی جیسے وہ دیوی کا سب سے مقرب پجاری ہو“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ریگن نے صرف اندازہ قائم کیا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر کا مقصد پاکیشیائی ایجنٹوں کا قتل ہوتا تو آپ انہیں ٹرین سے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ کرنے کا حکم نہ دیتے جبکہ ٹرین میں انہیں آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا تھا۔ اور“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریگن کا اندازہ درست ہے۔ مقدس دیوی کا حکم ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے بس کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے اور انہیں ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھایا جائے تاکہ ناگ دیوتا مقدس دیوی کی پراسرار قوتوں میں اضافہ کرے اور مقدس دیوی ہم پر مہربان رہے۔ اور“..... فوکس نے دوسری جانب سے کہا۔

”چیف۔ آپ حکم فرمائیں تو میں ابھی پاکیشیائی ایجنٹوں کو بلیو پوائنٹ کی طرف روانہ کر دیتا ہوں۔ ان میں سے ایک دو مر بھی گئے تو کیا فرق پڑے گا۔ اور“..... عمران نے صغیر کو آنکھ مارتے ہوئے فوکس سے کہا۔

”نہیں جیرالڈ۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ حادثے کی صورت میں ان میں سے کون مرے گا۔ اور“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں چیف۔ میرے لئے تو وہ سب دشمن ایجنٹ ہیں۔ اور“..... عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تو پھر تمہیں کبواس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں صرف حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی علی عمران

آواز میں مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا پاکیشیائی ایجنٹ تمہارے پاس پہنچا دیئے گئے ہیں۔ اور“..... دوسری طرف سے فوکس نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ انہیں ایک کمرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ وہ بے ہوش اور بندھے ہوئے ہیں۔ اور“..... عمران نے جواباً کہا۔

”تمہیں ہدایت کی گئی تھی کہ انہیں فوراً بلیو پوائنٹ کی طرف روانہ کر دینا۔ پھر تم نے انہیں اپنے پاس کیوں رکھا۔ اور“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”سوری چیف۔ راستے میں گلبرٹ کے ٹرک کا ٹائر پٹچر ہو گیا تھا اور اس وجہ سے وہ لیٹ یہاں پہنچا۔ ابھی بمشکل پانچ منٹ ہی ہوئے ہیں اور میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا تاکہ آپ کو رپورٹ دے کر معلوم کر لوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اندھیرے میں بلیو پوائنٹ کی طرف روانہ کروں یا صبح کا انتظار کیا جائے کیونکہ ریگن نے بھی یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ تاریکی میں کوئی خچر پھسل کر کسی گہرے کھڈ یا کھائی میں جا گرا تو اس پر سوار بے ہوش اور بندھا ہوا پاکیشیائی مارا جائے گا جبکہ ان لوگوں کو زندہ حالت میں ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہئے۔ اور“..... عمران نے جواب میں طویل وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ لیکن ریگن کو اس بات کا کیسے علم ہوا۔ اور“..... فوکس کی چوکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

تاریک وادی

حصہ دوم

صفر شاہین

ہمارے لئے بے حد اہم ہے۔ اس نے پاکیشیا میں ہمارے کئی آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اور دیوی اسے عبرتناک سزا دینا چاہتی ہے لہذا حادثے کی صورت میں مرنے والا اگر عمران ہی ہوا تو دیوی کی خواہش پوری نہیں ہو سکے گی اور وہ ہم سب کو فنا کر ڈالے گی اس لئے تم ان لوگوں کو صبح کا اجالا پھیلنے پر روانہ کر دینا۔ اور اینڈ آل۔ فوکس نے غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ممبرز کی طرف دیکھ کر مسکراتے لگا۔ اسی لمحے جوزف کمرے میں داخل ہوا تو وہ سب جوزف کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”باس۔ خیر آگئے ہیں“..... جوزف نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں“..... عمران نے میز پر رکھا ٹرانسمیٹر اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”جیرالڈ اور ہنری بے ہوش پڑے ہیں جناب“..... صفر نے عمران کی توجہ دلائی۔

”انہیں ہمیشہ کے لئے بے ہوش کر دو پیارے۔ اب یہ میک اپ بے کار ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفر نے بے آواز ریوالور سے ہنری اور جیرالڈ کی کینٹی میں ایک ایک گولی اتار دی۔

حصہ اول ختم شد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاکستان ملتان

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور
پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز
مصنف پر نظر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

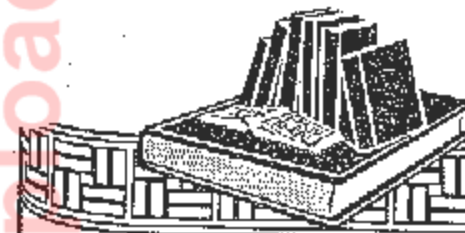
رات تاریک تھی اور افریقی خچر جو افریقی انسانوں کی طرح قد
آور اور صحت مند تھے، پہاڑوں اور چٹانوں کے درمیان تنگ
راستوں پر اس طرح آرام آرام سے چل رہے تھے جیسے سیر سپاٹے
کر رہے ہوں۔ انہیں ریڈ پوائنٹ سے چلے نصف گھنٹہ گزر چکا تھا
اور سفر خیر و عافیت سے ہو رہا تھا۔ ابھی تک انہیں کسی پریشانی اور
رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ جیرالڈ اور ہنری کے کمرے سے
تلاشی کے دوران چار عدد فلش لائٹ ٹارچیں برآمد ہوئی تھیں مگر
انہوں نے صرف ایک ٹارچ روشن کر رکھی تھی جو سب سے آگے
چلنے والے خچر پر سوار جوزف کے ہاتھ میں تھی۔ باقی چھ خچر جوزف
کے پیچھے ترتیب سے چل رہے تھے جن پر عمران، جولیا، خاور، تنویر،
جوہان اور آخر میں صندر بیٹھا تھا۔ جوزف کے خچر کی لگام تھامے
جنگلی گارڈ گھوپا آگے پیدل چل رہا تھا۔ اسی طرح باقی گارڈز نے

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

----- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



بھی ایک ایک خچر کی باگ پکڑی ہوئی تھی اب یہ صفدر اپنے خچر کو خود ہانک رہا تھا۔ پہاڑی راستے اس قدر پیچیدہ اور دشوار گزار تھے کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز پر عجیب سا خوف طاری ہو گیا تھا۔ بعض جگہوں پر راستے اس قدر تنگ تھا کہ بمشکل وہاں سے خچر گزر سکتا تھا اور ہر آن یہ اندیشہ سوہان روح بنا ہوا تھا کہ بس اب خچر کا پیر پھسلا اور وہ گیا گہرائی میں۔ ایسی تنگ جگہوں پر راستے کے اطراف میں گہرے کھڈ اور عمیق کھائیاں دیکھ کر ممبرز کے اس وقت تک اوسان خطا رہے جب تک کہ خچر بخیریت وہاں سے گزر نہ جاتا۔ ایسے مقامات پر صفدر کو اپنے ہاتھ میں موجود ٹارچ روشن کرنا پڑ جاتی تھی۔

”عمران۔ ابھی کتنا سفر باقی ہے“..... عمران کے پیچھے چلنے والے خچر پر سوار جولیا نے عمران سے پوچھا۔
”تم جیسا ہمسفر ساتھ ہو تو دل چاہتا ہے کہ سفر کبھی ختم نہ ہو اور پیار کی ان وادیوں میں ہم یونہی پیار کے گیت گاتے گاتے عالم بالا پر پہنچ جائیں“..... عمران نے رومانٹک لہجے میں آہستہ سے کہا۔
”بکو مت۔ ہم کب بلیو پوائنٹ پر پہنچیں گے“..... جولیا نے مصنوعی غصے سے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ابھی دو گھنٹے کا سفر باقی ہے“..... عمران نے بلند آواز میں کہا تاکہ دوسرے ممبرز بھی سن لیں۔

”کون سے دو گھنٹے عمران صاحب۔ آپ کے یا خچروں کے“۔

چوہان نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
”میرا مطلب ہے خچر اتنا ہی فاصلہ طے کریں گے جتنا ہم گاڑی کے ذریعے دو گھنٹوں میں طے کرتے ہیں۔ باقی حساب تم خود لگا لو“..... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ یعنی تقریباً سو ڈیڑھ سو کلو میٹر“..... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”افسوس کہ مجھے اندازہ لگانا نہیں آتا کیونکہ میں اسپیدو میٹر ساتھ نہیں لایا“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
”اگر خچر اسی رفتار سے ریٹکتے رہے تو یقیناً صبح ہو جائے گی“۔
تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”خچروں کے ریٹکنے سے صبح ہوتی ہے تو یقیناً ان کے دوڑنے سے شام ہوتی ہوگی اور ایسے حالات میں آدمی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے، خچروں کے پھسلنے سے زندگی تمام ہوتی ہے۔ چنانچہ تم چاہو تو خچروں کو دوڑانا شروع کر دو۔ جلد منزل پر پہنچ جاؤ گے اور ہمیں رونے کے لئے چھوڑ جاؤ گے۔ کیا تم واپس بھی آؤ گے“..... عمران نے چہکتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا نے لگے اور تنویر نے غصے سے جڑے بھیج لئے لیکن عمران کا مطلب وہ سمجھ گیا اسی لئے خاموش رہا۔ سیاہ فام گارڈز کی موجودگی کے سبب عمران ہنری کے لہجے میں اپنے ساتھیوں سے اتنی رکر رہا تھا۔

”بہت بکواس کرتے ہو تم“..... جولیا نے عمران کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے پتا چلا۔ کیا تم اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی ہو“۔
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو جولیا ہونٹ بھیج کر رہ گئی۔

مزید نصف گھنٹہ بعد وہ خطرناک اور دشوار گزار علاقے سے نکل آئے۔ اب ان کے آس پاس بڑے بڑے پہاڑ اور چٹانیں تھیں جن میں راستہ قدرے کشادہ اور چھوٹے چھوٹے پتھروں سے اٹا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز پتھروں کی پشت پر بیٹھے بیٹھے تھک گئے تھے کیونکہ پتھروں کی پشت پر ٹاٹ کے ٹکڑوں کے سوا کچھ نہ تھا اور دشوار راستوں پر وہ خود کو دائیں بائیں ڈولنے سے بچانے کے لئے بالکل سیدھے بیٹھنے کی کوشش کرتے رہے تھے جس سے ان کے جسم اکڑ کر رہ گئے تھے۔ عمران سے سفر کی طوالت کا سن کر وہ سوچ رہے تھے کہ اگر وہ منزل تک اسی طرح بیٹھے رہے تو ان کے جسم پتھر ہو کر رہ جائیں گے۔ اب بھی راستے میں حائل چٹانوں اور پہاڑیوں کے سبب انہیں کبھی کسی چٹان کے دائیں بائیں جانب گھومنا پڑ رہا تھا اور کبھی بائیں جانب سے گھوم کر دوسری سمت پہنچنا پڑ رہا تھا۔ پھر شاید قدرت کو ان کی حالت پر رحم آ گیا یا عمران کو ہی ان کی تکلیف کا احساس ہو گیا تھا کہ اس نے سب سے آگے چلنے والے گھوپا کو رکنے کا حکم دیا اور گھوپا کے رکتے ہی باقی گارڈز نے بھی

خیر روک لئے۔

”کیا ہوا باس۔ ابھی تو منزل دور ہے“..... جوزف نے پوچھا۔
”ابھی تو منزل میرے پاس ہے لہذا کچھ دیر منزل کو آرام دینا ضروری ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کون سی منزل پاس ہے باس“..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ چوہان، خاور، صفدر اور تنویر سمجھ گئے تھے کہ عمران کا اشارہ جولیا کی طرف ہے اور اسی کی تکلیف کے احساس سے عمران نے رکنے کا فیصلہ کیا ہے۔

”شب تار کے بچے۔ فضول سوال مت کیا کرو۔ ہم چند منٹ کا وقفہ لیں گے کیونکہ بقول گھیشو خان، وقفہ بہت ضروری ہے۔ گھوپا کو بھی سمجھا دو“..... عمران نے جوزف کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور خچر سے اتر آیا۔ دوسرے ممبرز نے بھی اس کی تقلید کی لیکن جولیا خچر سے اترتے ہوئے جسمانی اکڑن کے باعث توازن برقرار نہ رکھ سکی اور پہلو کے بل خچر سے گرنے ہی لگی تھی کہ عمران نے تیزی سے اسے بازوؤں میں سنبھال لیا اور ایک لمحہ کے لئے جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس نے اپنے پیار کی معراج کو چھو لیا ہو اور اس کے آس پاس قوس قزح کے دھنک رنگوں کی روشنیاں ہی روشنیاں پھیل گئی ہوں۔ انتہائی مسرت کے احساس سے اس کا دل سینے میں بڑے زور سے دھڑکا مگر اگلے ہی لمحے عمران اسے زمین پر چھوڑ کر الگ ہو چکا تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ جوزف نے رکتے ہی ٹارچ بجھا

دی تھی اور دوسرے ممبرز اپنی کمر سیدھی کر رہے تھے ورنہ تنویر دیکھ لیتا تو حسد کے مارے جل کر کباب ہو جاتا۔

”چند منٹ کے لئے ریٹ کر لو۔ لینا چاہو تو لیٹ جاؤ یا بیٹھ کر آرام کر لو“..... عمران نے ممبرز سے کہا تو وہ ادھر ادھر پڑے بڑے بڑے پتھروں پر بیٹھ گئے۔ گارڈز خچروں کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ جولیا صفدر کے قریب ہی ایک پتھر پر جا بیٹھی۔ ستاروں کی مدہم روشنی میں وہ ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے سے محروم تھے۔ عمران، خاور کے عقب میں پڑے ایک پتھر پر بیٹھ کر جیب سے چیونگم کا پیس نکالنے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے اس کے گود میں رکھے جیرالڈ کے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی تو عمران چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں یکدم سوال ابھرا کہ کس کی کال ہوگی۔ اس وقت وہ ہنری کے روپ میں تھا اور کال یقیناً جیرالڈ کے لئے ہی تھی۔ کال کرنے والا ریگن یا تنظیم کا چیف فوکس تھا تو دونوں کو علم تھا کہ جیرالڈ ریڈ پوائنٹ پر موجود ہے لہذا سیاہ فام گارڈز کے سامنے جیرالڈ کی آواز میں کال ریسیو کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔ اگرچہ گارڈز انگریزی سے نابلد تھے مگر اسے ہنری کے بجائے جیرالڈ کی آواز میں بولتا دیکھ کر شک میں مبتلا ہو سکتے تھے چنانچہ عمران نے پتھر سے اٹھتے ہوئے ممبرز کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور قریبی چٹان کی طرف بڑھنے لگا۔ چٹان کے عقب میں پہنچتے ہی اس نے رک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔

”ہیلو جیرالڈ۔ وارنر کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے خلاف توقع ایک نئی آواز بلند ہوئی تو عمران یکدم محتاط ہو گیا کیونکہ دوسری جانب سے بولنے والا وارنر نامی شخص بلیو پوائنٹ کا انچارج تھا۔

”یس وارنر۔ جیرالڈ ریسیونگ یو۔ اوور“..... عمران نے جیرالڈ کی آواز و لہجے میں کہا۔

”سناؤ۔ پاکیشیائی قیدی کس پوزیشن میں ہیں۔ اوور“..... وارنر نے بے تکلفانہ انداز میں پوچھا۔

”وہ لاک اپ میں بے ہوش پڑے ہیں۔ مگر تمہیں کس نے بتایا ہے ان کے بارے میں۔ اوور“..... عمران نے جواباً کہا۔

”چیف نے۔ پہلے چیف نے بتایا تھا کہ تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو بلیو پوائنٹ کی طرف روانہ کرو گے مگر اب چیف نے ہدایت کی ہے کہ میں ان کا انتظار نہ کروں۔ اوور“..... وارنر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ چیف نے مجھے بھی روک دیا تھا کہ رات کی تاریکی میں کوئی پاکیشیائی خچر سے گر کر مر سکتا ہے جبکہ چیف کو تمام ایجنٹ زندہ مطلوب ہیں۔ چیف کے حکم کے مطابق اب دشمن ایجنٹوں کو میں صبح دن کے اجالے میں روانہ کروں گا اور ان کے ساتھ ہنری کو بھیجوں گا۔ اوور“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں اب حمت نہیں کرنا پڑے گی جیرالڈ۔ اوور“۔ وارنر کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

”کیوں۔ کیا انہیں میرے پاس ہی رہنے دیا جائے گا۔ اوور“۔

عمران نے چوتھے ہوئے کہا۔

”چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ریڈ پوائنٹ سے آج رات ہی ہیڈ کوارٹر منتقل کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ہیلی کاپٹر بھیجا جائے گا۔ ہو سکتا ہے اب تک ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر روانہ کر دیا گیا ہو۔ اور“..... وارنر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک لمحے کے لئے پریشان ہو کر رہ گیا۔

”اوہ۔ چیف نے مجھے تو اطلاع نہیں دی ہیلی کاپٹر کے بارے میں۔ اور“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ تم تو یوں کہہ رہے ہو جیسے چیف تمہیں اطلاع دینے کا پابند ہو۔ اور“..... وارنر نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن چیف نے تمہیں کیوں اطلاع دی۔ اور“..... عمران نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ جب چیف نے مجھے بتایا کہ اب پاکیشیائی ایجنٹوں کو بلیو پوائنٹ پر نہیں بھیجا جا رہا تو میں نے پوچھا تھا کہ کیا انہیں کسی دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے گا تو چیف نے بتا دیا۔ کیا تم حسد محسوس کر رہے ہو۔ اور“..... وارنر نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ ہو سکتا ہے ہیلی کاپٹر روانہ کرنے کے بعد مجھے بھی اطلاع دے دی جائے یا ابھی چیف کی کال آ جائے اس لئے اگر تم محسوس نہ کرو تو میں ٹرانسمیٹر آف کر کے چیف کی کال کا انتظار کروں۔ اور“..... عمران نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

”واقعی۔ ہو سکتا ہے چیف تمہیں ٹرائی کر رہا ہو۔ اور اینڈ

آل۔ وارنر نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور چٹان کی آڑ سے نکل کر واپس ممبرز کی طرف چل دیا لیکن اب وہ سخت تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ فوکس نے نہ جانے کیوں پروگرام بدل دیا تھا اور انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں آج رات ہی منگوا دیا جا رہا تھا۔ عمران کا خاموشی سے بلیو پوائنٹ تک پہنچنے کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔

میں کہا۔

”اس نے وارننگ دی ہے کہ اگر یونہی آرام کرتے رہے ہم، تو تمام بستیاں ویران ہو جائیں گی۔ لہذا ہمیں فوراً یہاں سے چل دینا چاہئے۔ آئی سمجھ میں میری بات“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کیا بلیو پوائنٹ کی طرف“..... صفدر نے تیزی سے پوچھا۔
 ”نہیں۔ کسی سیف پوائنٹ کی جانب کیونکہ بلیو پوائنٹ پر جانا اب مناسب نہیں رہا۔ تھوڑی دیر میں ہماری تلاش شروع ہو جائے گی اور بلیو پوائنٹ والوں کو بھی الرٹ کر دیا جائے گا کہ ہم ریڈ پوائنٹ سے غائب ہو چکے ہیں گارڈز اور فخروں سمیت“..... عمران نے جواب میں بتایا تو تمام ممبرز پریشان ہو گئے۔

”عمران صاحب۔ سیف پوائنٹ کہاں ہے اور ہم وہاں کیسے پہنچیں گے“..... چوہان نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہر وہ جگہ ہمارے لئے سیف پوائنٹ ہے جو اس راستے سے دور ہو اور ہم کچھ دیر کے لئے وہاں پوشیدہ رہ کر حالات کا جائزہ لے سکیں کیونکہ فشی پریم ناتھ نے بھی اپنے اقوال میں کہا ہے کہ تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو“..... عمران نے جواباً کہا۔

”خدا سمجھے تم سے۔ کوئی بات تو سنجیدگی سے کر لیا کرو“..... جولیا نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو پھر کان کھول کر سن لو۔ ہمیں ریڈ پوائنٹ سے

سیکریٹ سروس کے ممبرز بے چینی سے عمران کا انتظار کر رہے تھے جو ٹرانسمیٹر پر آنے والی کال رسیو کرنے چٹان کے پیچھے گیا تھا۔ ان سب کی نگاہیں اسی چٹان پر مرکوز تھیں۔ عمران کا ہیولہ حرکت کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ جلد ہی عمران ان کے قریب آ پہنچا۔
 ”کس کی کال تھی“..... صفدر نے بے تابی سے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”بلیو پوائنٹ کے انچارج وارنر کی اور وارنر نے ہمیں وارننگ دی ہے“..... عمران نے مختصراً کہا۔

”اوہ۔ وارننگ“..... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔
 ”گھبراؤ نہیں پیارے۔ اس نے صرف وارننگ دی ہے، وارنٹ نہیں دیئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاف صاف کیوں نہیں بتاتے احمق“..... جولیا نے غصیلے لہجے

اٹھانے کے لئے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر روانہ کیا جا رہا ہے اور ہم کسی محفوظ جگہ پر پہنچ کر تیل کی بجائے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ہیلی کاپٹر۔ کیا وہ اسی جانب سے گزرے گا۔۔۔۔۔ تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ بہر حال پہلے وہ ریڈ پوائنٹ پر ہی جائے گا۔ بعد میں ہماری تلاش میں اسی جانب آئے گا۔ لہذا وقت ضائع کرنے کی بجائے چڑھ جاؤ خجروں پر۔۔۔۔۔ عمران نے جواب میں کہا تو اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہو گئے۔ انہیں خجروں کی طرف آتے دیکھ کر سیاہ فام گارڈز بھی تیزی سے کھڑے ہو گئے۔

”گھوپا۔ ہمیں اس پہاڑ کی طرف جانا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے گھوپا سے کہا اور دائیں جانب ایک بلند پہاڑ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا جو وہاں سے کافی فاصلے پر ہیو لے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

”بہت بہتر۔ لیکن ہمارا راستہ اس طرف تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ گھوپا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن مقدس دیوی کا حکم ہے کہ اس کے معزز مہمانوں کو کچھ دیر کے لئے اس سمت میں لے جایا جائے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اپنے خچر پر سوار ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سب اصل راستے سے دائیں جانب سفر کر رہے تھے۔ گھوپا پہلے کی طرح سب سے آگے چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ بلند پہاڑ کے دامن

میں پہنچ گئے۔ یہاں بڑی بڑی چٹانیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور زمین پر کہیں کہیں خورد و جھاڑیاں اور لمبی لمبی گھاس بھی اُگی ہوئی تھی۔ چونکہ یہ جگہ پلیو پوائنٹ جانے والے راستے سے تقریباً تین سو قدم کے فاصلے پر تھی اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ تلاش کرنے والے اس طرف نہیں آئیں گے اور انہیں زیادہ سے زیادہ مقررہ راستے سے سو گزر کے دائرے میں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے چنانچہ اس کے حکم پر صفدر، تنویر اور چوہان نے بھی ٹارچیں روشن کر لیں اور عمران جوزف سے ٹارچ لے کر اس کی روشنی میں چھپنے کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے لگا۔ پہاڑ کے دامن میں کچھ جگہ چٹانوں سے بے نیاز تھی جبکہ وہاں سے دائیں جانب واقع چٹانوں میں سے دو چٹانیں آپس میں اتنی قریب تھیں کہ ان کے درمیان چند گز کشادہ درّہ سا بن گیا تھا جبکہ اوپر سے دونوں چٹانیں آپس میں تقریباً ملی ہوئی تھیں اور ان میں ایک فٹ سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ عمران نے اسی جگہ کا انتخاب کیا اور اس کے اشارے پر سب لوگ رک کر خجروں سے اتر پڑے۔ عمران ٹارچ لے کر چٹانی درّے کے قریب آیا اور درّے کے اندر روشنی ڈالی۔ درّے میں چھوٹی چھوٹی گھاس کے سوا کوئی پتھر وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا اور وہاں خجروں سمیت بیس پچیس افراد آسانی سے بیٹھ سکتے تھے کیونکہ وہ کافی لمبا درہ تھا۔ عمران کے اندازے کے مطابق اس کی لمبائی بحاس ساٹھ گز سے کم نہ تھی۔

تخت لہجے میں کہا اور تنویر لا جواب ہو کر رہ گیا۔
ہیلی کا پٹر کی آواز بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھی لیکن ابھی وہ بلند پہاڑوں کے عقب میں ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔ تقریباً دو منٹ بعد ہیلی کا پٹر کی مدھم سی روشنیاں ایک پہاڑ کے اوپر فضا میں نمودار ہوئیں تو اس کے رخ کا اندازہ کر کے سب لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ہیلی کا پٹر اسی سمت جا رہا تھا جس طرف ریڈ

پوائنٹ تھا۔

”آپ کا اندازہ درست نکلا ہے عمران صاحب۔ وہ دوسری سمت میں پرواز کر رہا ہے“..... خاور نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میرا اندازہ ہمیشہ درست نکلتا ہے پیارے۔ ابھی گزشتہ ہفتے تمہارے چوہے نے بھی میرے اندازے کی تعریف کی تھی جب میں نے اس کے پوچھنے پر بتایا تھا کہ ایک ہفتہ بعد چینی بازار سے غائب ہو جائے گی اور حکومت خود جگہ جگہ چینی بیچنے لگے گی“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”توبہ۔ آپ تو چینی کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔ پاکیشیا میں بھی آپ چینی کا رونا روتے رہے اور یہاں بھی آپ کے سر پر چینی کا آسیب سوار ہے۔ آخر آپ سنجیدہ کیوں نہیں رہتے“..... صفدر نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”مجبوری ہے پیارے۔ تمہیں پتا ہے چائے کے بغیر آدمی آلو

ابھی وہ درے میں داخل ہو کر چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک اس کی سماعت سے ہلکی ہلکی گونجدار آواز نکلنے لگی تو عمران نے یکدم قدم روک دیے۔ وہ آواز یقیناً کسی ہیلی کا پٹر کے پردوں کی تھی جو کافی دوری پر معلوم ہوتا تھا۔ عمران فوراً پلٹ کر باہر آیا تو ممبرز نے ٹارچیں بجھا دی تھیں اور آواز کی سمت دیکھ رہے تھے مگر اس طرف واقع فلک بوس پہاڑوں کی وجہ سے آسمان پر کوئی ایسی روشنی نظر نہ آ رہی تھی جسے ہیلی کا پٹر کی لائٹ سمجھا جاتا۔

”عمران۔ ہیلی کا پٹر“..... جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر تیزی سے پریشان لہجے میں کہا۔

”کیا اتار لوں اسے“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”حکومت۔ کیا یہ وہی ہیلی کا پٹر ہے جس کی تم نے بات کی تھی۔“ جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھ کر ہی بتا سکوں گا کہ وہی ہے یا انہوں نے بے ایمانی کر کے کوئی ٹوٹا پھوٹا ہیلی کا پٹر بھیج دیا ہے“..... عمران نے جواباً مخصوص لہجے میں کہا تو تمام ممبرز مسکرانے لگے البتہ تنویر کو پھر غصہ آ گیا۔

”وہ ہماری تلاش میں آ رہا ہے ادھر اور تم شوخیاں کر رہے ہو۔“ تنویر نے آہستہ سے غراتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کر سکتا ہوں اس کے علاوہ کہ تمہاری عقل کا ماتم کروں یا پیٹوں جگر کو میں۔ جبکہ میں بتا بھی چکا ہوں کہ ہیلی کا پٹر پہلے ریڈ پوائنٹ پر جائے گا اور بعد میں ہمیں تلاش کرے گا“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ بولو کیا سناؤں۔ گیت، قوالی یا قومی ترانہ“..... عمران نے بڑی فراخ دلی سے کہا۔

”میرا خیال ہے آپ خاموش رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا“..... صفدر نے تیزی سے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ جو چپ رہے گی زبان تو پکارے گا لہو مہ جبین کا“..... عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے غصے سے کہا۔

”قبلہ۔ مہ جبین نہیں، پکارے گا لہو آستین کا“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آستین تو کیڑے کی ہے پیارے۔ جبکہ مہ جبین میں اچھا خاصا خون ہے اور تم جانتے ہو کہ خون پھر خون ہے، ٹپکے گا تو کم ہو جائے گا“..... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”آپ پھر غلط بول گئے۔ ٹپکے گا تو جم جائے گا“..... چوہان نے تیزی سے عمران کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

”کچھ خدا کا خوف کھاؤ پیارے۔ تم چوہے دان ہو تو چوہے پکڑو، زبان کیوں پکڑتے ہو“..... عمران نے احتجاج کے انداز میں کہا اور پھر یکدم خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس موجود ٹرانسمیٹر سے

سگنل کی مخصوص سیٹی ابھرنے لگی تھی۔ دوسرے ممبرز بھی خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگے اور عمران نے گود میں رکھا

ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

بن کر رہ جاتا ہے اور میں نے ناشتے کے بعد سے اب تک چائے نہیں پی“..... عمران نے انتہائی بے چارگی سے کہا تو ممبرز بے ساختہ مسکرائے لگے۔

”ہم نے بھی تو نہیں پی“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”گویا تم بھی چائے کے بغیر وہ بن جاتی ہو۔ آلو کی مونسٹ کو کیا کہتے ہیں“..... عمران نے صفدر کی طرف منہ کر کے کہا۔

”شٹ اپ۔ کیا یہیں کھڑے رہنا ہے رات بھر“..... جولیا نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”نہیں۔ اس درے میں بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کے واپس جانے کا انتظار کریں گے۔ جوزف تم گارڈز اور خچروں کو باہر ہی بٹھا دو اور

خود اس درے کی دوسری جانب والے حصے میں بیٹھ کر نگرانی کرو“..... عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور ممبرز کے

ساتھ دونوں چٹانوں کے درمیانی حصے میں داخل ہو گیا۔ جوزف کے حکم پر جنگلی گارڈز خچروں کے ساتھ ان چٹانوں کے باہر ادھر ادھر

بیٹھ گئے۔ عمران کی ٹارچ روشن تھی۔ روشنی میں سیکرٹ سروس کے ممبرز درے میں خود روگھاس پر بیٹھ گئے۔

”پیارے چوہان۔ وقت گزارنے کے لئے کچھ بنا دو۔ ہیر رانجھے کا قصہ یا کوئی دلچسپ لطیفہ“..... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چوہان سے کہا۔

”مجھے تو کچھ یاد نہیں۔ آپ ہی سنا دیں“..... چوہان نے

”ہیلو جیرالڈ۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے فوکس کی مخصوص آواز بلند ہوئی۔

”یس چیف۔ جیرالڈ رسیونگ یو۔ اوور“..... عمران نے جیرالڈ کے لہجے میں جواباً کہا۔

”میں نے کیپٹن ہڈسن کو دو ممبرز کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وہ ریڈ پوائنٹ پر پہنچنے ہی والے ہوں گے۔ اوور“..... فوکس کی آواز آئی۔

”رائٹ سر۔ کیا ہیلی کاپٹر میں ہمارے لئے کچھ بھیجا گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہانس۔ ہیلی کاپٹر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہیڈ کوارٹر لانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تم قیدیوں کو کیپٹن ہڈسن کے حوالے کر کے مجھے ان کی روانگی کی اطلاع دو۔ اوور“..... دوسری طرف سے فوکس نے غضبناک ہو کر کہا۔

”بہت بہتر چیف۔ کیا ہنری یا گارڈز کو بھی قیدیوں کے ساتھ جانا ہے۔ اوور“..... عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”نہیں۔ بے ہوش اور بندھے ہوئے قیدی کوئی حرکت کر سکتے ہیں نہ ہیلی کاپٹر سے کودنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ ہڈسن کے ماتحت برگر اور فشر ان کی نگرانی کے لئے کافی ہیں۔ اوور اینڈ آل“..... فوکس نے آخر میں کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”میرا خیال ہے کہ جیرالڈ کے لئے آنے والی یہ آخری کال تھی“..... صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے“..... صفدر کے قریب بیٹھی جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ ہیلی کاپٹر والے ریڈ پوائنٹ پر جیرالڈ اور ہنری کی لاشیں دیکھ کر اپنے چیف کو اطلاع دیں گے تو فوکس سمجھ جائے گا کہ جیرالڈ کا ٹرانسمیٹر ہمارے قبضے میں ہے اور ہم میں سے کوئی جیرالڈ کی آواز میں اسے دھوکا دیتا رہا ہے چنانچہ وہ دوبارہ جیرالڈ کو کال کرنے کی کوشش نہیں کرے گا“..... صفدر نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”تم درست کہہ رہے ہو لیکن اس کے بعد ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جانے کی بجائے فوری طور پر قتل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ فوکس انتقام کی آگ میں جھلنے لگے گا“..... عمران نے صفدر کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کیا سوچا ہے۔“

جولیا نے عمران سے پوچھا۔

”تم لوگ خاموش رہو گے تو کچھ سوچوں گا نا“..... عمران نے بے زار سے لہجے میں کہا تو جولیا بھنا کر گھاس کے تنکے توڑنے لگی۔

کنٹرول پینل پر نصب ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ہڈن کالنگ۔ اوور“..... وہ تیزی سے بولنے لگا۔

”لیس کیپٹن ہڈن۔ فوکس رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد

ٹرانسمیٹر سے آنے والی آواز ہیڈ فون پر سنائی دی۔

”چیف۔ غضب ہو گیا ہے۔ ریڈ پوائنٹ پر جیرالڈ اور ہنری کی

لاشیں پڑی ہیں۔ اوور“..... کیپٹن ہڈن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو کیپٹن۔ ابھی دس منٹ پہلے ہی میری جیرالڈ

سے بات ہوئی ہے۔ اوور“..... جواب میں فوکس کی چیختی ہوئی آواز

آئی۔

”اوہ۔ مگر چیف ان کی کنپیٹوں پر جما خون ظاہر کرتا ہے کہ

انہیں ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اوور“..... کیپٹن

ہڈن نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا وہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اوور“..... فوکس

نے پہلے کی طرح حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

”نوسر۔ یہاں نہ پاکیشیائی ہیں اور نہ کوئی گارڈ ہے۔ ایک گارڈ

بے ہوش پڑا ہے اپنے گارڈ روم میں۔ جیرالڈ کے کمرے میں اس کا

ٹرانسمیٹر بھی موجود نہیں ہے۔ اوور“..... کیپٹن ہڈن نے جواب میں

کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے پاکیشیائی ایجنٹ ریڈ پوائنٹ کے عملہ

کو ختم کر کے فرار ہو چکے ہیں۔ اوور“..... فوکس کی مضطربانہ آواز

ریڈ پوائنٹ کے باہر کھڑے ہیلی کاپٹر کے آس پاس کوئی نہ

تھا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن بند تھا لیکن لائٹس روشن تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے

پر ابھی تک حرکت کر رہے تھے۔ گویا اسے وہاں لینڈ کئے زیادہ

وقت نہیں گزرا تھا پھر جونہی ہیلی کاپٹر کے پراساکت ہوئے، پہاڑی

غار کے اندر سے تین افراد دوڑنے والے انداز میں باہر آئے اور

تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔ ان میں سے ایک ادھیر عمر

اور قوی الجشہ شخص تھا جبکہ باقی دونوں جوان تھے۔ ان کے جسموں پر

ہرے رنگ کی مخصوص یونیفارم اور ہاتھوں میں مشین گنیں انہیں

گارڈز ظاہر کر رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر ادھیر عمر شخص

ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ دونوں گارڈز ہیلی کاپٹر کے

آگے چپے کھڑے ہو کر محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

پائلٹ سیٹ پر بیٹھے پائلٹ نے اپنا ہیڈ ماسک سر پر چڑھایا اور

”یس چیف۔ مگر یہاں گارڈز کی لاشیں نہیں ملیں اور نہ ہی چیک پوسٹ کے باہر کوئی گارڈ دکھائی دیا ہے۔ لگتا ہے پاکیشیائی ایجنٹ گارڈز کو گرفت میں لے کر ساتھ لے گئے ہیں۔ اور“۔ کیپٹن ہڈن نے اندازہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال درست لگتا ہے۔ کیا اس کے علاوہ کوئی غیر معمولی چیز دکھائی دی ہے تمہیں۔ اور“۔ فوکس نے پوچھا۔

”نوسر۔ لیکن اب کوشش کرتا ہوں کیونکہ پہلے میں نے آپ کو اطلاع دینا ضروری سمجھا تھا۔ اور“۔ کیپٹن ہڈن نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چیک کرو۔ اس پہاڑ کے دوسرے غار میں خچر باندھے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہیلی کاپٹر دیکھ کر وہ لوگ اس غار میں چھپ گئے ہوں۔ چیک پوسٹ کے آس پاس کا بھی جائزہ لو اور پھر مجھے کال کرو۔ اور اینڈ آل“۔ فوکس نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن ہڈن نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہیڈ ماسک اتار کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔

”برگر، فشر۔ یہاں ایک اور غار میں خچر ہوں گے۔ احتیاط سے اسے چیک کرو۔ چیف کا خیال ہے کہ شاید پاکیشیائی ایجنٹ ہماری آمد پر اس غار میں چھپ گئے ہوں یا غار میں موجود خچر لے کر فرار ہو گئے ہوں۔ ہری اپ۔ میں ذرا اوپر سے جائزہ لیتا ہوں۔

جاؤ“۔ کیپٹن ہڈن نے باہر کھڑے دونوں گارڈز سے حکمانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں پہاڑ کی دوسری جانب بڑھ گئے۔ کیپٹن ہڈن نے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر قضا میں بلند کرنے لگا۔ کچھ بلندی پر پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ روشن کی اور ہیلی کاپٹر کو پہاڑ کے ارد گرد گھمانے لگا۔ جلد ہی سرچ لائٹ کی روشنی میں بلند چٹانوں کے پیچھے اسے ایک ٹرک کھڑا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو قضا میں ٹرک سے کچھ بلندی پر معلق کیا اور دوربین آنکھوں سے لگا کر ٹرک کے آس پاس کا جائزہ لینے لگا۔ جلد ہی اسے ٹرک سے چند قدم کے فاصلے پر بانئیں جانب ایک بڑے پتھر کی آڑ میں ایک سیاہ قام افریقی کا جسم نظر آ گیا جس کے گرد خون پھیلا ہوا تھا اور وہ سیاہ قام مخصوص نیوی کلر وردی میں تنظیم کا ہی گارڈ معلوم ہوتا تھا۔ پھر کیپٹن ہڈن نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور واپس غار کے قریب آیا تو غار کے سامنے والی چٹان پر ایک اور گارڈ کی لاش دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے دونوں ماتحت غار کے باہر موجود تھے۔ کیپٹن ہڈن نے غار کے سامنے کشادہ جگہ پر ہیلی کاپٹر اتارا اور انجن بند کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کے پروپیٹر کی گردش مدہم ہونے پر دونوں ماتحت ہیلی کاپٹر کے قریب آئے تو کیپٹن ہڈن نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔

”سر۔ غار میں صرف دو خچر ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کوئی ذی

روح موجود نہیں ہے۔“ جو گر نامی ماتحت نے مؤدبانہ لہجے میں بتایا۔

”ٹھیک ہے۔ انتظار کرو۔ میں چیف کو رپورٹ دیتا ہوں۔“ کیپٹن ہڈسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
”ہیلو چیف۔ ہڈسن کالنگ۔ اور“..... کیپٹن ہڈسن کال کرنے لگا۔

”لیس کیپٹن ہڈسن۔ فوکس ریسیونگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ٹرانسمیٹر سے فوکس کی آواز ابھرنے لگی۔
”چیف۔ میں نے فضائی جائزہ لیا ہے۔ چیک پوسٹ کے سامنے والی چٹان پر ایک افریقی گارڈ کی لاش پڑی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سے کچھ دور بندھا کے راستے میں اپنا ٹرک کھڑا ہے لیکن اس میں کوئی نہیں جبکہ ٹرک سے چند قدم کے فاصلے پر ایک اور گارڈ کی لاش دکھائی دی ہے۔ اور“..... کیپٹن ہڈسن نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مگر ٹرک نے تو پاکیشیائی ایجنٹوں کو وہاں پہنچانے کے بعد واپس جانا تھا۔ اور“..... فوکس کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
”یقیناً یہ اطلاع بھی آپ کو اسی پاکیشیائی ایجنٹ نے دی ہوگی چیف، جس نے جبرالڈ کی آواز میں آپ کو غلط رپورٹ دی تھی۔ وہ لوگ خجروں والے غار میں نہیں ملے۔ وہاں صرف دو خچر موجود ہیں۔ اور“..... کیپٹن ہڈسن نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ خجروں پر سوار ہو کر بلیو پوائنٹ کی طرف آرہے ہیں۔ اور“..... دوسری طرف سے فوکس نے کلکھنے لہجے میں کہا تو کیپٹن ہڈسن چونک پڑا۔
”مگر چیف۔ خچر تو موجود ہیں۔ اور“..... کیپٹن ہڈسن نے آہستہ سے کہا۔

”احق آدمی۔ وہاں آٹھ نو خچر تھے۔ تم فوراً بلیو پوائنٹ کی طرف آنے والے راستے کو چیک کرو۔ میں وارنر کو بھی الرٹ کرتا ہوں۔ یقیناً وہ لوگ ابھی بلیو پوائنٹ سے کافی پیچھے ہوں گے۔ راستے کے علاوہ آس پاس کے علاقے میں بھی انہیں تلاش کرو اور انہیں گرفتار کر کے لے آؤ۔ اگر وہ مزاحمت کرنے کی کوشش کریں تو انہیں بھون ڈالو۔ اور“..... فوکس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔
”رائٹ سر۔ اگر وہ مزاحمت کی بجائے کسی غار میں چھپ جائیں تو پھر۔ اور“..... کیپٹن ہڈسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر بمباری کر کے انہیں ان کی پناہ گاہ سمیت اڑا دو۔ اور اینڈ آل“..... فوکس نے غضبناک لہجے میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو فوکس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے باہر کھڑے دونوں ماتحتوں کو اشارہ کیا اور ہیلی کاپٹر کا انجن اشارت کر دیا۔ برگر اور فشر کے سوار ہوتے ہی کیپٹن ہڈسن نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور سرچ لائٹ روشن کر کے ہیلی کاپٹر کو بلیو پوائنٹ جانے والے مخصوص راستے کے اوپر اڑانے لگا۔

”نیچے دیکھتے رہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ فچروں پر سوار ہو کر بلیو پوائنٹ کی طرف جا رہے ہیں“..... کیپٹن ہڈسن نے عقب میں بیٹھے فشر اور جوگر سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ کھڑکیوں سے نیچے جھانکنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی علاقے سے گزر کر جنگلات کے قریب پہنچ گئے مگر زمین پر انہیں مطلوبہ فشر سوار کہیں نظر نہ آئے تھے۔ چنانچہ کیپٹن ہڈسن نے ہیلی کاپٹر کا رخ تبدیل کیا اور واپس ریڈ پوائنٹ کی طرف پرواز کرنے لگا لیکن اب وہ مخصوص راستے سے ہٹ کر ہیلی کاپٹر اڑا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ زمین پر چٹانوں اور پہاڑیوں کو منور کر رہی تھی۔ ہڈسن کم سے کم بلندی پر ہیلی کاپٹر رکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن راستے میں کوئی زیادہ بلند پہاڑ آ جاتا تو وہ ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جاتا تھا اور پہاڑ کے اوپر سے گزرنے کے بعد دوبارہ نیچے لے آتا تھا۔ فشر اور جوگر پوری توجہ اور غور سے سرچ لائٹ کی زد میں آنے والی چٹانوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

”سر۔ میں نے دیکھ لیا ہے انہیں“..... دفعتاً فشر نے یکدم چیختی ہوئی آواز میں کہا تو کیپٹن ہڈسن بے اختیار چونک پڑا جبکہ جوگر تیزی سے اٹھ کر فشر کی جانب والی کھڑکی کے قریب آیا اور نیچے دیکھنے لگا۔

چٹانی دڑے میں بیٹھے عمران کے ساتھی بے چینی سے وقت گزرنے کا انتظار کر رہے تھے جبکہ عمران آنکھیں بند کئے کچھ سوچ رہا تھا۔ اس نے ٹارچ کو زمین پر اس طرح کھڑا کیا تھا کہ روشنی کا دائرہ دونوں چٹانوں کے ملے ہوئے بالائی حصے سے ٹکرا رہا تھا اور دڑے میں روشنی پھیلی ہوئی تھی جس کے سبب وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ دڑے کے دوسرے دہانے کی طرف جوزف بیٹھا پہرہ دے رہا تھا جبکہ سیاہ فام گارڈز دڑے کے باہر اپنے فچروں کے قریب بیٹھے تھے۔

دفعتاً ایک مرتبہ پھر ہیلی کاپٹر کی مخصوص گونج سنائی دینے لگی تو تمام ممبرز چونک پڑے۔ انہوں نے عمران کی طرف دیکھا تو وہ عقب میں دیوار سے سرٹکائے آنکھیں بند کئے اٹھ رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر آ رہا ہے“..... قریب بیٹھے چوہان

نے بلند آواز میں عمران سے کہا تو عمران یکدم یوں اچھلا جیسے قریب ہی کوئی بم بلاسٹ ہوا ہو۔ ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول کر دہشت زدہ انداز میں دائیں بائیں دیکھا اور ممبرز کو اپنی طرف دیکھتا پا کر کھسیانے انداز میں مسکرانے لگا۔ اس کی بے ساختہ ایکٹنگ پر صفدر دل ہی دل میں عمران کو داد دینے لگا جبکہ تنویر کا منہ بن گیا۔

”کیا ہوا ہے؟“..... عمران نے چوہان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہیلی کاپڑ آ رہا ہے؟“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ میں سمجھا زلزلہ آ رہا ہے۔“

عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹارچ تو بجھا دو احمق۔ ہیلی کاپڑ والے روشنی دیکھ لیں گے۔“

تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اگر وہ روشنی دیکھ لیں گے تو نیکی کا کام ہے۔ کنفیوشس کا

قول ہے کہ دوسروں کو روشنی دکھانے والوں کی قبر میں کبھی اندھیرا

نہیں ہوتا اور فرشتے قبر کو روشنیوں سے بھر دیتے ہیں“..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے ساتھ ہمیں بھی مروانا چاہتے

ہو؟“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارے چوہے کا یہی حکم ہے کہ جینا تو سب کے ساتھ، مرنا

تو سب کو ساتھ لے کر مرنا اور میں اس کے حکم کا پابند ہوں کیونکہ

تمہارا چیف مجھے معاوضہ دیتا ہے۔ کیا غلط کہہ رہا ہوں صفدر؟“ عمران

نے آخر میں صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”پتا نہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ چیف کے حکم کی بجائے اپنی

مرضی سے خطرہ مول لینا چاہتے ہیں“..... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”لو۔ بھلا خطرات بھی کہیں فروخت ہوتے ہیں کہ انہیں مول لیا

جائے۔ میں تو ہمیشہ مفت میں خطرہ لیتا ہوں۔ اب دیکھنا، میں

خطرے کو مفت میں بلاتا ہوں۔ بقول شاہر، رنگ لگے نہ پھٹکری۔“

عمران نے ٹارچ کا رخ دڑے سے باہر کی جانب کرتے ہوئے کہا

تو جولیا نے غضبناک ہو کر اس کے ہاتھ سے ٹارچ چھین لی۔

”کیا پاگل دیوانے ہو گئے ہو؟“..... جولیا نے غراتی ہوئی آواز

میں کہا اور ٹارچ بجھا دی۔

”پتا نہیں۔ یہ میرا دیوانہ پن ہے یا ہیلی کاپڑ کا قصور؟“ عمران

نے سہمے ہوئے انداز میں کہا تو ممبرز مسکرانے لگے۔

”جوزف؟“..... عمران نے یکدم تحکمانہ لہجے میں جوزف سے

کہا۔

”یس باس؟“..... جواب میں جوزف نے اچھل کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

”فل ایکشن، فل لائنٹ، کیمرہ اشارٹ؟“..... عمران نے کسی فلمی

ڈائریکٹر کی طرح بلند آواز میں کہا۔

”عمران صاحب ساؤنڈ بھول گئے؟“..... خاور نے ہنستے ہوئے

کہا۔

کہا۔

”عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر کی آواز دور ہوتی جا رہی ہے۔“
چوہان نے تیزی سے کہا تو عمران خاموش ہو گیا۔ واقعی ہیلی کاپٹر کی
آواز ہندرتج دور ہوتی جا رہی تھی۔

”شاید وہ بلیو پوائنٹ کی طرف جا رہا ہے“..... عمران نے ایک
لمحہ بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ میرا خیال ہے وہ ہمارے چھوڑے ہوئے راستے پر
پرواز کرتا ہوا نکل گیا ہے“..... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”خیر۔ جانے دو۔ ابھی وہ دوبارہ آئے گا اور ہمیں راستے کے
اطراف میں تلاش کرے گا“..... عمران نے بے پروائی سے کہا۔

”عمران صاحب۔ آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ تو
بتائیں“..... صفدر نے برا سامنے بنا کر کہا۔

”میں تم لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں ان خچروں سے“..... عمران
نے جواباً کہا۔

”خچروں سے۔ کیا یہ آدم خور ہیں“..... جولیا نے چونکتے ہوئے
پوچھا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ پتا نہیں اس چوہے نے تمہیں سیکرٹ سروس
کے لئے کیسے سلیکٹ کر لیا تھا۔ سچ بتاؤ۔ کتنی رشوت دے کر سیکرٹ

سروس میں بھرتی ہوئی تھیں“..... عمران نے پوچھا۔

”شٹ اپ۔ مطلب کی بات کرو“..... جولیا نے غضبناک ہو کر

”لو۔ ساؤنڈ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔ وہ قریب آتی جا رہی ہے
اور میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ لگتا ہے ہیلی کاپٹر
کی نہیں، کسی دلہن کی پائل بچ رہی ہے“..... عمران نے خمار بھری
آواز میں کہا۔

”باس۔ فل لائٹ کس پر ڈالتی ہے۔ مجھے تو کوئی دلہن نظر نہیں آ
رہی“..... جوزف کی آواز سنائی دی۔

”ابے گھامڑ۔ آواز تو آ رہی ہے نا۔ اسی سمت میں جب ہیلی
کاپٹر دکھائی دے تو تین مرتبہ ٹارچ جلا نا بجھانا“..... عمران نے
غضبناک لہجے میں کہا تو تمام ممبرز چونک پڑے۔

”عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ ہیلی کاپٹر والوں کو اپنی طرف
متوجہ کرنا چاہتے ہیں“..... صفدر نے سرسراہٹ ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ بے چارے خواہ مخواہ رات بھر ہماری تلاش میں خوار
ہوتے رہیں گے۔ نہ خود سونیں گے نہ ہمیں سونے دیں گے اور ہیلی

کاپٹر کا ایندھن بھی ختم کر بیٹھیں گے“..... عمران نے ہمدردانہ لہجے
میں کہا۔

”تمہیں ہماری فکر نہیں، ان کے ایندھن کی فکر بہت ہے۔“ تنویر
نے جملے کٹے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ مجھے پتا ہے پٹرول کتنا مہنگا ہو چکا ہے۔ پھر ہمارا
اس پر کوئی خرچ بھی نہیں اٹھتا۔ ایک منٹ کے لئے ٹارچ جلانے پر
ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”میں تو مطلب کی ہی بات کرتا ہوں۔ تم لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے کہ ہر بات کو مذاق سمجھ کر ڈانٹنا شروع کر دیتے ہو جیسے ایکسٹو نے تمہیں بھیجا ہی اسی مقصد کے لئے ہے۔ کبھی صفدر، کبھی تم اور کبھی تنویر ڈانٹ پھٹکار شروع کر دیتا ہے۔ مجھے پردیس میں تنہا دیکھ کر۔ کاش کوئی میرا بھی ہوتا“..... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم ہیں نا آپ کے“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آہ۔ اب بتا رہے ہو جب مجھے حوصلہ ترکِ وفا بھی نہیں رہا“..... عمران نے دل پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے کہا تو صفدر، خاور اور چوہان بے ساختہ ہنسنے لگے اور تنویر بھی مسکراتے پر مجبور ہو گیا۔

”آپ فضولیات میں وقت ضائع کر رہے ہیں جناب“۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال درست ہے کیونکہ میں نے عمرانیات کے علاوہ فضولیات میں بھی پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔ آج کل غالب کے دیوان پر ریسرچ کر کے اس کا وہ شعر تلاش کر رہا ہوں جس میں اس نے ثابت کیا تھا کہ وقت گزاری کے لئے غالب یہ خیال اچھا ہے لہذا تم بھی ہیلی کاپٹر کے دوبارہ آنے تک ہنسی خوشی وقت گزارو

کہ تم خچرو پر طویل سفر کی صعوبت سے بچ کر ہیلی کاپٹر کی آرام دہ سیٹوں پر سفر کرنے والے ہو“..... عمران نے مسلسل زبان چلاتے ہوئے کہا تو اس کے آخری جملوں پر تمام ممبرز چونک پڑے۔

”آپ کا مطلب کچھ کچھ سمجھ میں آ رہا ہے“..... صفدر نے ایک لمحہ بعد سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جب ہیلی کاپٹر یہاں لینڈ کرے گا تو پورا مطلب سمجھ میں آ جائے گا برخوردار“..... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا اور آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا جبکہ ممبرز اس کی اسکیم جاننے کے لئے صفدر سے باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک مرتبہ پھر ہیلی کاپٹر کے پردوں کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ۔ شاید اب وہ ادھر ہی آ رہا ہے“..... عمران نے ممبرز سے کہا اور مختصراً انہیں اپنی اسکیم کے بارے میں بتانے کے بعد درے سے باہر نکل آیا۔ تمام ممبرز بھی باہر آ گئے تو عمران نے سیاہ فام گارڈ گھوپا کی طرف دیکھ کر اسے اشارہ کیا۔ گھوپا اپنی جگہ سے اٹھ کر عمران کے قریب آ گیا۔

”مقدس دیوی نے ہمارے سفر کے لئے ہیلی کاپٹر بھیجا ہے۔ تم لوگ رات یہاں گزارو اور دن کی روشنی میں جہاں جانا چاہو چلے جانا۔ دیوی نے تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنی غلامی سے آزاد کر دیا ہے“..... عمران نے ہنری کی آواز میں گھوپا سے کہا اور ممبرز کے ساتھ دائیں طرف چل دیا۔ چٹانوں کے گرد گھوم کر وہ دوسری

جانب کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ ایک پہاڑی کے عقب سے نمودار ہوا اور اس کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔ سرچ لائٹ کی روشنی چٹانوں پر پڑ رہی تھی لیکن وہ خجروں کے راستے کے متوازی اڑ رہا تھا اور یہاں سے کم از کم ڈیڑھ سو میٹرز کے فاصلے سے اسے گزرنا تھا۔

”تم لوگ چٹان کی آڑ لے لو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یکدم فائر کھول دیں“..... عمران نے تیزی سے ممبرز کی طرف دیکھ کر کہا اور تمام ممبرز تیزی سے پیچھے ہٹ کر چٹان کی آڑ میں چلے گئے۔ صرف جوزف اور عمران اپنی جگہ پر موجود رہے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کافی فاصلے پر سرچ لائٹ کی روشنی ڈالتے ہوئے گزرنے لگا تو عمران نے ٹارچ کا رخ اس کی طرف کر کے ٹارچ جلائی اور فوراً ہی بجھا دی پھر ٹارچ جیب میں ڈال کر جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ ہینڈز اپ کے انداز میں بلند کر لئے تو جوزف نے بھی اس کی تقلید میں ہاتھ اٹھا دیئے۔ ہیلی کاپٹر اسی سمت میں کچھ دور گیا اور گھوم کر واپس آنے لگا تو اس کا رخ عمران اور جوزف کی طرف ہی تھا۔ جلد ہی ہیلی کاپٹر قریب آ پہنچا اور ان کے سامنے کھلی جگہ پر لینڈنگ کرنے لگا۔ اس کے فرنٹ میں ایک پائلٹ بیٹھا دکھائی دے رہا تھا جبکہ کھڑکی میں دو چہرے نظر آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پتھر پیلی اور قدرے ہموار زمین پر ٹک گئے اور انجن بند ہو گیا۔ عمران اور جوزف ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے

ہوئے ہاتھ بلند کئے کھڑے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے پروپییلر کی گردش ختم ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور پائلٹ کے دونوں ساتھیوں نے باہر کود کر اپنے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کا رخ جوزف اور عمران کی طرف کر دیا پھر کاک پٹ سے پائلٹ اترا تو اس کے ہاتھ میں مشین پستل دبا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی لائٹس سے وہاں اچھی خاصی روشنی ہو رہی تھی۔ فوکس نے آخری کال میں ہیلی کاپٹر کے پائلٹ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے نام بتا دیئے تھے۔ وہ دونوں گرین کلر کی مخصوص یونیفارم پہنے ہوئے تھے جبکہ پائلٹ کیپٹن ہڈسن غام سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ اس نے ٹارچ جلائی اور چند قدم کے فاصلے پر کھڑے فشر اور برگر کے قریب رک کر عمران اور جوزف پر روشنی ڈالنے لگا۔

”کیپٹن ہڈسن۔ ٹارچ بجھا دو۔ تم مجھے صاف نظر آ رہے ہو۔“ عمران نے کیپٹن ہڈسن کو مخاطب کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہنری کی آواز کی نقل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مسٹر۔ میں ہنری کی لاش دیکھ چکا ہوں“..... کیپٹن ہڈسن نے سخت لہجے میں کہا اور ٹارچ بجھا دی۔

”سوری کیپٹن۔ یقیناً تم دھوکا کھا گئے ہو“..... عمران نے دوبارہ ہنری کی آواز میں کہا۔

”کیا مطلب۔ تمہارے باقی ساتھی اور ریڈ پوائنٹ کے گارڈ کہاں ہیں“..... کیپٹن ہڈسن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے فشر سے کہا۔

”آل رائٹ۔ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ انہیں کہو ہاتھ بلند کر کے سامنے آ جائیں۔ کسی نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو ہم فائر کھول دیں گے“..... کیپٹن ہڈسن نے عمران کو گھورتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ میری اجازت کے بغیر میرے ساتھی کوئی بھی غلط یا صحیح حرکت نہیں کرتے“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بہر حال میں نے وارننگ دے دی ہے کیونکہ تمہارے انداز کے برعکس چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر تم لوگ مزاحمت کرو تو تمہیں بھون دیا جائے“..... کیپٹن ہڈسن نے سخت لہجے میں کہا۔

”کم آن ممبرز۔ ہاتھ بلند کر کے یہاں آ جاؤ۔ تمہاری سہولت کے لئے چیف نے ہیلی کاپٹر بھیجا ہے اور کیپٹن ہڈسن بھی انتہائی مہربان ہے ہم پر“..... عمران نے چٹان کی طرف چہرہ گھما کر بلند آواز میں کہا۔

”تم بہت فضول باتیں کرتے ہو مسٹر۔ کیا تم علی عمران ہو“۔ کیپٹن ہڈسن نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا تو عمران کھسیانے انداز میں ہنسنے لگا۔

”کیوں شرمندہ کرتے ہو پیارے۔ اگر تم پہچان ہی گئے ہو تو اپنے ماتحتوں کے سامنے میرا نام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ دونوں تو یہی سمجھیں گے کہ میں انتہائی کمزور اور بزدل ہوں جو اتنی

”مطلب یہ کہ میں اور میرے ساتھی تم لوگوں سے مقابلہ کئے بغیر خود کو تمہارے حوالے کرنا چاہتے ہیں کیونکہ تمہارے چیف کی بھی یہی خواہش ہے۔ یقیناً اس نے تمہیں بھی یہی حکم دیا ہو گا کہ اگر ہم مزاحمت نہ کریں تو ہمیں گرفتار کر کے عزت و احترام کے ساتھ ہیڈ کوارٹر لایا جائے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اس مرتبہ اپنی اصل آواز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر عزت و احترام سے کیوں“..... کیپٹن ہڈسن نے عمران کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ اگر تم نے ہمیں غصہ دلایا اور جھگڑا کیا تو لازمی بات ہے ہم میں سے دو تین آدمی مارے جائیں تو تم اور تمہارے ہیلی کاپٹر کو بھی نقصان پہنچے گا اور اگر ہیلی کاپٹر کے فیول ٹینک میں سوراخ ہو گیا تو پھر تمہیں خچروں پر سفر کرنا پڑے کیونکہ ہمارے پاس فالتو خچر نہیں ہیں۔ کیا خیال ہے“..... عمران نے دلیل پیش کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن ہڈسن کے دونوں ماتحتوں نے یوں سر ہلایا جیسے عمران کی بات پر انہیں اتفاق ہو۔

”یہ بات تو درست ہے سر“..... ان میں سے ایک نے کیپٹن ہڈسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

”تم خاموش رہو فشر“..... کیپٹن ہڈسن نے فشر سے سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تم دخل مت دو فشر۔ یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔“

شرافت سے خود کو تمہارے حوالے کر رہا ہوں“..... عمران نے جواباً کہا تو فشر اور برگر بے ساختہ مسکرانے لگے۔ کیپٹن ہڈسن عمران کے عقب کی جانب دیکھنے لگا۔ عمران کے ساتھی ہاتھ بلند کئے چٹان کی آڑ سے نکل کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کیپٹن ہڈسن دوبارہ ٹارچ روشن کر کے صفدر، تنویر، چوہان اور خاور پر روشنی ڈالنے لگا۔

”اوہ۔ تمہارے ساتھ ایک لڑکی جولیا تھی۔ وہ کہاں ہے؟“ کیپٹن ہڈسن نے چونکتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

”وہ پیاری لڑکی اللہ کو پیاری ہو گئی ہے کیپٹن ہڈسن“..... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... کیپٹن ہڈسن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لڑکی کا مطلب بتاؤں یا پیاری کا۔ وہ سفر کے دوران سو گئی تھی“..... عمران نے گلوگیر انداز میں کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکل پڑے۔ اتنے میں عمران کے چاروں ساتھی عمران کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

”اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ سو گئی تھی تو تم اسے جگا لیتے“..... برگر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

”کیسے جگاتا۔ وہ خچر سمیت گہری کھائی میں جا سوئی تھی پیارے۔ اگر تمہیں اس کی لاش چاہئے تو جا کر کھائی سے نکال لو مگر پہلے خچر نکالنا۔ کیونکہ وہ خچر پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی“..... عمران نے

دکھ بھری آہ بھرتے ہوئے ہوئے کہا۔

”خیر۔ تم لوگ ہاتھ اٹھائے کھڑے رہو۔ تمہاری جیبوں کی تلاشی لینے کے بعد تمہارے ہاتھ باندھے جائیں گے“..... کیپٹن ہڈسن نے نرم لہجے میں کہا اور اپنے دونوں ماتحتوں کو تلاشی لینے کا اشارہ کیا۔

”ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ اسلحہ ہوتا تو ہم خود کو تمہارے حوالے کیوں کرتے“..... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”پھر بھی چیک کرنا ضروری ہے۔ تم پہلے ہی ریڈ پوائنٹ پر قتل و غارت کر کے آئے ہو۔ میں اب کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ تلاشی سے پہلے تم لوگوں نے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دوں گا“..... کیپٹن ہڈسن نے اپنے ہاتھ میں موجود مشین پستل کو جنبش دیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے کیپٹن ہڈسن۔ تم اپنا شوق پورا کر لو لیکن اپنے ماتحتوں سے کہہ دو کہ وہ میری جیب سے چیونگم نہیں نکالیں گے۔ سفر میں چیونگم ہی میرے مونس و غم خوار ہوتے ہیں“..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو برگر اور فشر مسکرا دیئے پھر وہ اپنی مشین گنیں سیدھی کئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ اچانک ہیلی کاپٹر کی طرف سے فائر کی آواز بلند ہوئی اور فشر کرہناک چیخ مارتا ہوا منہ کے بل زمین پر آ رہا۔ کیپٹن ہڈسن اور برگر بے اختیار اچھل پڑے۔ پھر دونوں نے پھرتی سے پلٹ کر ہیلی

کا پٹر کی طرف دیکھا ہی تھا کہ صفدر اور عمران اپنی جگہ سے اچھل کر ان دونوں پر آ پڑے۔ برگر کے ہاتھ سے مشین گن اور ہڈن کے ہاتھ سے مشین پستل گر گیا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے منہ کے بل زمین پر جا گرے۔ تنویر، خاور اور چوہان نے پھرتی سے ہاتھ گرائے اور ریوالور نکال کر برگر اور کیپٹن ہڈن پر تان لئے جبکہ عمران اور صفدر ان کے گرتے ہی الگ ہو کر ایک طرف ہٹ گئے۔ برگر اور ہڈن نے سنبھل کر زمین سے اٹھتے ہوئے غضبناک نگاہوں سے عمران اور صفدر کی طرف دیکھا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا کیپٹن ہڈن“..... تنویر نے کلکھنے لہجے میں کیپٹن ہڈن کو للکارا تو ان دونوں نے تیزی سے تنویر کی طرف دیکھا اور خود کو تین ریوالوروں کے نشانے پر پا کر اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے جولیا ہیلی کا پٹر کے پچھلے حصے کے عقب سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگی۔ سب کچھ عمران کی اسکیم کے مطابق انجام پایا تھا۔ عمران کے چاروں ساتھی چٹان کے دائیں طرف سے نکل کر آگے بڑھے تھے جبکہ جولیا، عمران کی ہدایت کے مطابق چٹان کے بائیں جانب سے نکل کر نیم تاریکی میں ہیلی کا پٹر کے پچھلے حصے کی جانب چلی گئی تھی۔ چونکہ کیپٹن ہڈن اور اس کے ماتحت صفدر، خاور، تنویر اور چوہان کی طرف پوری طرح متوجہ تھے اس لئے وہ جولیا سے غافل رہے پھر عمران نے بھی انہیں جولیا کے مرنے کی خبر دی تھی چنانچہ ان تینوں کو ذرا بھی اندیشہ نہ رہا تھا کہ

ان کے عقب سے کوئی حملہ کر سکتا ہے۔

”ہاتھ بلند کرنے کی اب تمہاری باری ہے کیپٹن ہڈن ورنہ تمہاری پشت میں سوراخ ہو گیا تو مجھ سے شکوہ مت کرنا کہ میں نے تم سے تعاون نہیں کیا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن ہڈن سے کہا تو ان دونوں نے ہاتھ بلند کر لئے۔ جولیا چلتی ہوئی ممبرز کے پاس آرکی تو ان دونوں نے جولیا کی طرف دیکھا اور ان کے چہروں پر حیرت نمودار ہو گئی۔

”اوہ۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ جولیا مر چکی ہے۔ پھر یہ کون ہے“..... کیپٹن ہڈن نے عمران کو گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔

”مت بھولو کیپٹن ہڈن کہ افریقہ تاریک براعظم ہے اور یہاں کے چپے چپے پر اسرار و تحیر بکھرا ہوا ہے۔ خوفناک اور سرکش روہیں یہاں حکمرانی کرتی ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ جولیا کی روح ہو اور مرنے کے بعد بھی ہم سے اس کی محبت کم نہ ہوئی ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو برگر کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ عمران کے ساتھی بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کر سکے تھے۔

”کیا۔ کیا یہ جولیا کی روح ہے“..... برگر نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”خود پوچھ لو۔ مجھے تو خود اس کے خوف سے پسینہ آ رہا ہے۔“

عمران نے جواباً سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

”میں نہیں مانتا۔ تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے عمران۔ تم زیادہ دیر

نہیں بچے رہو گے۔ مقدس دیوی تمہیں فنا کر دے گی۔“..... کیپٹن ہڈسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ تمہاری پشپا دیوی کے مقابلے میں جولیا دیوی زیادہ غضبناک اور طاقتور ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ مرنا پسند کرو گے یا ہمارے ساتھ تعاون کرو گے۔“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

”کیسا تعاون چاہتے ہو؟“..... کیپٹن ہڈسن نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”ہمیں تاریک وادی میں لے چلو جہاں تمہارا ہیڈ کوارٹر ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اگر تم انکار کرو گے تو ہم سب ماہر پائلٹس ہیں خود ہیلی کاپٹر اڑائیں گے تم دونوں کو قتل کر کے۔“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”تم کبھی وہاں نہیں پہنچ سکتے میرے بغیر۔“..... کیپٹن ہڈسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”غلط فہمی ہے تمہاری۔ جوزف نگانا قبیلے کا آدمی ہے اور سارے علاقے سے واقف ہے جبکہ جیرالڈ اور ہنری کے بعد میں کیپٹن ہڈسن بن کر بھی تمہارے چیف سے بات کر سکتا ہوں۔“..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو کیپٹن ہڈسن چونک پڑا۔

”آل رائٹ۔ میں تم سے تعاون کے لئے تیار ہوں۔“..... کیپٹن ہڈسن نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد آمادگی ظاہر کرتے ہوئے

کہا۔

”ان کی تلاشی لو پھر انہیں ہیلی کاپٹر میں بٹھاؤ۔“..... عمران نے خاور اور چوہان سے کہا تو وہ دونوں کیپٹن ہڈسن اور برگر کی تلاشی لینے لگے۔

میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ سگار ختم ہونے پر اس نے ٹکڑا واپس الٹش ٹرے میں ڈالا اور کمرے میں بند دروازے کے اوپر نصب کلاک کی طرف دیکھا پھر اپنے آگے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن ہڈسن۔ فوکس کالنگ یو۔ اوور“..... وہ بھاری لہجے میں بولنے لگا۔

”لیس چیف۔ ہڈسن رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری جس میں ہیلی کاپٹر کا ہلکا شور بھی شامل تھا۔

”سناؤ۔ کیا تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے۔ اوور“۔ فوکس نامی چیف نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ نہ صرف ٹریس کیا ہے بلکہ گرفتار بھی کر لیا ہے۔ میں آپ کو خوشخبری دینے والا تھا۔ اوور“..... کیپٹن ہڈسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”گڈ۔ کہاں تھے وہ۔ اور تم نے انہیں کیسے پکڑا۔ رپورٹ دو۔ اوور“..... فوکس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ وہ لوگ بلیو پوائنٹ کے مخصوص راستے سے ایک کلو میٹر دور ایک چٹان پر سو رہے تھے۔ سرچ لائٹ کی روشنی پڑنے پر بھی وہ بیدار نہ ہوئے تو میں سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ میں نے بلندی پر ہیلی کاپٹر معلق کر کے فشر اور برگر کو رسوں سے چٹان پر

شاندار فرنیچر سے آراستہ کمرے میں ایک آفس ٹیبل کے پیچھے ایک بھاری چہرے والا پچاس پچپن سالہ ادھیڑ عمر ایکریمیں شخص گھومنے والی کرسی پر بیٹھا سگار کے کش لے رہا تھا۔ جسمانی طور پر وہ قوی الجشتہ اور دراز قامت تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی جیسے اس نے ایک ہفتہ سے شیونہ کی ہو البتہ اس کی بھوری مونچھیں گھنی اور لمبی تھیں جبکہ موٹی موٹی آنکھوں میں درندگی آمیز چمک اور سرخی تھی۔ میز پر ٹرانسمیٹر، بغیر تار کا ڈیجیٹل ٹیلی فون اور انٹرکام سیٹ رکھے تھے۔ میز کے ایک کونے میں شارٹ سرکٹ ٹی وی روشن تھا اور اسکرین پر ایک وسیع و عریض عمارت دکھائی دے رہی تھی۔ عمارت کے برآمدے کے باہر یونیفارم میں ملبوس چار سفید فام گارڈ کھڑے تھے جن کے ہولسٹروں میں مشین پستل موجود تھے۔ کمرے میں مکمل خاموشی طاری تھی اور اس آدمی کے سوا کمرے

آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر اس نے نیا سگار سلگایا اور انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

”نیس چیف۔ راجر بول رہا ہوں“..... ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے ایک مودبانہ آواز ابھری۔

”اپنے ماتحتوں کو الرٹ کر دو۔ کیپٹن ہڈسن پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر کے واپس آ رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر لینڈ کرتے ہی اس میں پڑے بے ہوش افراد کو ہیلی کاپٹر سے نکال کر لاک اپ میں منتقل کر دینا“..... فوکس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر“..... دوسری طرف سے راجر نے کہا۔

”لاک اپ کی سخت نگرانی کی جائے۔ وہ عام قیدی نہیں کہ لاک اپ میں بند کر کے تم ان کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ بلکہ دنیا کے مانے ہوئے اور خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اور انہوں نے ہمارے ایک دو نہیں ایک درجن سے زائد ممبرز کو قتل کیا ہے۔ ریڈ پوائنٹ کا سارا عملہ ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ اگر دیوی کی ان ایجنٹوں کی زندہ گرفتاری کی خواہش نہ ہوتی تو میں انہیں راستے میں ہی ختم کرا دیتا۔ کیا سمجھے“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہ لوگ لاک اپ سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے“..... راجر کی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ وہ فرار ہونے کی بجائے ہیلی پیڈ کے اسٹاف کو ختم کر کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ان کی منزل

اتارا تو معلوم ہوا کہ وہ شراب کے نشے میں بے ہوش تھے۔ چٹان پر شراب کی سات آٹھ خالی بوتلیں موجود تھیں۔ غالباً یہ شراب وہ ریڈ پوائنٹ سے لائے تھے چنانچہ ہم نے باسانی انہیں گرفت میں لے لیا اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہیلی کاپٹر میں ڈال دیا۔ اوور“..... دوسری طرف سے کیپٹن ہڈسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ خچر اور گارڈز کہاں گئے۔ اوور“..... فوکس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ان کی لاشیں چٹان کے پاس پڑی تھیں چیف۔ چھ گارڈز تھے جنہیں پاکیشیائی ایجنٹوں نے گولی مار کر ختم کر دیا البتہ خچر زندہ تھے۔ کیا خچروں کو بھی لے آنا تھا۔ اوور“..... کیپٹن ہڈسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نائنس۔ خچروں کو ہم نے کیا کرنا تھا۔ ہمارے مطلوبہ افراد مل گئے ہیں یہی کافی ہے۔ ابھی تم کتنی دور ہو یہاں سے اور کب تک پہنچو گے تاکہ ہیلی کاپٹر کے عملہ کو الرٹ کر دیا جائے۔ اوور“..... فوکس نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”ہم نے ابھی چند کلو میٹر کا فاصلہ طے کیا ہے چیف۔ اوور“..... کیپٹن ہڈسن کی آواز آئی۔

”اس کا مطلب ہے نصف گھنٹہ بعد پہنچو گے۔ ٹھیک ہے وادی کے قریب پہنچتے ہی مجھے مطلع کر دینا۔ اوور اینڈ آل“..... فوکس نے

ہیڈ کوارٹر ہے جہاں سے وہ ایک سائنس دان کا قیمتی فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہی ان کا مشن ہے۔ ان میں سے ایک دو آدمی آواز اور لب و لہجے کی کامیاب نقل کرنے میں مہارت رکھتے ہیں کیونکہ وہ جیرالڈ کے ٹرانسمیٹر پر جیرالڈ کی آواز میں مجھ سے بات کرتے اور مجھے غلط رپورٹ دیتے رہے ہیں۔ یاد رکھو اگر کوئی گڑبڑ ہوگئی تو تم لوگ دیوی کے عتاب سے ہرگز نہیں بچ سکو گے۔ دیش آل..... فوکس نے مسلسل بولتے ہوئے وارننگ دی اور انٹرکام آف کر دیا۔ کچھ دیر بعد میز پر رکھے ٹرانسمیٹر نے سگنل کی مخصوص سیٹی ابھرنے لگی تو فوکس نے ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ٹوڈ کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدب آواز سنائی دی۔

”لیس ٹوڈ۔ فوکس ریویونگ یو۔ اوور“..... فوکس نے جواباً مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ ابھی ابھی کیپٹن ہڈن کا ہیلی کاپٹر ہماری چیک پوسٹ کے قریب سے گزرا ہے۔ کیا اسے یہاں اترنا تھا یا وہ کسی دوسرے مقام پر۔ اوور“..... ٹوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں اتنا ہی کہا تھا کہ فوکس حیرت سے اچھل پڑا۔

”ٹوڈ۔ کیا وہ ہمارا ہیلی کاپٹر ہے۔ تم نے اسے پہچانا ہے۔ اوور“..... فوکس نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ وہ زیادہ بلند نہیں تھا اور میں نے دوربین کی مدد

سے دیکھا تھا۔ پائلٹ ونڈو پر کیپٹن ہڈن ہی تھا۔ اوور“..... دوسری طرف سے ٹوڈ کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ مگر اسے ہیڈ کوارٹر کی طرف آنا تھا اور اس میں پاکیشیائی ایجنٹ بھی تھے جنہیں بے ہوشی کی حالت میں لایا جا رہا تھا۔ اوور“۔ فوکس نے پہلے کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

”چیف۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہڈن راستہ بھول گیا ہو۔ اوور“۔ ٹوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ پھر اس کے ساتھ برگر اور فشر بھی تھے۔ تینوں ہی کیسے راستہ مس کر سکتے ہیں۔ یقیناً کوئی گڑبڑ ہے۔ ہو سکتا ہے کیپٹن ہڈن کے روپ میں کوئی پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ تم فوراً اسی سمت میں ہیلی کاپٹر کو ٹریس کرنے کے لئے اپنے گارڈز کو دوڑا دو۔ اوور اینڈ آل..... فوکس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن ہڈن۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے تیزی سے بولنے لگا مگر اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور فوکس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ راجر بول رہا ہوں۔ کیپٹن ہڈن کے بارے میں ریڈار آپریٹر نے اطلاع دی ہے کہ اس کا ہیلی کاپٹر ریڈار کی رینج میں آنے کے بعد کسی دوسری سمت میں مڑ کر ریڈار سے آؤٹ ہو

ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کیپٹن ہڈن ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا بار بار عمران کی طرف اس طرح خوف و حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے عمران انسان کی بجائے کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔ عقب میں سیکرٹ سروس کے ممبرز اور جوزف کے درمیان بیٹھا برگر خوفزدہ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ عمران نے چند منٹ پہلے ٹرانسمیٹر پر آنے والی فوکس کی کال سنی تھی اور کیپٹن ہڈن کی آواز میں فوکس کو بتایا تھا کہ وہ نصف گھنٹہ بعد ہیڈ کوارٹر پہنچیں گے حالانکہ ہیڈ کوارٹر اب دس منٹ کی مسافت پر رہ گیا تھا۔ فوکس سے بات کرنے کے فوراً بعد عمران نے کیپٹن ہڈن کو حکم دیا تھا کہ وہ سیدھا جانے کی بجائے بائیں جانب رخ کرے اور نگانا قبیلے کی بستی کے باہر لینڈ کرے۔ کیپٹن ہڈن نے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی اور ہیلی کاپٹر کا رخ تبدیل کر دیا تھا۔ اسے عمران کے حکم کے بارے میں پوچھنے یا

گیا ہے۔۔۔۔۔ راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ مجھے ابھی ابھی ٹوڈ نے بتایا ہے کہ وہ گرین پوائنٹ کی دوسری جانب جا رہا ہے۔ تم فوراً دوسرا ہیلی کاپٹر اس کے پیچھے روانہ کر دو تا کہ کیپٹن ہڈن کے غلط سمت میں جانے کی وجہ معلوم ہو جائے۔۔۔۔۔ فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”رائٹ سر۔ میں کیپٹن مائرس کو روانہ کرتا ہوں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے آپ کے اندیشے کے مطابق ریڈ پوسٹ کے عملہ کی طرح ہیلی کاپٹر کے عملہ کو بھی پرغمال بنا لیا ہو اور ان کے حکم پر کیپٹن ہڈن ہیلی کاپٹر کو اس طرف لے جا رہا ہو۔“
 راجر نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔
 ”سب کچھ ممکن ہے راجر۔ کیپٹن مائرس کی رپورٹ سے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ تم مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے روانہ کر دو۔ میں کیپٹن ہڈن سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔“
 فوکس نے تیزی سے کہا اور انٹرکام آف کر دیا پھر اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کیا اور کیپٹن ہڈن کو کال کرنے لگا۔

انکار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی کیونکہ عقبی نشست پر بیٹھے صفدر نے مشین گن کیپٹن ہڈن کی گردن سے لگا رکھی تھی۔

عمران نے پروگرام میں تبدیلی اس لئے کی تھی کہ اس نے جنگلات سے باہر ایک بلند پہاڑ پر نصب ریڈار کو دیکھا تھا اور عمران کے استفسار پر کیپٹن ہڈن نے بتایا تھا کہ اس ریڈار سے فضائی نگرانی کی جاتی ہے۔ گرین پوائنٹ پر نصب اسکرین پر ریڈار کے ذریعے پہنچنے والی تصویروں سے آپریٹر کو پتا چلتا ہے کہ ریڈار کی رینج میں آنے والا ہیلی کاپٹر یا جہاز ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ عمران کو یکدم خیال آیا کہ انہیں ڈائریکٹ ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی بجائے وہاں سے کچھ دور لینڈ کرنا چاہئے تاکہ وہ لوگ کسی انجانی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ کیپٹن ہڈن سے عمران کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ فوکس اس حقیقت سے باخبر ہو چکا ہے کہ جیرالڈ کی آواز میں کوئی پاکیشیائی ایجنٹ فوکس سے بات کرتا اور اسے غلط رپورٹ دیتا رہا ہے اور فوکس کو یہ بات اس وقت معلوم ہوئی تھی جب کیپٹن ہڈن نے ریڈ پوائنٹ پر جیرالڈ اور ہنری کی لاشیں دیکھ کر فوکس کو رپورٹ دی تھی۔

عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے تھے۔ عمران دور بین آنکھوں سے لگائے نیچے کا جائزہ لے رہا تھا۔ دور بین میں ایسے لینز لگے ہوئے تھے جن کے ذریعے تاریکی میں بھی بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ بائیں جانب کچھ فاصلے پر درختوں کے درمیان چھوٹی سی عمارت کی

روشنیاں دیکھ کر عمران نے کیپٹن ہڈن سے اس کے بارے میں پوچھا۔

”یہ چیک پوسٹ ون ہے۔ نگانا قبیلے کے افراد کو ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے سے روکنے کے لئے اس چیک پوسٹ پر حملہ کے علاوہ دو درجن سیاہ فام گارڈز ڈیوٹی دیتے ہیں۔ ان گارڈز کا تعلق مکڑالو قبیلے سے ہے اور وہ چیک پوسٹ کے آس پاس جنگل میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ نگانا قبیلے کا جو بھی آدمی اس طرف آتا ہے، گارڈز اسے ختم کر کے کھا جاتے ہیں۔ اگر دشمن کا کوئی بڑا گروہ ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے تو گارڈز فوراً چیک پوسٹ انچارج ٹوڈ کو خبردار کرتے ہیں اور ٹوڈ دشمن کو ختم کرنے کے لئے ایسے دھوکے کے بم پھینکتا ہے جن سے دشمن بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے اور پھر انہیں مکڑالو قبیلے کے آدم خوروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے لیکن ایسا واقعہ صرف ایک مرتبہ ہوا ہے اور نگانا قبیلے کو دوبارہ اس طرف آنے کی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ انہیں پشپا دیوی نے باور کرا دیا ہے کہ اگر اس نے نگانا قبیلے کے گروہ کو سزا دی ہے اور آئندہ اس قبیلے نے دوبارہ اس طرف آنے کی کوشش کی تو پورے قبیلے پر اس کا عتاب نازل ہو گا۔“ کیپٹن ہڈن نے جواب میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم بھی دیوی کے وجود پر یقین رکھتے ہو؟“ عمران نے

پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن وہ وجود نہیں رکھتی۔ وہ ایک مقدس روح ہے اور میں نے کئی مرتبہ اس کی آواز سنی ہے“..... کیپٹن ہڈسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ وہ کہاں رہتی ہے۔ اس کے رہنے کا کوئی مخصوص مقام بھی ہے یا وہ چلتی پھرتی روح ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور صرف پوجا کے وقت اپنے پجاریوں کو اپنا دیدار کراتی ہے۔ میری بات یاد رکھنا مسٹر عمران۔ تم زیادہ دیر دیوی سے نہیں بچے رہو گے۔ دیوی تم لوگوں کو ضرور فنا کر دے گی“..... کیپٹن ہڈسن نے جواب میں کہا۔

”کب۔ کیا وہ رات کے اندھیرے میں ہمارے سامنے آتے ہوئے ڈرتی ہے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ روح کے لئے اندھیرے اچالے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اب بھی تم لوگوں کو دیکھ رہی ہو مگر کسی وجہ سے تم لوگوں سے اجتناب کر رہی ہو“..... کیپٹن ہڈسن نے اعتقاد بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز ابھرنے لگی تو عمران نے اپنی گود میں رکھا ٹرانسمیٹر اٹھا کر ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن ہڈسن۔ فوکس کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے فوکس کی غراہٹ بھری آواز بلند ہوئی۔

”یس چیف۔ کیپٹن ہڈسن رسیونگ یو۔ اور“..... عمران نے جواباً

کیپٹن ہڈسن کے لب و لہجے میں کہا۔

”تم ہیڈ کوارٹر آنے کی بجائے نگانا قبیلے کی طرف کیوں جا رہے ہو احمق آدمی۔ اور“..... فوکس نے غضبناک لہجے میں پوچھا۔

”سوری چیف۔ اندھیرے میں پتا نہیں چل رہا۔ سمت بتانے والا میٹر اچانک ہی جام ہو گیا تھا۔ اب تو فیول کی سوئی بھی زیرو پر پہنچ چکی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ اور“..... عمران نے بے بسی کے انداز میں کہا۔

”تم فوراً پلٹ کر چیک پوسٹ ون پر لینڈ کرو۔ اور“..... فوکس نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

”چیف۔ نیچے جنگلات کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا اور ایندھن صرف دو منٹ کا رہ گیا ہے جبکہ میں چیک پوسٹ ون سے کافی آگے نکل آیا ہوں۔ اور“..... عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”شٹ اپ۔ جہاں ہو وہیں لینڈ کرو۔ ہیلی کاپٹر کسی صورت میں ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے ہیلی کاپٹر میں کیپٹن مارٹن تمہارے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور“..... دوسری طرف سے فوکس نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کوشش کرتا ہوں۔ کیا وہ تنہا آ رہا ہے۔ اور“۔

عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”شاید۔ ریڈ پوائنٹ پر جانے سے ایک گھنٹہ پہلے تم کہاں سے سپلائی لائے تھے۔ اور“..... فوکس کی آواز سنائی دی تو اس کے

سوال پر عمران کے ذہن میں خطرے کا الارم بج اٹھا۔ اس نے تیزی سے کیپٹن ہڈن کی طرف دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے جواب پوچھا تو کیپٹن ہڈن نے اپنا چہرہ ٹرانسمیٹر کی طرف جھکا دیا۔ ”سنی گال کے دارالحکومت سے چیف۔ اوور“..... کیپٹن ہڈن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آل رائٹ۔ کیپٹن مائرس کے پہنچنے پر مجھے کال کرنا۔ اوور اینڈ آل“..... فوکس کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی پھیل گئی تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ”سنی گال سے تم کیا لائے تھے کیپٹن“..... عمران نے پوچھا۔ ”شراب کے بیرل، سگریٹ اور سگار کے کارٹن وغیرہ“۔ کیپٹن ہڈن نے جواباً کہا۔

”باس۔ ہم نگانا کی بستی کے قریب پہنچ چکے ہیں“..... جوزف نے یکدم چلا کر کہا جو دورین سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ ”کیپٹن۔ سرچ لائٹ روشن کر کے کسی مناسب جگہ پر لینڈ کرو۔ ہری اپ“..... عمران نے کیپٹن ہڈن سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس نے سرچ لائٹ آن کر دی اور روشنی کا دائرہ نیچے پھیلے جنگل کو روشن کرنے لگا۔ ایک دو لمحوں بعد جنگل میں درختوں سے پاک ایک وسیع قطعہ زمین دکھائی دیا تو کیپٹن ہڈن لینڈنگ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر زمین پر اتر گیا تو عمران کے حکم پر کیپٹن ہڈن نے انجن بند کر دیا۔ عمران نے چہرہ گھما کر صفدر کو مخصوص اشارہ کیا

اور اس نے اپنی سیٹ سے اٹھ کر کیپٹن ہڈن کے سر پر مشین گن کا دستہ رسید کر دیا۔ کیپٹن ہڈن کراہا اور بے ہوش ہو گیا۔

”تنویر۔ برگر کو بھی بے ہوش کرو اور جلدی سے باہر نکلو“۔ عمران نے تنویر سے کہا اور ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ تنویر نے اپنے آگے بیٹھے برگر کی کھوپڑی ریوالور کے دستے سے بجائی اور وہ بے ہوش ہو کر سیٹ سے نیچے گر گیا۔ تب عمران کے ساتھی بھی ہیلی کاپٹر سے اترنے لگے۔

”صفدر۔ ہیلی کاپٹر کی تمام روشنیاں آف کر دو۔ ہری اپ“۔ عمران نے تیزی سے کہا اور ہیلی کاپٹر سے دور ہٹ کر ٹارچ روشن کر لی۔ صفدر نے پائلٹ سیٹ پر آ کر ہیلی کاپٹر کی لائٹس آف کیں اور دوسرے دروازے سے نیچے آ گیا۔

”آؤ۔ ہمیں فوری طور پر درختوں میں پوشیدہ ہونا ہے۔ دوسرے ہیلی کاپٹر کی آواز قریب آتی جا رہی ہے“..... تمام ممبرز کے باہر آنے پر عمران نے بلند آواز سے کہا اور چند قدم کے فاصلے پر واقع درختوں کی طرف بڑھنے لگا۔ ممبرز بھی ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہے تھے اور وہ آواز اسی جانب سے آرہی تھی جس طرف سے وہ آئے تھے۔ وہ تیزی سے عمران کے پیچھے لپکے۔ چند لمحوں بعد آسمان پر دوسرا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا تو سیکرٹ سروس کے ممبرز گھنے درختوں کی آڑ لے چکے تھے۔ اس ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ روشن تھی اور وہ کافی بلندی پر تھا۔ اسے سیدھا آتے دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبرز

سمجھ گئے کہ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کیپٹن مائرس اپنے اسکرین پر کیپٹن ہڈن کے ہیلی کاپٹر کی روشنیاں دیکھتا اور اس کی سمت چپک کرتا رہا ہے۔ ایک دو لمحوں بعد کیپٹن مائرس کا ہیلی کاپٹر میدان کے اوپر سے گزرنے لگا تو اس کی سرچ لائٹ کا دائرہ ہڈن کے ہیلی کاپٹر پر پڑا مگر وہ ر کے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

”یقیناً اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے پھر وہ کیوں نہیں رکا۔“ عمران کے عقب میں کھڑی جولیا نے کہا۔

”وہ ابھی واپس آئے گا اور اپنی بلندی بھی کم کر لے گا۔“

عمران نے جواباً کہا۔

”مگر یہاں اتنی جگہ نہیں ہے کہ وہ لینڈ کر سکے۔ اگر اس نے کوشش کی تو یقیناً اس کے پروپیلا کے پَر دوسرے ہیلی کاپٹر سے ٹکرا جائیں گے۔“ قریبی درخت کی آڑ میں کھڑے چوہان نے کہا۔

”ہاں۔ شاید پائلٹ کم بلندی پر معلق ہو کر اپنے آدمی نیچے اتارے۔ بہر حال تم لوگ الرٹ رہو۔“ عمران نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میرے قبیلے کی ہستی قریب ہے۔ کیا میں قبیلے کے جوانوں کو بلاؤں۔“ جوزف کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ عمران سے تھوڑے فاصلے پر چھپا ہوا تھا۔

”نہیں۔ فی الحال مجھے دیکھنے دو۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں عمران صاحب۔“ چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تیل اور تیل کی دھار۔ میرا مطلب ہے کیپٹن مائرس کیا کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اسی لمحے اس کے پاس موجود کیپٹن ہڈن کے ٹرانسمیٹر۔ سگنل کی آواز ابھرنے لگی تو وہ چونکا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن ہڈن۔ کیپٹن کالنگ۔ اوور۔“ ٹرانسمیٹر پر ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”لیس کیپٹن مائرس۔ کیپٹن ہڈن ریپونگ یو۔ اوور۔“ عمران نے جواباً کیپٹن ہڈن کی آواز میں کہا۔

”تمہاری اصلیت کا چیف کو علم ہو چکا ہے مسٹر کہ تم کیپٹن ہڈن نہیں، پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اوور۔“ کیپٹن مائرس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ میں تو سو فیصد کیپٹن ہڈن ہوں۔ اوور۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تم نے چیف کے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ تم سنی گال سے سپلائی لائے تھے حالانکہ کیپٹن ہڈن آج کہیں نہیں گیا تھا۔ تمہارے جواب سے چیف کو یقین ہو گیا کہ تم کیپٹن ہڈن نہیں ہو۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگ اگر خود کو ہمارے حوالے نہ کرو تو بمباری کر کے تم سب کو ختم کر دیا جائے لہذا اگر تم

زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہیلی کاپٹر سے باہر ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور..... کیپٹن مائرس کی غراتی ہوئی آواز آئی تو اس کی دھمکی سن کر عمران کے ساتھی فکر مند ہو گئے۔

”سوری کیپٹن مائرس۔ ہیلی کاپٹر کے باہر جنگل سے ہمیں خوف آتا ہے۔ ہم باہر نکلیں گے تو آدم خور درندے ہمیں کھا جائیں گے یا درختوں میں چھپے نگانا قبیلے کے سپاہی ہمیں تیروں سے چھلنی کر ڈالیں گے۔ اور..... عمران نے اس مرتبہ اپنی آواز میں کہا۔

”اتنے ہی بزدل تھے تو ہیلی کاپٹر وہاں کیوں اتارا تھا۔ اور..... کیپٹن مائرس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”فیول ختم ہو گیا تھا اور چیف نے حکم دیا تھا کہ ہم فوراً لینڈنگ کریں کہ کہیں ہمارے ساتھ ہیلی کاپٹر بھی تباہ نہ ہو جائے اس لئے ہم نے یہ جگہ دیکھ کر ہیلی کاپٹر اتار لیا۔ تم ہماری جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ اور..... عمران نے بڑی سادگی سے جواب میں کہا۔

”مگر تم چیف کے ماتحت تو نہیں ہو پھر تم نے اس کے حکم کی تعمیل کیوں کی اور..... کیپٹن مائرس کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”کوئی نیک مشورہ دے تو قبول کر لینا چاہئے۔ کنفیوشس نے کہا ہے کہ ضرورت کے وقت دیواروں سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے۔ اور..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”بہر حال میں واپس آ رہا ہوں۔ اگر تم لوگ مجھے ہیلی کاپٹر کے باہر ہینڈز اپ کی پوزیشن میں نظر نہ آئے تو میں بلا توقف مشین

گنوں کے منہ کھول دوں گا۔ چاہے ہیلی کاپٹر تباہ ہونے سے بچ جائے یا نہ بچے کیونکہ چیف نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔ اور..... کیپٹن مائرس نے حتمی لہجے میں کہا۔

”او کے۔ تم آ جاؤ۔ ہم تمہاری خواہش کے مطابق ہیلی کاپٹر کے باہر ملیں گے۔ اس کے باوجود تم نے مشین گنوں کے منہ کھولے تو اس کا نتیجہ دیکھ لینا۔ اور..... عمران نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”کیا نتیجہ دیکھوں گا۔ کیا تم دھمکی دے رہے ہو۔ اور..... کیپٹن مائرس کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں پیارے۔ دھمکی تو کیا، میں تمہیں طلاق بھی نہیں دے سکتا۔ نتیجے کا مطلب ہے کہ تم ہماری لاشیں دیکھ لینا کہ ہم تمہاری مشین گنوں سے ہلاک ہوئے ہیں یا جنگل میں چھپے وحشیوں کے تیروں سے تاکہ تم چیف کو پورے وثوق سے یہ بتا کر انعام پاسکو کہ ہمیں قتل کرنے کا ناقابل فراموش، ناقابل یقین اور ناقابل تحسین کارنامہ صرف تم نے انجام دیا ہے۔ اور..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”تم بہت بکواس کرتے ہو لیکن یاد رکھو کہ اگر تم نے مجھے فریب دینے کی کوشش کی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اور اینڈ آل..... کیپٹن مائرس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”چلو دوستو۔ ہیلی کاپٹر کے پاس“..... عمران نے ممبرز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا آپ مائرس کے حکم کی تعمیل کریں گے“..... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مجبوری ہے پیارے۔ اگر اس نے اندھا دھند شیلنگ کی تو ہم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ ہری اپ“..... عمران نے آخر میں سخت لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی درختوں کی آڑ سے نکل کر میدان میں کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف چل دیئے۔

”کیا تم نہیں چلو گے“..... جولیا نے عمران سے پوچھا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی تھی۔

”نہیں۔ میں ذرا فارغ ہو کر آتا ہوں۔ پیٹ میں گڑ گڑاہٹ سی ہو رہی ہے“..... عمران نے تکلیف زدہ آواز میں کہا تو جولیا نے اس کی پشت کو گھونسا مارا اور درخت کی آڑ سے نکل کر ہیلی کاپٹر کے قریب کھڑے ممبرز کے پاس پہنچ گئی۔

”عمران صاحب نہیں آئے کیا“..... صفدر نے جولیا سے پوچھا۔

”نہیں۔ اس احمق کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ پیٹ میں گڑ بڑ تیار ہا تھا“..... جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا اور ممبرز کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ اس سمت میں دیکھنے لگے جس طرف سے ہیلی کاپٹر کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔

”ہاتھ بلند کر لو“..... صفدر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو

دوسرے ممبرز نے اس کی تقلید کی۔ چند لمحوں بعد درختوں سے کچھ بلندی پر اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو جولیا نے بے چینی سے ان درختوں کی طرف دیکھا جہاں عمران چھپا ہوا تھا لیکن عمران نظر نہ آیا۔ آنے والا ہیلی کاپٹر ان پر سرچ لائٹ کی روشنی ڈالتا ہوا گزر گیا پھر چھوٹا سا چکر لگا کر واپس آتا دکھائی دیا۔

”اب وہ ہمارے اوپر آ کر معلق ہو جائے گا“..... صفدر نے ہیلی کاپٹر پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا۔

”وہ گھامڑا بھی تک نہیں آیا۔ اگر ہیلی کاپٹر سے ہم پر شیلنگ کی گئی تو پھر“..... تنویر نے درختوں کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا پھر دوبارہ ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر اس جانب کے درختوں سے آگے میدان کی فضا میں پہنچتا، اچانک ایک کان پھاڑ دھماکے سے فضا گونج اٹھی۔

فوکس اپنے کمرے میں بیٹھا بے تابی سے سگار کے کش لیتے ہوئے اپنے سامنے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے کیپٹن مائرس کی کال کا انتظار تھا جس نے چند منٹ پہلے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی تھی کہ کیپٹن ہڈن کا ہیلی کاپٹر نگانا قبیلے کی بستی کے قریب چھوٹے سے میدان میں اتر چکا ہے اور وہ میدان اتنا بڑا نہیں کہ وہ اپنا ہیلی کاپٹر وہاں اتار سکے۔ فوکس نے کیپٹن مائرس کو حکم دیا تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر کیپٹن ہڈن کی آواز میں بات کرنے والے پاکیشیائی ایجنٹ کو بتائے کہ وہ کوئی مزاحمت نہ کریں اور خود کو مائرس کے حوالے کر دیں ورنہ انہیں ہیلی کاپٹر سمیت تباہ کر دیا جائے گا۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ اس دھمکی میں آکر ہتھیار ڈال دیں تو انہیں گرفتار کر لیا جائے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ نہ مانیں تو میدان سے کچھ فاصلے پر ہیلی کاپٹر میں موجود ایک درجن گارڈز کو زمین پر

اتارے اور وہ گارڈز خاموشی سے میدان میں پہنچ کر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کر دیں لیکن ہیلی کاپٹر ہر صورت میں محفوظ رہنا چاہئے۔ چند لمحے پہلے کیپٹن مائرس نے رپورٹ دی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ خود کو اس کے حوالے کرنے پر رضا مند ہو گئے ہیں اور اب وہ انہیں گرفتار کرنے واپس میدان کی طرف جا رہا ہے جہاں وہ لوگ اس کی ہدایت کے مطابق ہیلی کاپٹر کے قریب ہاتھ بلند کئے کھڑے ہوں گے اور وہ شیلنگ کر کے انہیں ہلاک کر دے گا تو فوکس نے اسے حکم دیا تھا کہ اس صورت میں انہیں ہلاک کرنے کی بجائے گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے۔ اب فوکس کیپٹن مائرس کی کامیابی کی خبر سننے کے لئے بے چین تھا۔ چند لمحے مزید گزر گئے پھر اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ سگنل کی آواز سننے ہی فوکس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ٹوڈ کالنگ۔ اوور“..... خلاف توقع ٹرانسمیٹر سے کیپٹن مائرس کی بجائے ٹوڈ کی آواز ابھری تو فوکس کو غصہ آ گیا۔ ”پس ٹوڈ۔ فوکس رسیونگ یو۔ کیا اس وقت کال کرنا ضروری تھا ہے وقف آدمی۔ اوور“..... فوکس نے غضبناک لہجے میں کہا۔ ”پس چیف۔ آپ کے حکم پر میں اپنے گارڈز کے ساتھ اس طرف جا رہا تھا جس سمت میں کیپٹن ہڈن کا ہیلی کاپٹر گیا تھا لیکن ابھی ابھی اس سمت سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے ٹوڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ دھماکا کیسا تھا۔ کیا بم بلاسٹ ہوا ہے۔ اوور“..... فوکس نے چوکتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

”یس چیف۔ بم یا راکٹ پھٹنے کا دھماکا تھا۔ حتمی طور پر نہیں بتا سکتا کیونکہ دھماکے کی آواز یہاں سے کم از کم ایک کلومیٹر دور سے آئی تھی۔ اوور“..... ٹوڈ نے جواباً کہا۔

”اوہ۔ کہیں کیپٹن مائرس نے پاکیشیائی ایجنٹوں پر تو بم نہیں پھینک دیا۔ تم فوراً وہاں پہنچنے کی کوشش کرو۔ میں ٹرانسمیٹر پر کیپٹن مائرس سے معلوم کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل“..... فوکس نے انتہائی اضطراب بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر کیپٹن مائرس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن مائرس۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... فوکس نے تیزی سے کہا۔

کئی لمحے گزر گئے۔ وہ بار بار اپنے جملے دوہراتا رہا لیکن ٹرانسمیٹر سے جواباً کوئی آواز نہ ابھری تو اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے دماغ میں یہ سوال گردش کرنے لگا کہ کیپٹن مائرس نے کال کیوں اٹینڈ نہیں کی۔ کہیں پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس کے ہیلی کاپٹر کو تو نشانہ نہیں بنا ڈالا مگر پھر اس کے ذہن نے خود ہی اس خیال کو رد کر دیا کہ دھماکا بم پھٹنے یا راکٹ کا تھا تو پاکیشیائی ایجنٹوں کے پاس راکٹ یا بم کہاں سے آ گئے جبکہ انہیں ٹرین کے سفر کے دوران بے ہوش کر کے ٹرک میں

ڈالا گیا تھا اور ان کا اسلحہ و دیگر سامان ٹرین میں ہی رہ گیا ہوگا۔ یہ خیال آنے پر اس نے بندھ کے آفس انچارج سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ریگن۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... وہ ریگن کو کال کرنے لگا۔

”یس چیف۔ ریگن رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ریگن کی مؤدبانہ آواز ابھری۔

”ریگن۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹرین سے اغوا کرنے والے گارڈز نے تمہیں بتایا ہے کہ اغوا ہونے والے ایجنٹوں کے پاس موجود سامان کا انہوں نے کیا کیا اور وہ سامان اب کہاں ہے۔ اوور“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”نوسر۔ نہ انہوں نے بتایا اور نہ میں نے پوچھا۔ اوور“۔ دوسری طرف سے ریگن کی شیطانی ہوئی سی آواز آئی۔

”کیوں۔ کیا وہ گارڈز واپس تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان سے معلوم کرو۔ اوور“..... فوکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری چیف۔ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے۔ شاید وہ پہنچنے ہی والے ہوں۔ اوور“..... ریگن نے جواب میں کہا۔

”وہ اب کبھی نہیں پہنچیں گے ریگن۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ریڈ پوائنٹ کے قریب انہیں ختم کر ڈالا ہے۔ وہاں گلبرٹ کا ٹرک اور

گارڈز کی لاشیں پڑی ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کے بعد پاکیشیائی ایجنٹوں نے ریڈ پوائنٹ کے تمام عملہ کو بھی ختم کر ڈالا اور وہاں سے نچر اور گارڈز لے کر ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اور۔۔۔ فوکس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ مگر چیف۔ ریڈ پوائنٹ کے انچارج جیرالڈ نے تو مجھے بتایا تھا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو لاک اپ میں بند کر دیا اور وہ ایجنٹ بے ہوش اور بندھے ہوئے تھے۔ اور۔۔۔ ریگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے اسے کال کیا تھا یا اس نے خود سے تمہیں کال کر کے بتایا تھا۔ تم نے گلبرٹ سے کیوں نہیں پوچھا تھا کہ وہ ریڈ پوائنٹ سے واپس آ رہا ہے یا نہیں۔ اور۔۔۔ فوکس نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”میں نے گلبرٹ سے کئی مرتبہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی چیف مگر ناکام رہا۔ جیرالڈ کو ایک مرتبہ میں نے کال کی تھی۔ اس کے بعد اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ آپ نے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کو رات بھر ریڈ پوائنٹ پر ہی رکھنے کا حکم دیا تھا۔ اور۔۔۔ ریگن کی آواز سنائی دی۔

”مگر مقدس دیوی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم نے مجھ سے غلط بیانی کی تھی اور پاکیشیائی ایجنٹ اپنے سامان اور اسلحہ سمیت ہوش و حواس میں ٹرین سے اتر کر گلبرٹ کے ٹرک تک پہنچے تھے۔

ان کے ساتھ صرف ایک سیاہ قام گارڈ تھا جس کی لاش سڑک کے قریب ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعے دیکھی گئی تھی۔ اور۔۔۔ فوکس نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو دوسری طرف سے ریگن کچھ نہ بولا۔

”جواب دو ریگن۔ سچ بتا دو ورنہ دیوی کے عتاب سے نہیں بچ سکو گے۔ اور۔۔۔ فوکس نے دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔

”س۔ سو۔ سوری چیف۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی کہ سزا کے خوف سے میں نے بات کو چھپانے کی کوشش کی تھی لیکن قصور میرا نہیں تھا۔ پہلے مجھے کوئٹا نے غلط رپورٹ دی تھی۔ بعد میں گلبرٹ نے کوئٹا کے بارے میں بتایا کہ اس کا ٹرانسمیٹر کھو گیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو گارڈ سمیت ریڈ پوائنٹ کی طرف لے جا رہا ہے۔ اور۔۔۔ ریگن نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ ان دونوں نے غلط رپورٹ دی تھی۔ اور۔۔۔ فوکس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”دراصل ریلوے اسٹیشن پر ڈیوٹی دینے والے میرے ماتحت فوسٹر نے مجھے اطلاع دی تھی کہ دارالحکومت سے آنے والی ٹرین کے ایک کیبن سے ہمارے ایک گارڈ کی لاش برآمد ہوئی ہے جسے گرون توڑ کر ہلاک کیا گیا۔ یہ گارڈ کوئٹا کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اغوا کرنے کے لئے گیا تھا۔ اس اطلاع پر میں نے فوسٹر کو پاکیشیائی ایجنٹوں کے کیبن میں سامان وغیرہ چیک کرنے کا حکم دیا تو اسے سامان وغیرہ نہ ملا البتہ ایک کیبن میں کوئٹا کے باقی

گارڈز پڑے مل گئے جو بے ہوش تھے اور کیبن کا دروازہ باہر سے بند تھا۔

غالباً انہیں اسی گیس بم سے بے ہوش کیا گیا تھا جو انہیں دشمن ایجنٹوں کو بے ہوش کرنے کے لئے دیا گیا تھا لیکن مجھے یہ سب کچھ اس وقت معلوم ہوا جب گلبرٹ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ریڈ پوائنٹ پر پہنچا چکا تھا۔ میں نے گلبرٹ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے پر جیرالڈ سے دوبارہ بات کی تو اس نے تصدیق کی۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے گلبرٹ اور کوئڈا کو راستے میں ہی ہلاک کر دیا تھا مگر یہاں پہنچتے ہی جیرالڈ نے دوبارہ ان پر قابو پا کر انہیں لاک اپ میں بند کر دیا چنانچہ میں نے آپ کے خوف سے یہ تمام حقیقت آپ کو نہیں بتائی تھی۔ اور..... دوسری طرف سے ریگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال خود کو سزا کے لئے تیار رکھو۔ اگر تم شروع سے ہی مجھے یہ سب کچھ بتا دیتے تو پاکیشیائی ایجنٹ کیپٹن ہڈن کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے اس طرف نہ پہنچ پاتے۔ اور اینڈ آل۔“ فوکس نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے ریگن پر بے تحاشا غصہ آ رہا تھا جس کے سبب اس کے چہرے کے خدو خال بگڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک سگار سلگایا اور کش لینے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے انٹرکام آن کیا اور دو مین پریس کر دیئے۔

”یس چیف۔ رائگ چو بول رہا ہوں“..... ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے آواز ابھری جس کا لہجہ شوگرانی تھا۔

”رائگ چو۔ بنڈا میں سب آفس انچارج ریگن کے ڈیوٹی وارنٹ جاری کر دو“..... فوکس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر“..... دوسری طرف سے رائگ چو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ نگانا قبیلے کی بستی کے باہر موجود ہیں۔ ان میں سے جوزف نامی شخص کا تعلق اسی قبیلے سے ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جوزف کے توسط سے نگانا کے پجاریوں کی مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی کوشش کو ہر قیمت پر ناکام بنانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ویس آل“..... فوکس نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میں انہیں بستی تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دوں گا“..... رائگ چو نے تیزی سے کہا۔

”نہیں۔ فی الحال میں انہیں زندہ گرفتار کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر وہ نہ پکڑے گئے تو میں تمہیں ان کی ہلاکت کا حکم دے دوں گا۔ یاد رکھو اگر وہ نگانا قبیلے کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے تو ان پر قابو پانا بے حد دشوار ہو جائے گا اور ہیڈ کوارٹر کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔ کم از کم علی عمران کی گرفتاری بے حد ضروری ہے“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا انتظام کرتا ہوں“۔ رائگ

چوکی آواز آئی تو فوکس نے مزید کچھ کہے بغیر ہاتھ بڑھا کر انٹرکام آف کر دیا پھر تقریباً نصف گھنٹہ بعد ٹراسمیٹر پر چیک پوسٹ ون کے انچارج نے رپورٹ دی تو فوکس رپورٹ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

دھماکا اس قدر شدید تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز اپنی جگہ پر لڑکھڑا گئے۔ انہیں میدان کے سرے پر واقع درختوں کے اوپر فضا میں ہیلی کاپٹر کے جلتے ہوئے ٹکڑے نیچے گرتے دکھائی دیئے تو وہ تیزی سے سنبھل کر چند قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر کا ٹوٹا ہوا دروازہ ان کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آگرا۔ تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا زیادہ تر ملبہ درختوں پر ہی گرا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ سب کے ذہنوں میں ایک ہی سوال تھا کہ کیپٹن مائرس کا ہیلی کاپٹر کیسے تباہ ہوا۔

”اور پیچھے ہٹ آؤ۔ ابھی ہیلی کاپٹر کا فیول ٹینک پھٹے گا تو دور تک آگے پھیل جائے گا“..... دفعتاً عقب سے انہیں عمران کی آواز سنائی دی تو سب نے پلٹ کر اس سمت دیکھا۔ عمران درختوں کے

ہے“..... جوزف نے جیتتی ہوئی آواز میں کہا مگر فوری طور پر کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے ساتھی کچھ مضطرب ہو گئے۔ کئی لمحے خاموشی سے گزر گئے۔

”لو۔ وہ جوزف کو جانتے ہی نہیں تو جواب کیوں دیں گے۔“
تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اس سے پہلے کہ کوئی دوسرا ممبر لب کشائی کرتا اچانک انہیں ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی جو اسی جانب سے بلند ہوئی تھی جس طرف سے کسی جنگلی کی آواز آئی تھی۔ کسی نے ڈھول پر تین مرتبہ ضرب لگائی تھی۔ وہ ڈھول خاموش ہوا تو دوسرا ڈھول پیٹا گیا مگر یہ آواز زیادہ دور سے آئی تھی اور اسی ترتیب سے متواتر ڈھول کی آواز بتدریج دور ہوتی ہوئی معدوم ہو گئی۔

”باس۔ باس۔ انہوں نے بستی میں میری آمد کی خبر روانہ کر دی ہے“..... جوزف نے پلٹ کر خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

”کیا بک رہے ہو شب تار کے بچے۔ انہوں نے صرف خبر رواۃ کی ہے تمہارا نام نہیں لیا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ آپ نے شاید غور نہیں کیا کہ جنگل میں چھپے قبیلے کے سپاہیوں نے اپنے اپنے نقارے پر تین مرتبہ ایک ایک سیکڑ کے وقفے سے چوٹ لگائی ہے۔ اس طرح سے نقارہ صرف اس صورت میں پیٹا جاتا ہے جب قبیلے کے سردار کی آمد سے قبیلے کو مطلع کرنا مقصود ہو“..... جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ میں نے کیا ننگ دھڑنگ جوانوں کا اچار ڈالنا ہے“..... عمران نے جوزف کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
”تو پھر تم نے جوزف سے سوال کیوں کیا“..... جولیا نے تیزی سے پوچھا۔

”مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہمیں دشمن سمجھ کر حملہ نہ کر دیں۔ جوزف تم آواز دو۔ اگر تمہارے قبیلے کے سپاہی درختوں پر چھپے ہوئے ہیں تو انہیں اپنے بارے میں بتا دو“..... عمران نے جولیا کو جواب دینے کے بعد جوزف سے کہا تو اس نے ایک ہاتھ سے بھونپو بنا کر ہونٹوں کے قریب کیا پھر اس کے حلق سے ایک جیتتی ہوئی جنگلی آواز نکل کر دور تک پھیلتی چلی گئی۔ عمران کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی جنگلی بھینسا چنگھاڑا ہو۔ ابھی جوزف کی آواز کی بازگشت پوری طرح معدوم نہ ہوئی تھی کہ کچھ فاصلے سے دیسی ہی آواز ابھری اور جوزف رک گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی رک کر دائیں جانب دیکھنے لگے۔ جوابی آواز اسی طرف کے درختوں سے آئی تھی۔

”نگانا کے بہادرو۔ میں تمہارے مرحوم سردار کا بیٹا جوزف ہوں۔ تمہاری بے وفا نگانا دیوی کی قسم۔ جوزف کے نیزے میں اب بھی وہی طاقت اور چمک ہے جس سے دشمن جنگجوؤں کے پتے پانی ہو جاتے تھے۔ سامنے آ کر جوزف کا استقبال کرو کہ وہ ایک مرتبہ پھر تمہارا نجات دہندہ بن کر تمہاری سر زمین پر اتر چکا

”اچھا۔ اچھا۔ زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں۔ آگے بڑھو ورنہ ایک ہی گھونے میں تمہیں بستی میں پہنچا دوں گا۔“..... عمران نے غراتی ہوئی آواز میں کہا تو جوزف آگے بڑھنے لگا۔ ممبرز بھی دوبارہ قدم اٹھانے لگے لیکن ابھی وہ پندرہ بیس قدم ہی چلے تھے کہ اچانک سامنے والے درختوں سے کوئی چیز زمین پر آگری۔ جوزف نے فوراً ٹارچ کی روشنی اس پر ڈالی تو تمام ممبرز بے اختیار چونک کر اپنی جگہ رکتے چلے گئے۔ ٹارچ کی روشنی میں چند قدم کے فاصلے پر ایک نیم برہنہ سیاہ فام جنگلی نیزا زمین پر ٹکائے اور ایک ہاتھ گھٹنے پر رکھے رکوع کے انداز میں جھکا ہوا تھا جیسے انہیں تعظیم دے رہا ہو۔ جھک کر اس نے جوزف کو افریقی زبان میں مخاطب کیا۔

”سردار جوزف۔ میرا سلام قبول کرو۔ میں گوگڑا ہوں۔“..... جنگلی کے منہ سے الفاظ نکلے۔ اس کی زبان ممبرز بخوبی سمجھ رہے تھے۔

”کھڑے ہو جاؤ بہادر گوگڑا۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔“

جوزف نے جواباً بڑے پروقار لہجے میں کہا تو جنگلی سیدھا کھڑا ہو گیا اور ٹارچ کی روشنی کا دائرہ اس کے سینے کے نیچے پڑنے لگا۔ عمران کے ساتھی حیرت سے اس جنگلی کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے برہنہ سینے پر سفید مٹی سے چند متوازی لکیریں کھینچی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے کے خدو خال جوزف سے ملتے جلتے تھے۔

”سردار جوزف عظیم ہے۔ وہ اپنے پیاروں کو کبھی نہیں بھولتا۔“

گوگڑا نے خوشی سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

”گوگڑا۔ بستی میں چلو۔ میرے ساتھ میرے خاص دوست آئے ہیں جو تمہیں پشپا دیوی کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں اور یہ میرا آقا ہے جس نے اب تک مجھے زندہ رکھا کہ ایک دن ٹکانا قبیلے کے پجاریوں کو میری ضرورت پڑے گی۔“..... جوزف نے گوگڑا سے کہا اور عمران کی طرف اشارہ کیا تو گوگڑا نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھا پھر یکدم پہلے کی طرح عمران کے آگے رکوع کے انداز میں جھک گیا تو ممبرز نے مسکرا کر عمران کی طرف دیکھا اور عمران پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی۔

”کک۔ کوگڑا۔ کیوں مجھے گناہ گار کر رہے ہو۔ میں انسان ہوں، شیطان نہیں۔“..... عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”میرا نام کوگڑا نہیں گوگڑا ہے سردار جوزف کے آقا اور سردار کے آقا کی تعظیم کرنا میرا فرض ہے۔“..... گوگڑا نے سیدھے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

”اچھا۔ اچھا۔ زیادہ خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں۔ بستی میں چلو۔“..... عمران نے غصے سے کہا۔

”جوزف کے آقا۔ بستی والے خود تم لوگوں کے استقبال کے لئے آ رہے ہیں۔ انہیں اطلاع مل چکی ہے کہ قبیلے کا سردار آ گیا ہے۔ وہ تم سب کو پاکی میں بٹھا کر لے جائیں گے۔“..... گوگڑا نے جواباً کہا۔

”اوہ۔ مگر میں دولہا تو نہیں ہوں۔ میری شادی تو سو سال بعد

جوزف سے پوچھا۔

”پتا نہیں مسی۔ شاید اس کا تعلق پشپا دیوی سے ہے۔ گوگڑا نے اسی کا نام لیا تھا“..... جوزف نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”مگر گوگڑا کیوں بھاگ گیا ہے“..... صفدر نے تیزی سے کہا۔

”پشپا دیوی کے عتاب کے ڈر سے“..... جوزف نے جواب میں کہا۔

”بکواس ہے۔ تم اپنے ریوالور نکال کر آگے بڑھو۔ میں دیکھ لوں گا اس پشپا کی بچی کو“..... اچانک عمران نے سخت لہجے میں کہا تو زنانے دار آواز یکدم بند ہو گئی۔

”تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتے علی عمران اور نہ ہی تم لوگوں کا اسلحہ تمہیں میرے عتاب سے بچا سکتا ہے“..... ایک لمحہ بعد انہیں انسانی اور نسوانی آواز سنائی دی تو تمام ممبرز بے اختیار اچھل پڑے۔ وہ نسوانی مگر سخت آواز ان کے عقب سے ابھری تھی۔ سب لوگوں نے پلٹ کر اس طرف نارچوں کی روشنی پھینکی مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے سبب روشنی دور تک نہیں جا رہی تھی۔

”سک۔ کیوں نہیں دیکھ سکتا۔ میری آنکھوں میں مگرے تو نہیں ہیں دیوی صاحبہ“..... عمران کے منہ سے بوکھلائی ہوئی آواز نکلی تو جواب میں ایک مترنم سی ہنسی سنائی دی۔

”اس لئے کہ میں ایک روح ہوں۔ جب تک میں خود نہ چاہوں کوئی مجھے نہیں دیکھ سکتا“..... نسوانی آواز دوبارہ ابھری۔

ہوگی“..... عمران نے تیزی سے کہا تو اس کے ساتھی مسکرانے لگے۔ ”باس۔ گوگڑا ٹھیک کہہ رہا ہے۔ قبیلے والے ہمارے استقبال کے لئے چل پڑے ہوں گے“..... جوزف نے پلٹ کر عمران سے کہا۔

”اور ان سے پہلے دشمن ہمارے تعاقب میں پہنچ گئے تو کون ذمہ دار ہوگا کالے چھوٹندڑ“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”گوگڑا۔ ہمیں جلدی ہے۔ آگے بڑھو“..... جوزف نے گوگڑا سے حکمانہ لہجے میں کہا تو وہ دوبارہ کچھ کہے بغیر پلٹ کر چل دیا۔ جوزف اور عمران سمیت تمام ممبرز بھی دوبارہ قدم بڑھانے لگے لیکن ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ فضا میں ایک عجیب سی زنانے دار آواز گونجنے لگی۔ وہ آواز سنتے ہی سب یکدم رک گئے۔

”پپ۔ پشپا دیوی“..... گوگڑا کے حلق سے دہشت زدہ سی چیختی ہوئی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بائیں جانب واقع جھاڑی کی طرف زقند بھری۔ دوسرے ہی لمحے وہ جھاڑی کے عقب میں جا گرا پھر اس کے دوڑتے قدموں کی آہٹیں سنائی دینے لگیں جو بتدریج دور ہوتی چلی گئیں۔ گوگڑا کے اس طرح بدحواس ہو کر بھاگنے پر عمران کے ساتھی اپنے جسموں میں سنسناہٹ سی محسوس کرنے لگے۔ زنانے دار آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔ عمران بھی پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔

”جوزف۔ یہ کیسی آواز ہے“..... جولیا نے پریشان سی آواز میں

ابھری۔

”لو۔ روزانہ تو خواب میں دیکھتا ہوں تمہیں۔ کیا رات کو آنکھوں پر چشمہ لگا کر سویا کروں“..... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ اس قسم کی بکواس کر کے تم اپنی ساتھی جولیہ فٹنر واٹر کو تو متاثر کر سکتے ہو لیکن ایک روح کو نہیں“..... جواب میں دیوی نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ فلٹر واٹر لیک ہو چکا ہے۔ اب اس میں پانی کی بجائے سینڈل نکلتے ہیں۔ کیا تم بھی سینڈل پہنتی ہو یا پٹھے پرانے جوگر سے کام چلا رہی ہو جسے پہن کر تم کبھی میرے ساتھ پارک میں جوگنگ کیا کرتی تھیں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور جوزف کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ جولیہ اور چوہان کو بستی کی طرف لے جائے۔

”عمران۔ تم اتنے احمق نہیں ہو کہ کسی روح سے اتنے بے خوف ہو کر کلام کرو۔ یقیناً تم مجھے عام عورت سمجھ رہے ہو۔ ابھی تمہاری غلط فہمی دور ہو جاتی ہے“..... پشپا دیوی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ میں تمہیں عورت سمجھتا تو تمہارے سینڈلوں سے ڈر کر بھاگ جاتا۔ میں تو تمہیں اپنی روح سمجھ کر تم سے حال دل کہہ رہا ہوں۔ اب سامنے آ جاؤ اور مزید مت تڑپاؤ“..... عمران نے رومانٹک لہجے میں کہا۔ جولیہ اور چوہان جوزف کے ساتھ بستی کی

”لیکن میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں پشپا۔ تمہارے ورشن کے لئے اتنا طویل سفر کر کے جنگلوں کی خاک چھانتا پھر رہا ہوں۔ اگر تم نے مجھے اپنے دیدار سے محروم رکھا تو یہ میرے عشق کی توہین ہو گی“..... عمران نے دکھ بھری آواز میں کہا۔

”دیدار کرا بھی دوں تو تم کچھ نہیں کر سکو گے عمران“..... پشپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

”تم آزما کر تو دیکھ لو اپنے دیوانے کو۔ لیلیٰ لیلیٰ پکارتے صحرا میں نہ نکل جاؤں تو پھر کہنا“..... عمران نے تیزی سے کہا۔

”نہیں۔ اب تم کہیں نہیں جا سکتے عمران۔ بے شک کوشش کر کے دیکھ لو۔ پہلے قدم پر ہی تم سب موت کی آغوش میں جا پہنچو گے“۔ پشپا دیوی نے سخت لہجے میں کہا۔

”ایسا ظلم مت کرو۔ موت کی بجائے ہم تمہاری آغوش میں سکون لینا چاہتے ہیں۔ یقین کرو تین دن سے تمہاری یاد میں ایک ایک لمحہ جاگ کر گزارا ہے اس امید پر کہ کبھی تو تم کو یاد آئیں گی، وہ بہاریں وہ سماں“..... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور ساتھ ہی ہاتھ سے صدف، تنویر اور خاور کو اس سمت بڑھنے کا اشارہ کیا جس طرف سے دیوی کی آواز آرہی تھی تو تینوں ممبرز ٹارچیں روشن کئے اس طرف سے بڑھنے لگے۔

”میں نہیں مانتی۔ جب تم نے مجھے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تو پھر کیوں مجھ سے عشق جتا رہے ہو“..... پشپا دیوی کی غصیلی آواز

جانب درختوں کی آڑ میں پہنچ چکے تھے۔

”ابھی تم ساری چوڑیاں بھول جاؤ گے عمران۔ لو میں آ رہی ہوں نیچے“..... پشپا دیوی کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا لیکن اوپر درختوں کی گھنی شاخوں کے سوا کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ درختوں کی شاخوں نے آپس میں مل کر ایک جال سا بنا دیا تھا اور اس میں سے آسمان کے ستارے نظر نہ آ رہے تھے۔ عمران اپنی جیب سے ٹارچ نکال کر اس کی روشنی اوپر کی جانب ڈالنے لگا لیکن اسی لمحے اسے یکدم اپنے ہاتھ پاؤں سے ہوتے اور دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے چونکتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس کا ذہن ماؤف اور جسم بے جان ہوتا جا رہا تھا۔ ٹارچ اس کے ہاتھ سے گر گئی پھر وہ خود بھی لڑکھڑا کر زمین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

صفدر، خاور اور تنویر عمران کی ہدایت پر اس سمت میں بڑھ رہے تھے جس طرف سے پشپا دیوی کی آواز آ رہی تھی۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں ٹارچیں اور ریوالور تھے۔ عمران نے چونکہ انہیں صرف ہاتھ کے اشارے سے اس طرف جانے کو کہا تھا اور کوئی واضح ہدایت نہیں کی تھی اس لئے ان کی سمجھ میں یہی آیا کہ عمران انہیں اس مقام سے دور ہٹانا چاہتا ہے تاکہ اگر ان پر کسی قسم کا حملہ ہو تو وہ سب ہی حملے کی زد میں نہ آ جائیں یا پھر اس طرف دیوی کے غلاموں کی موجودگی کا پتا چلانا تھا۔ چنانچہ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ پشپا دیوی اور عمران کی آواز آہستہ آہستہ معدوم ہوتی جا رہی تھی پھر اچانک ہی وہ ہوا جس کی انہیں خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ یکدم ان کے آس پاس کے درختوں سے چند سیاہ فام افراد نے ان پر چھلانگیں لگا دیں۔ یہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ

صفدر، تنویر اور خاور سنبھل نہ سکے۔ ان کے ہاتھوں سے ریوالور اور ٹارچیں گر گئیں اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر آ پڑے۔ صفدر نے گرتے ہی پلٹا کھایا اور خود پر گرنے والے شخص کی ناک پر گھونسا رسید کر دیا۔

زمین پر گر کر تین ٹارچوں میں سے دو تو بجھ گئی تھیں اور صرف ایک ٹارچ روشن رہی تھی جس کی روشنی ایک درخت کے تنے سے ٹکرا کر پھیل رہی تھی۔ نیم اجالے میں صفدر نے حملہ آوروں کا ہلکا سا جائزہ لیا تھا۔ وہ تعداد میں آٹھ نیگرو تھے اور ان کے جسموں پر نیلے رنگ کی وردیاں انہیں مجرم تنظیم کے گارڈز شو کر رہی تھیں۔ گھونسا کھانے والا گارڈ درد کی شدت سے ہلپٹاتا ہوا دوسری طرف لڑھک گیا۔ صفدر اچھل کر کھڑا ہوا اور اسی لمحے عقب سے دو گارڈز نے اسے جکڑ لیا۔ تنویر اور خاور کو بھی دو، دو سیاہ فاموں نے گرفت میں لے رکھا تھا۔ سیاہ فام کافی تنومند اور گراڈیل قسم کے تھے جنہوں نے ان تینوں کے بازو اس مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے تھے کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کوشش کے باوجود بے بس ہو کر رہ گئے تھے۔ دفعتاً بائیں جانب کے ایک درخت کی آڑ سے ایک مسلح شخص برآمد ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے میں مشین پستل دبا ہوا تھا اور وہ چہرے سے سفید قام اکیکریمین لگ رہا تھا۔ اسی لمحے صفدر کے گھونسے کا نشانہ بننے والا سیاہ فام بھی زمین سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی ناک سے خون ٹپک رہا

تھا اور وہ صفدر کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا پھر وہ دانت کچکچاتا ہوا صفدر کی طرف لپکا۔

”ٹھہرو“..... مسلح شخص کے حلق سے غراتی ہوئی آواز نکلی اور وہ زخمی ناک والا گارڈ فوراً ہی اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔

”مسٹر ٹوڈ۔ اس نے مجھے زخمی کیا ہے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا“..... اس گارڈ نے صفدر کو گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ تمہارا انتقام اس آدمی سے مقدس روح خود لے گی۔ فی الحال ان کے ریوالور اور ٹارچیں اٹھا لو۔ ابھی ان کے باقی ساتھیوں کو بھی گرفتار کرنا ہے“..... ٹوڈ نامی شخص نے سخت لہجے میں کہا تو زخمی ناک والے گارڈ نے سر جھٹکا اور زمین سے تینوں ریوالور اور ٹارچیں اٹھا کر اپنی جیبوں میں ٹھونسنے لگا۔

”تمہارے باقی ساتھی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں“..... ٹوڈ نے تنویر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”میں نہیں جانتا۔ تم کون ہو“..... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے کیپٹن مائرس کا ہیلی کاپٹر کیوں تباہ کیا“..... ٹوڈ نے جواب دینے کی بجائے پھر سوال کر دیا۔

”تم کیسے کہہ سکتے ہو مسٹر ٹوڈ کہ ہیلی کاپٹر ہم نے تباہ کیا ہے جبکہ ہمارے پاس صرف ریوالور تھے“..... صفدر نے ٹوڈ کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا۔

”میں چیک پوسٹ ون سے ہی تمہارے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ تم لوگ کیپٹن ہڈن پر قابو پا کر اس کے ہیلی کاپٹر کو اس جانب لائے تھے۔ بہر حال یہ سب کچھ بتانے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ چیف نے مجھے تمہاری ہلاکت کا حکم دیا تھا۔ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو مزاحمت ترک کر دو تاکہ تمہیں زندہ حالت میں ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے“..... ٹوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور اسی لمحے اس کی جیب سے سیٹی کی مخصوص آواز ابھرنے لگی تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی سے نکل رہی تھی۔

”کپاڑو۔ ان لوگوں کا خیال رکھو۔ اگر یہ ذرا بھی جدوجہد کریں تو ان کی گردنیں توڑ ڈالو“..... ٹوڈ نے کسی گارڈ کا نام لے کر حکم دیا۔ لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ٹوڈ۔ فوکس کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے فوکس کی مخصوص آواز بلند ہوئی۔

”ہیلو چیف۔ ٹوڈ ریپونگ یو۔ اوور“..... ٹوڈ نے جواباً انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا خبر ہے ٹوڈ۔ کیا تم ہیلی کاپٹر تک پہنچ چکے ہو“۔ ٹرانسمیٹر سے فوکس کی آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ کیپٹن مارٹن کا ہیلی کاپٹر اس میدان کے کنارے

تباہ ہوا ہے جہاں کیپٹن ہڈن کا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا مگر وہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود نہیں تھے۔ چنانچہ میں گارڈز کے ساتھ پیش قدمی کرتا رہا پھر سامنے کی طرف سے آنے والی ٹارچوں کی روشنی دیکھ کر ہم رک گئے۔ جونہی تین پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے قریب پہنچے ہم نے ان پر حملہ کر کے انہیں پکڑ لیا۔ اب وہ میرے گارڈز کی گرفت میں بے بس کھڑے ہیں۔ اوور“..... ٹوڈ نے صفدر، خاور اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب میں کہا۔

”گڈ۔ مقدس دیوی نے ان کے باقی ساتھیوں کو بے کار کر دیا ہے۔ تم انہیں بے کار کر دو۔ باقی ہدایات بعد میں دی جائیں گی۔ اگر یہ لوگ مزاحمت کریں تو انہیں قتل کر کے گارڈز میں ان کا گوشت تقسیم کر دو۔ اوور اینڈ آل“..... فوکس نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر پر خاموشی پھیل گئی تو ٹوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

”تم لوگوں نے چیف کا حکم سن لیا ہے۔ ناگ دیوتا کے پجاری یہ گارڈز بڑے شوق سے انسانی گوشت کھاتے ہیں۔ اگر تم ان کی غذا نہیں بننا چاہتے تو ہاتھ بلند کر کے زمین پر بیٹھ جاؤ“..... ٹوڈ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے سیاہ فام گارڈز کو ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا تو وہ چھ گارڈز صفدر، تنویر اور خاور کو اپنی گرفت سے آزاد کر کے پیچھے بٹھے اور انہوں نے اپنے ہولسٹرز سے ریوالور نکال کر تینوں ممبرز پر تان لئے۔ خاور اور تنویر نے سوالیہ نگاہوں

سے صفدر کی طرف دیکھا۔

”فی الحال خود کو ان کے حوالے کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے“..... صفدر نے آہستہ سے اردو میں کہا اور ہاتھ بلند کر کے زمین پر بیٹھ گیا۔ خاور اور تنویر نے بھی اس کی تنقید کی اور اسی لمحے ان کے عقب میں کھڑے گارڈز نے ان کے سروں پر ریوالور کے دسے رسید کر دیئے۔ نتیجے میں صفدر، خاور اور تنویر کراہتے ہوئے زمین پر لڑھک گئے اور ان کے ذہنوں پر گھور تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ پھر نہ جانے انہیں کس وقت ہوش آیا۔ اس کا انہیں کچھ اندازہ نہ ہو سکا کیونکہ ان کے چاروں طرف گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ جگہ یقیناً تنگ اور بند تھی کیونکہ وہ ایک دوسرے کی سانسوں کی بازگشت بخوبی سن رہے تھے۔ پوری طرح حواس بحال ہونے پر صفدر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے دائیں بائیں ٹٹولنے والے انداز میں ہاتھ پھیلانے تو ایک ہاتھ کسی کچی دیوار سے ٹکرایا اور دوسرا ہاتھ انسانی جسم سے۔

”کون ہو“..... صفدر نے پوچھا تو اس کی آواز اس طرح گونجی جیسے کسی گنبد سے آئی ہو۔

”میں ہوں صفدر“..... جواب میں خاور کی آواز ابھری۔

”کیا تنویر بھی موجود ہے“..... صفدر نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”لیں صفدر۔ میں ادھر موجود ہوں“..... صفدر کے عقب سے

تنویر کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اپنی جیبیں ٹٹولیں لیکن اس کی جیبیں فقیر کی جھولی کی طرح خالی تھیں۔

”یہ کون سی جگہ ہے صفدر۔ ہم کہاں ہیں“..... تاریکی میں خاور کی آواز بلند ہوئی۔

”واہ۔ تم تو یوں پوچھ رہے ہو جیسے میں برسوں سے یہاں رہ رہا ہوں۔ اپنا لائسنس جلاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے ہمیں کسی کنویں میں پھینکا ہے یا کسی کھائی میں“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میری جیبوں میں ایک تنکا بھی باقی نہیں چھوڑا گیا۔“

جواب میں خاور کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میری جیبیں بھی خالی کر دی گئی ہیں“..... تنویر نے کہا۔

”خیر۔ تم اپنی جگہ موجود رہو۔ میں دیکھتا ہوں یہ کس قسم کی جگہ ہے۔ نہ جانے ان لوگوں نے ہمارے باقی ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے“..... صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے آگے بڑھنے لگا۔ اس نے بائیں ہاتھ اس جانب دیوار پر رکھا ہوا تھا۔ تقریباً دس قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رک گیا کیونکہ آگے بھی دیوار تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر ہاتھ بلند کئے تو اس کے ہاتھ چھت کو چھونے لگے۔ وہ بھی کچی مٹی کی تھی۔ پھر وہ مڑا اور سامنے والی دیوار کے ساتھ ساتھ چلا تو اس کا بڑھا ہوا ہاتھ اس طرف کی دیوار سے ٹکرایا۔ اس سے صفدر کو اندازہ ہوا کہ وہ اس

وقت کسی غار کے اندر قید تھے جس کی چوڑائی چھ سات فٹ سے زیادہ نہ تھی پھر صفدر دوسری دیوار کو ٹٹولتا ہوا واپس تنویر اور خاور کی طرف بڑھنے لگا۔ چند قدم کے بعد اچانک اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرا گیا۔

”کک۔ کون ہے“ فوراً ہی خاور کی خوفزدہ سی آواز بلند ہوئی اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں ہوں پیارے۔ ڈر کیوں گئے“..... صفدر نے کہا۔
 ”صفدر۔ کچھ پتا چلا“..... خاور نے ندامت آمیز لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ یہ کوئی غار ہے۔ اسی طرف سے بند ہے۔ ہو سکتا ہے دوسری جانب اس کا دہانہ ہو۔ آگے سے ہٹ جاؤ“..... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور خاور اس کے راستے سے بائیں جانب ہٹ گیا تو صفدر دوبارہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

”جنگل میں غار کہاں سے آ گیا“..... تنویر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”شاید مٹی کے کسی بہت بڑے ٹیلے کے اندر ہو“..... صفدر نے جواباً کہا۔

اندازے کے مطابق وہ اپنے ساتھیوں سے تقریباً آٹھ نو قدم کے فاصلے پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک کسی چیز سے ٹکرا گیا۔ اس کے ساتھ ہی غار کی بند فضا میں ایک کریہہ انسانی چیخ بلند ہوئی اور صفدر

گھبرا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ وہ چیز اس کے اوپر آگری اور صفدر لڑکھڑا کر غار کے فرش پر پشت کے بل آگرا۔ اس نے بوکھلا کر اپنے اوپر گرنے والی چیز کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا چاہا اور اس کے حلق سے دہشت زدہ سی چیخ نکل گئی۔

”کک۔ کیا ہوا صفدر“..... تنویر کی خوف سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی لیکن صفدر جواب دینے کی بجائے خود پر دراز چیز کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ چیز کوئی انسانی ڈھانچہ تھا۔ صفدر نے اس کے استخوانی بازوؤں کو پکڑ کر بائیں جانب دھکیلا اور اٹھ بیٹھا۔ ایک بہادر انسان ہونے کے باوجود بھی اس کا دل خوف کی شدت سے دھک دھک کر رہا تھا۔ زندگی میں اس کا واسطہ کبھی اس قسم کی سچویشن سے نہیں پڑا تھا۔

”نہیں چھوڑ دوں گا۔ مجھے تمہارا تازہ خون چاہیے“..... گھور تاریکی میں ایک غراتی ہوئی غیر انسانی آواز ابھری تو صفدر یکدم اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ یقیناً وہ آواز اسی ڈھانچے کی تھی اور وہ افریقی زبان میں بولا تھا۔

”صص۔ صف۔ در۔ کون ہے۔ تم کہاں ہو“..... اسی لمحے خاور کی دہشت سے ہکلاتی ہوئی آواز ابھری لیکن صفدر جواب نہ دے سکا۔ خوف کی شدت سے اس کا حلق خشک ہو گیا تھا اور زبان گویا تالو سے چپک گئی تھی۔ وہ دم سادھے ڈھانچے کے حملے کا انتظار کر رہا تھا۔ چند انتہائی خوفناک اور جاں گسل لمحے گزر گئے۔ سناٹا اس

اور میں مجرم کو انتہائی اذیت ناک سزا دینے سے گریز نہیں کرتی۔ میں چاہتی تو تمہیں اسی وقت فنا کر دیتی جب تم نے ٹرین میں میرے پجاریوں کو بے ہوش کیا اور عمران نے ایک پجاری کی جان لی تھی۔ جب تم لوگوں نے کوئٹا اور گلبرٹ کو قتل کیا اس وقت بھی میں بے خبر نہ تھی۔ ریڈ پوائنٹ پر گارڈز کے علاوہ جبرالڈ اور ہنری کی ہلاکت کے وقت بھی میں فضا سے تمہیں دیکھ رہی تھی لیکن میں دانستہ تمہیں ڈھیل دیتی رہی کہ یا تو تم واپس اپنے ملک لوٹ جاؤ گے یا مزید جرم کر کے اپنے گناہوں میں اضافہ کرتے رہو گے تاکہ جب میں تم لوگوں پر اپنا قہر نازل کروں تو اس وقت تمہارے پاس اپنی صفائی میں کچھ کہنے اور معافی مانگنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔..... پشپا دیوی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں آتش فشاں دھک رہا تھا لیکن اس کے الفاظ بے حد جچے تیلے اور شستہ انگریزی میں تھے۔

”کیا۔ کیا تم مکزالو قبیلے کی اب دیوی بنی ہو؟“ صفدر نے ہمت کرتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کو دیوی سے بات کرتے سن چکا تھا لیکن اس میں عمران جیسی جرأت نہ تھی کہ بے خوفی سے بات کر سکتا۔

”نہیں مسٹر صفدر۔ میں صدیوں سے مکزالو قبیلے پر حکومت کر رہی ہوں مگر تمہارے سوال کا مقصد میں جان گئی ہوں۔ تم یقیناً یہ سوچ رہے ہو کہ میں جدید دور کی ایکریمیں لڑکی ہوں اور میں نے یہاں

قدر تھا کہ صفدر اپنے دل کی دھڑکن تک سن رہا تھا پھر اچانک ہی ایک عجیب سی زناٹے دار آواز بلند ہونے لگی۔ اس آواز سے غار میں چھایا گہرا سکوت منتشر ہو گیا۔ زناٹے دار آواز اسی جانب سے آ رہی تھی جس طرف وہ زندہ انسانی ڈھانچہ موجود تھا جو صفدر کا خون پینا چاہتا تھا۔

خاور اور تنویر اپنی جگہ پر دہشت کی شدت سے ساکت بیٹھے تھے۔ انہیں لگ رہا تھا کہ وہ کسی بدروح کے مسکن میں موجود ہیں جو ان کا خون پینا چاہتی ہے۔ صفدر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر یہ خیال کر کے وہ اور بھی خوفزدہ ہو چکے تھے کہ شاید صفدر بدروح کی گرفت میں آچکا ہے اور بدروح اس کا خون پینے میں مصروف ہے اور اب وہ دم سادھے زناٹے دار آواز کی گونج سن رہے تھے۔

”بدبختو۔ تمہیں موت کا دیوتا گھیر کر پاکیشیا ہے یہاں لایا ہے۔“ دفعتاً زناٹے دار آواز کی جگہ ایک غضبناک نسوانی آواز نے لے لی اور سینکڑت سروس کے ممبرز بے ساختہ اچھل پڑے۔ وہ نسوانی آواز پشپا دیوی کی تھی۔

”تم لوگوں نے میرے کئی پجاریوں کو ہلاک کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ پشپا دیوی قہر و غضب کی دیوی ہے لیکن اپنے پجاریوں پر مہربان اور شفیق ہے اور ان کی موت کا انتقام لینے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کرتی۔ مجرم کو معاف کرنا میری سرشت میں نہیں ہے

آ کر خود کو دیوی بنا کر مکڑالو قبیلے کو اپنے تابع کر رکھا ہے۔ ذرا غور کرو۔ فوکس کے آدمی تمہیں گرفتار کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے اور ناکام رہے لیکن میں نے اپنی ماورائی قوتوں سے تمہارے لیڈر علی عمران کو اس کی محبوبہ جولیا اور ہاڈی گارڈ جوزف سمیت ایسی جگہ پہنچا دیا جہاں سے اس کی لاش کو بھی ہوا نہیں لگ سکتی اور وہ ساری عمر سر پٹختا رہے لیکن باہر نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ پشپا دیوی کی پراسرار آواز غار میں گونجی۔

”تم نے انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہلاک کرنا ہوتا تو تمہیں ہیلی کاپٹر سمیت فضا میں ہی تباہ کر دیتی۔ میں تو تم سب کو عذاب عظیم میں مبتلا کر کے تم لوگوں کی بے بسی اور ترسپنے کا تماشا دیکھنا چاہتی ہوں تاکہ آئندہ کسی کو میرے غلاموں اور بیجار یوں کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہو سکے۔ اس غار سے نکلنا تم لوگوں کے لئے ناممکن ہے اس لئے اسے اپنا مدفن اور آخری آرام گاہ سمجھ کر وقت گزارو جب تک کہ تمہاری روح اور جسم کا رشتہ منقطع نہیں ہو جاتا اور تم سوکھ سوکھ کر زندہ ڈھانچوں میں تبدیل نہیں ہو جاتے“..... دیوی نے انتہائی قہر ناک لہجے میں کہا تو صفدر، تنویر اور خاور کے جسموں میں سنسناہٹ سی دوڑتی چلی گئی۔ صفدر کو اپنا یہ شبہ باطل ہوتا محسوس ہوا کہ شاید پشپا کا وجود کسی شعبہ بازی کا کرشمہ ہے۔ پشپا دیوی نہ صرف اس کا اور جولیا کا نام جانتی تھی بلکہ جولیا اور عمران کی پوشیدہ محبت سے بھی

آگاہ تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پشپا دیوی واقعی کوئی بدروح تھی اور اس کے عزائم جان کر خاور اور تنویر کے جسم پسینے میں شرابور ہوتے جا رہے تھے۔

”کک۔ کیا۔ ہماری نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے“..... خاور کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلے لیکن پشپا دیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ غار میں دوبارہ گہرا سناٹا پھیل چکا تھا شاید پشپا کی روح وہاں سے جا چکی تھی۔ صفدر غار کے دوسرے حصے کی طرف آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا لیکن گہری تاریکی میں کچھ دیکھنا ناممکن تھا اس نے اپنے خشک لبوں کو زبان سے ترکیا اور ساتھیوں سے بات کرنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ یکدم بادلوں کی گرگڑاہٹ ابھری اور دوسرے ہی لمحے سامنے کی جانب سے دو خوفناک اور گول گول سرخ آنکھیں تاریکی میں چمکتی دکھائی دیں تو ان تینوں ممبرز کے جسم بربط کے تار کی طرح لرزنے لگے۔ ان آنکھوں سے انتہائی درندگی اور خونخواری ٹپک رہی تھی۔ وہ آنکھیں کسی طرح بھی انسانی آنکھیں نہیں لگ رہی تھیں اور تاریکی میں ان آنکھوں کے مالک کا وجود بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

”ہو ہو۔ ایک نہیں، اکٹھے تین انسان۔ آج تو میں سیراب ہو کر خون پیوں گا۔ مقدس دیوی عظیم ہے“..... اس طرف سے انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی اور پھر وہ ہولناک آنکھیں فرش سے چند فٹ کی بلندی پر تیرتی ہوئیں تیزی سے آگے بڑھیں تو صفدر

ہوش میں آنے پر جولیا نے آنکھیں کھولیں تو اسے آس پاس ہلکا ہلکا اجالا محسوس ہوا۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو چونکتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ یہ کوئی تنگ لیکن طویل سا کمرہ تھا جس کے در و دیوار کچے تھے۔ چھت بھی کچی تھی جو فرش سے آٹھ فٹ بلند تھی۔ جولیا سے دس بارہ قدم دور ایک دیوار تھی۔ وہاں چھت میں ایک سوراخ سے باہر کی روشنی اندر آ رہی تھی جس کے سبب جولیا تک ہلکا سا اجالا تھا لیکن دوسری جانب کی دیوار نظر نہیں آ رہی تھی اور اس جانب گہری تاریکی تھی۔ جلد ہی جولیا کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کمرے کی بجائے کسی غار میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے گزشتہ واقعات یاد آتے چلے گئے۔ وہ عمران کے اشارے پر جوزف کے ساتھ عمران سے چند قدم ہی دور گئی تھی کہ اچانک اس کے ہاتھ پاؤں مست پڑ گئے اور دماغ چکرانے لگا تھا۔ اس حالت کے دوران اس

نے یکدم پلٹ کر چھلانگ لگا دی۔ تاریکی میں وہ اڑتا ہوا تنویر کے اوپر آگرا اور تنویر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی تو خاور بھی دہشت سے چیخ کر اپنی جگہ سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ صفدر نے سنبھلتے ہوئے آنکھوں کی طرف دیکھا تو وہ پہلے سے زیادہ قریب آ چکی تھیں۔ صفدر پھرتی سے اٹھا اور اس نے دوبارہ آنکھوں کی مخالف سمت میں دوڑ لگا دی مگر راستے میں بیٹھے خاور سے جا ٹکرایا اور خاور کے حلق سے دہشت زدہ سی چیخیں نکل کر غار میں گونجنے لگیں۔ اس کی چیخ سن کر تنویر بھی چیخنے لگا تو غیبی آواز قہقہے لگانے لگی جیسے ان کی چیخوں سے اسے بے پناہ مسرت ہو رہی ہو۔ سیکرٹ سروس کے جیالے ممبرز کی چیخوں کے جواب میں غیبی مخلوق کے ہولناک قہقہے مسلسل گونجتے رہے لیکن ممبرز کی چیخیں معدوم ہوتی چلی گئیں۔ ان کے دہشت زدہ اعصاب پرستی اور ذہنوں پر غشی سی طاری ہوتی چلی گئی تھی۔

نے جوزف کو اپنی کیفیت سے مطلع کرنے کی کوشش کی مگر تیوراکر زمین پر گر گئی اور دنیا و مافیہا سے غافل ہوتی چلی گئی تھی۔

یہ واقعہ یاد آتے ہی جولیا پریشان ہو گئی۔ پانچ چھ فٹ کشادہ غار میں سناٹا پھیلا ہوا تھا اور اس کے روشن حصے میں کوئی غیر معمولی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ اس جانب سے غار بند تھا گویا غار کا دہانہ دوسری طرف تھا جو اندھیرے کے سبب نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران، چوہان اور جوزف سمیت یہاں کوئی ساتھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس غار میں وہ تنہا تھی۔ وہ چند لمحوں تک حالات کا تجزیہ کرتی رہی پھر اٹھی اور آہستہ قدموں سے غار کے تاریک حصے کی جانب بڑھنے لگی۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ گہری تاریکی میں پہنچ گئی۔ اب اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا اس لئے وہ احتیاط سے قدم اٹھانے لگی۔ اچانک غار میں ایک ہولناک پھنکار سنائی دی اور جولیا یکدم سہم کر رک گئی۔ پھنکار کسی اڑدھایا ناگ کی معلوم ہوتی تھی جو تاریک حصے کی طرف سے ابھری تھی۔ جولیا دم سادھے دیوار سے لگ گئی۔ ایک دو لمحوں بعد دوبارہ پھنکار سنائی دی جو پہلے سے کم فاصلے سے آ رہی تھی۔ جولیا خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی لیکن پھنکار نے والا نظر نہ آیا تب وہ اٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگی مگر پیچھے ہٹتے ہی اس کی ایڑھی کسی چیز سے ٹکرائی اور اس چیز کے لڑھکنے کی آواز سن کر جولیا نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

لڑھکنے والی چیز ایک انسانی کھوپڑی تھی جو لڑھک کر نیم اجالے میں جا رہی تھی۔ جولیا دیوار سے چپک کر رہ گئی تھی۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی سینہ پھاڑ کر باہر جا پڑے گا۔ پھر تیسری مرتبہ غار میں پھنکار گونجی اور جولیا نے یکدم اچھل کر مخالف سمت میں دوڑ لگا دی مگر دوسرے ہی لمحے کسی چیز سے اس کا پاؤں الجھا اور وہ منہ کے بل فرش پر گر گئی۔ اس کا ایک ہاتھ کسی انسانی سینے پر زور سے لگا اور تاریکی میں ایک کراہ بلند ہوئی تو جولیا نے چیخ کر اپنا ہاتھ پیچھے ہٹ لیا۔

”کک۔ کون ہے؟“..... جولیا کے قریب سے چوہان کی ڈری ڈری سی آواز بلند ہوئی تو جولیا چونک پڑی۔

”میں۔ میں ہوں چوہان“..... جولیا نے خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ مس جولیا۔ ہم کہاں ہیں۔ یہاں تو بالکل تاریکی ہے۔“

چوہان نے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔ جولیا کا ہاتھ چوہان کے سینے پر زور سے لگا تھا۔ شاید اسی وجہ سے چوہان کو ہوش آ گیا تھا۔

”چیچ۔ چوہان۔ بھاگو۔ ادھر سے کوئی ناگ پھنکارتا ہوا آ رہا ہے“..... جولیا نے فرش سے اٹھتے ہوئے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔ تاریکی میں اسے چوہان کا ہیولہ سا دکھائی دے رہا تھا جو اب اٹھ بیٹھا تھا۔

”اوہ۔ ناگ۔ کہاں ہے ناگ؟“..... چوہان نے گھبرا کر تیزی

سے پوچھا۔ پھر شاید اس نے کچھ فاصلے پر اجالے میں پڑی استخوانی کھوپڑی دیکھ لی۔

”ارے۔ وہ۔ وہ کسی مردے کی کھوپڑی ہے“..... چوہان دہشت زدہ انداز میں چیخا مگر اس سے پہلے کہ جولیا جواباً کچھ کہتی اچانک غار کے روشن حصے میں بھی تاریکی پھیل گئی اور جولیا اپنی جگہ خوف سے سمٹ کر رہ گئی۔ غار کے اختتام پر چھت میں واقع وہ سوراخ بند ہو چکا تھا جس سے باہر کی روشنی اندر پڑ کر کچھ حصے میں اجالا کر رہی تھی۔ اب وہاں مکمل اور گھور تاریکی تھی اور جولیا اور چوہان کو ہیولہ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر اس طرف دیکھا جس سمت سے ناگ کی پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں لیکن اس طرف دیکھتے ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ کافی فاصلے پر دو گول گول بلوری آنکھیں چمک رہی تھیں جو زمین سے تین چار فٹ کی بلندی پر تھیں اور ان آنکھوں میں بے پناہ خونخواری دکھائی دے رہی تھی۔ خوف کی شدت سے جولیا کا حلق خشک ہونے لگا۔ چوہان کا بھی حال جولیا سے مختلف نہ تھا۔ وہ دم سادھے دہشت زدہ نگاہوں سے ان پر اسرار اور خونخوار آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو کسی بہت بڑی اور قد آور سیامی بلی کی معلوم ہوتی تھیں لیکن اندھیرے میں بلی کا چہرہ اور وجود نظر نہ آ رہا تھا۔

”ناگ دیوتا کی قسم۔ تم دونوں کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں ٹپکنے دوں گی“..... دفعتاً ان آنکھوں کی طرف سے ایک

خونفک اور سرسراتی ہوئی نسوانی آواز بلند ہوئی اور جولیا کی دھڑکنیں کم ہونے لگیں۔

”عرصہ بعد سفید چھڑی والوں کا خون پینے کا موقع ملا ہے۔ تم دونوں کا گوشت بھی بے حد لذیذ ہو گا“..... وہ غیر انسانی آواز دوبارہ غار میں گونجی تو جولیا اور چوہان کو اپنی رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوا اور دہشت کی شدت سے ان کے دماغ چٹختنے لگے لیکن ٹھیک اسی لمحے دوسری سمت سے ایک سنسناہٹ سی بلند ہونے لگی جیسے بے شمار جھینگر سائیں سائیں کر رہے ہوں تو وہ دونوں خونخوار بلوری آنکھوں سے نگاہیں ہٹا کر غار کی دوسری جانب دیکھنے لگے لیکن اس طرف بھی گھور اندھیرے کے سوا کچھ نہ تھا۔

”مس جولیا فشر واٹر۔ میری غلام ابلیکا تمہاری رگوں میں دوڑتا ہوا گرم گرم خون پینا چاہتی ہے“..... اچانک اس جانب سے ایک جانی پہچانی آواز بلند ہوئی تو جولیا اور چوہان بے ساختہ اچھل پڑے۔ بلاشبہ یہ اسی بدروح کی آواز تھی جسے پشپا دیوی کہا جاتا تھا اور جو ان کے سامنے عمران سے باتیں کرتی رہی تھی۔

”پپ۔ پش۔ پشپا“..... چوہان کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

”ادب سے بات کرو بد بخت۔ میں عام عورتوں کی طرح گناہگار اور آلودہ عورت نہیں، ایک پاک روح ہوں جسے ناگ دیوتا کے پجاری اپنی دیوی سمجھتے ہیں اور اس کے ایک اشارے پر اپنی

نہیں رکھنی چاہئے۔ تمہارا چاہنے والا عمران بھی تمہیں میرے قہر و غضب سے نہیں بچا سکتا کیونکہ خود اس کی زندگی میرے ایک معمولی سے اشارے پر موقوف ہے۔ باقی رہی مجرموں کی سرپرستی کی بات تو سن لو، میں صرف اپنے پجاریوں اور غلاموں کی سرپرستی کرتی ہوں چاہے وہ سیاہ فام ہوں یا سفید فام، مجرم ہوں یا بے گناہ۔ میرے نزدیک مجرم وہی ہوتا ہے جو میری غلامی قبول کرنے سے انکار کرتا ہے یا میری حکم عدولی کرتا ہے۔ اسے میں ایک لمحہ میں فنا کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔ پشپا دیوی نے لمبی تقریر کر ڈالی۔

”کیا تم عمران کو ختم کر سکتی ہو؟۔۔۔۔۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”کیوں نہیں۔ عمران کی حیثیت میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ تم یقیناً اسے کوئی بہت بڑی شے سمجھتی ہو گی لیکن میں اسے ایک چیونٹی سے بھی زیادہ حقیر سمجھتی ہوں۔ دنیا کے لئے اور خاص طور پر تمہارے لئے کیونکہ وہ تمہارا محبوب ہے، ایک ناقابل تسخیر اور عیار ترین شخص ہے جس کے نام سے ہی دنیا کے بڑے بڑے ایجنٹوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اور جسے آج تک زیرو لینڈ والے بھی ختم نہیں کر سکے، اسے میں سکا سکا کر مارنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ تاریک وادی تک پہنچ جانا شاید تم عمران کی جرأت و ذہانت کا کمال سمجھتی ہو لیکن اصل وجہ میری چشم پوشی ہے کہ میں نے اسے دانستہ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ پشپا دیوی نے سخت لہجے میں

جائیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مجھے مقدس دیوی کے الفاظ سے مخاطب کرو ورنہ ابھی تمہارے حلق سے زبان غائب کر دی جائے گی۔۔۔۔۔ پشپا دیوی کی غضبناک آواز گونجی تو چوہان نے خوف کی شدت سے اپنے ہونٹ بھیج لئے۔ جولیا پر بھی دہشت طاری تھی۔ اسی وقت پشپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

”ہاہاہا۔۔۔۔۔ جولیا۔ میں تمہیں ایسا خوف و اذیت میں مبتلا کروں گی کہ تم چوں بھی نہ کر سکو گی۔ میری غلام ابلیکا اب بھی یہاں موجود ہے اور یہ غار اسی کا مسکن ہے۔ میں تو فضا میں تمہاری چیخیں سن کر آئی ہوں کہ تمہارے باقی ساتھیوں کی طرح تم دونوں کو بھی اپنے پجاریوں کے قتل کی سزا دوں لیکن تم پہلے ہی خوف کی اذیت میں مبتلا تھیں۔۔۔۔۔ پشپا دیوی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”تم۔ تم نے میرے ساتھیوں کو کیا سزا دی ہے۔ وہ کہاں ہیں۔۔۔۔۔ جولیا نے بے تابلی سے پوچھا۔

”بے فکر رہو۔ ابھی وہ زندہ ہیں اور عرصہ تک زندہ رہیں گے لیکن ان کی زندگی مردوں سے بدتر ہو گی۔ خوف و دہشت کی فضا میں ان کے جسم بتدریج ڈھانچوں میں تبدیل ہوتے جائیں گے پھر جب ان کی روئیں ان کے جسموں کا ساتھ چھوڑیں گی تو وہ ہمیشہ کے لئے میرے تابع ہو جائیں گی اور میری غلام روئیں کہلانے میں فخر محسوس کریں گے لہذا تمہیں ان کی طرف سے کسی مدد کی توقع

کہا۔

”کیوں۔ کیا عمران تمہیں پسند آ گیا تھا“..... جولیا نے پہلے کی طرح طنزیہ انداز میں کہا۔

”نہیں۔ میں ایسے شخص کو کیسے پسند کر سکتی ہوں جو تمہاری حریص نگاہوں سے آلودہ ہو۔ پھر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ عورت کے وجود سے دور بھاگنے والا انسان ہے۔ تم اتنے برسوں سے اس کی آس لگائے اور اس کی جوابی محبت کے انتظار میں زندگی بسر کر رہی ہو اور وہ تمہیں بھی گھاس ڈالنے پر تیار نہیں ہے تو کسی دوسری عورت کو اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے اور میں تو ایک روح ہوں اور روحیں کسی زندہ انسان سے کیسے رشتہ قائم کر سکتی ہیں۔ میں تو اسے اس لئے دانستہ نظر انداز کرتی رہی کہ شاید وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی بچانے کے لئے واپس لوٹ جائے لیکن اس احمق کو سمجھ نہ آئی اور اس پر تاریک وادی میں پہنچنے کا جذبہ سوار رہا۔ اس نے سفر کے دوران میرے پیجاویوں کو ہلاک کیا تو میں نے اسے سزا دینے کا فیصلہ کیا اور اسے ڈھیل دیتی رہی کہ اس کے جرائم اور گناہوں میں اضافہ ہوتا رہے تاکہ جب وہ تاریک وادی میں پہنچ جائے تو اسے اس کے تمام کرتوتوں کی اکٹھی سزا دوں اور وہ ندامت کے مارے مجھ سے معافی کے لئے ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے اور دیکھ لو۔ میں نے اسے کیسے پکڑا ہے کہ وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکا۔ اب اسے میں جس عذاب میں مبتلا کروں گی اس کا پتا تو

تمہیں اس وقت چلے گا جب مرنے کے بعد تم دونوں کی روحیں ملاقات کریں گی۔ فی الحال تم عمران پر نازل ہونے والے عذاب کا اندازہ اپنے حال سے لگا لینا جواب تمہارا ہونے والا ہے مگر نہیں۔ تم کیسے اندازہ کر سکو گی۔ تمہیں تو خود اپنی فکر ہو گی۔ اپنی اذیت و بے بسی میں تمہیں کسی دوسرے کے بارے میں سوچنے کا خیال تک نہ آئے گا..... پشپا دیوی نے آخری جملے ہنستے ہوئے ادا کئے۔

”سنو پشپا۔ اگر عمران کو کچھ ہوا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گی“..... جولیا نے یکدم حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو جواب میں پشپا کی طرف سے کچھ آواز نہ آئی۔ یقیناً پشپا دیوی کی روح وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔

جولیا نے اطمینان کا سانس لینا چاہا لیکن ٹھیک اسی لمحے غار کی چھت میں واقع سوراخ کھل گیا اور اس جانب ہلکا ہلکا اجالا پھیل گیا۔ جولیا نے اپنے پہلو کی جانب دیکھا تو چوہان دیوار کے پاس بے سدھ پڑا نظر آیا۔ شاید وہ خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ جولیا نے ایک ہاتھ سے اسے جھنجھوڑا ہی تھا کہ غار میں عجیب سی آواز گونجی۔ یوں لگتا تھا جیسے ہڈیاں کھڑکھڑائی ہوں۔ جولیا نے بے اختیار سامنے کی جانب دیکھا تو دہشت کے مارے پتھر کی طرح ساکت ہو گئی۔ غار کے روشنی والے حصے میں ایک انسانی ڈھانچہ حرکت کر رہا تھا اور اس کی کھوپڑی میں دو لال انگارہ دکھائی ہوئی آنکھیں جولیا پر مرکوز تھیں۔ ایک لمحہ بعد اس ڈھانچے نے جولیا کی

طرف قدم بڑھایا اور اس کے پنجر کی ہڈیوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی تو جولیہا کے حلق سے خوفناک سی چیخ نکلی اور وہ تیزی سے اٹھ کر ڈھانچے کی مخالف سمت میں دوڑی لیکن بدحواسی کے سبب اس کے پاؤں آپس میں الجھے تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی منہ کے بل غار کے فرش پر گرتی چلی گئی پھر اسے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔

عمران حیرت سے اپنے سامنے کھڑے آٹھ دس سیاہ قام جنگلیوں کو دیکھ رہا تھا جو ہاتھوں میں تیزانیوں والے بھالے لئے کھڑے عمران کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ عمران ایک درخت کے تنے کے ساتھ رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک دوسرے درخت کے ساتھ جوزف بندھا ہوا تھا۔ عمران کو ابھی ابھی ہوش آیا تھا جبکہ جوزف چند لمحے پہلے ہوش میں آچکا تھا اور وہ سامنے کھڑے جنگلیوں کو خونخوار انداز میں گھور رہا تھا۔ ان کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے تھے اور جسم کے گرد لپٹی رسیاں اس قدر مضبوط تھیں کہ انہیں توڑنا تو کیا اپنے جیسوں کو حرکت دینا بھی محال تھا۔ عمران کو بے ہوشی سے پہلے کے واقعات یاد آ گئے تو اسے اپنے ساتھیوں کی فکر ہونے لگی۔ یہ جگہ جنگل کا ہی کوئی حصہ تھی۔ عمران کے سامنے دس بارہ قدم کا ایریا درختوں سے صاف تھا اور وہاں

زمین پر خود روگھاس اُگی ہوئی تھیں۔ وہ جگہ چاروں طرف سے گھنے اور گنجان درختوں میں گھری ہوئی تھی اور دن کا وقت ہونے کے باوجود سورج کی روشنی پوری طرح زمین تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔

”جوزف۔ یہ لوگ کون ہیں۔ تمہارے قبیلے کے تو معلوم نہیں ہوتے۔“..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”لیس باس۔ یہ مکڑالو قبیلے کے سپاہی ہیں۔ ان کے بازوؤں پر ناگ دیوتا کا نشان نظر آ رہا ہے۔“..... جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ جولیا کہاں ہے۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ اسے اپنی بستی کی طرف لے جاؤ۔“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں اور مس جولیا چند قدم ہی چلے تھے کہ اچانک میرا سر چکرانے لگا تھا۔ میں نے زمین پر گرتے وقت مس جولیا کی طرف دیکھا تو وہ بھی گر چکی تھیں۔ اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ آپ سے چند لمحے پہلے ہی میری آنکھ کھلی ہے۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نگانا کے پجاری۔ اپنی زبان میں بات کرو۔“..... دفعتاً سامنے کھڑے مکڑالو قبیلے کے سپاہیوں میں سے ایک نے جوزف کو مخاطب کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو جوزف اسے گھورنے لگا۔

”تم کون ہو اور ہمیں کیوں باندھ رکھا ہے۔“..... جوزف نے ایک لمحہ بعد قبائلی زبان میں اس سپاہی سے پوچھا۔

”میرا نام گاربو ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ناگ دیوتا کا پجاری اور مقدس روح کا غلام ہوں۔ مقدس دیوی کے سفید قام غلام تمہیں ہمارے حوالے کر گئے ہیں۔ جلد ہی ہم تمہارے اور تمہارے ساتھی کے گوشت سے لذت حاصل کرنے والے ہیں۔“..... مکڑالو قبیلے کے سپاہی نے ہنس کر کہا۔

”زبان کو لگام دو آدھور۔ تم نے میرے باس کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو میں تمہاری آنکھیں نکال دوں گا۔“..... جوزف نے غراتے ہوئے کہا تو گاربو ہنسا اور اس کے ساتھی بھی ہنسنے لگے۔

”تم کچھ بھی نہیں کر سکتے جوزف۔ اس لئے اپنے آقا کو ہماری غذا بننے سے نہیں بچا سکو گے۔“..... گاربو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”گاربو۔ اگر تم گوشت کھانا چاہتے ہو تو دیر مت کرو۔ جلدی سے ہمیں کھا جاؤ۔“..... عمران نے گاربو کو مخاطب کرتے ہوئے افریقی زبان میں کہا تو گاربو اور اس کے ساتھی چونک کر حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا تم کچھ دیر زندہ نہیں رہنا چاہتے عمران۔“..... گاربو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ نہ جانے اسے کیسے عمران کا نام معلوم ہوا تھا۔ شاید سفید قام آقاؤں نے ان جنگلیوں کو عمران اور جوزف کے نام بتائے تھے۔

”بالکل نہیں۔ جب مرنا ہی ہے تو کچھ دیر زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔“..... عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مقدس دیوی کا حکم ملنے سے پہلے ہم تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتے۔“ گاربو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا حکم کب آئے گا۔ کون آئے گا تمہیں مقدس دیوی کے حکم سے مطلع کرنے۔“ عمران نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”اس کا سفید فام غلام مسٹر ٹوڈ۔ کیونکہ اسی نے تمہیں ہمارے نواسے کیا تھا اور اب ہم مقدس دیوی کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کا حکم ملتے ہی ہم تمہیں ناگ دیوتا کی خدمت میں پیش کریں گے اور تمہیں دیوتا کی بھیمنٹ چڑھانے کے بعد تمہارا گوشت بھون کر کھائیں گے۔“ گاربو نے جواب میں کہا تو اس کے ساتھی جنگلی پھر ہنسنے لگے۔ وہ بے حد خوش دکھائی دے رہے تھے۔

”اگر تمہاری دیوی کا حکم ایک مہینے بعد آیا تو تم ہمارے لذیذ گوشت سے محروم ہو جاؤ گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا تم بھاگ جاؤ گے ہماری گرفت سے۔“ گاربو نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

”نہیں میرے دوست۔ میں کیوں بھاگوں گا۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ میرے جسم کی ایک ایک بوٹی تمہارے کام آئے مگر تم خود سوچو۔ ایک مہینے تک ہم یہاں بندھیں رہیں گے تو ہمارے جسم سوکھ جائیں گے۔ ہم اس حالت میں تین دن بعد دم توڑ دیں گے اور ہماری لاشیں کیڑے مکوڑے چٹ کر جائیں گے۔ پھر کیا تم لوگ ہماری سوکھی ہڈیاں چباؤ گے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو

گاربو کے ساتھیوں کے چہروں سے خوشی کے تاثرات غائب ہو گئے اور وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر یوں سر ہلانے لگے جیسے انہیں عمران کی باتوں سے اتفاق ہو۔ گاربو کے چہرے سے بھی فکر مندی جھلکنے لگی تھی۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔

”یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن ہم مسٹر ٹوڈ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مقدس روح کے عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتے۔“ چند ثانیوں کے بعد گاربو نے عمران سے کہا۔

”تم چاہو تو ٹوڈ کے پاس جا کر اس سے اجازت لے آؤ یا ٹوڈ کو یہاں بلا کر لے آؤ۔ میں خود ٹوڈ سے کہوں گا کہ مجھے فوراً ناگ دیوتا کی بھیمنٹ چڑھایا جائے۔ ٹوڈ یہاں سے کتنی دور رہتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے تھوڑے فاصلے پر اس کی چوکی ہے۔ مگر کیا واقعی تم فوراً مرنا چاہتے ہو۔“ گاربو نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

”شک مت کرو گاربو۔ جب مجھے پتا ہے کہ آج یا کل مجھے مرنا ہے تو جھوٹ کیوں بولوں گا مگر تمہارے یقین کے لئے میں تمہاری دیوی کی قسم بھی کھا سکتا ہوں۔ اگر تمہیں مقدس دیوی کے عتاب کا اندیشہ ہے تو بے فکر ہو جاؤ۔ مرنے کے بعد میری روح جب مقدس دیوی سے ملے گی تو میں اس سے سفارش کروں گا کہ وہ تم لوگوں کو معاف کر دے۔ اگر تمہیں ٹوڈ کے خفا ہونے کا ڈر ہے تو ہمیں ٹوڈ کے پاس لے چلو۔ میں خود اسے اس بات پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ

ہمیں اسی وقت ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھا دے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ٹوڈ کا حکم ہے کہ تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی ان درختوں سے الگ نہ کیا جائے۔ میں خود چلا جاتا ہوں اسے بلانے۔“ گاربو نے کہا۔

”ٹھیک ہے مگر جلدی جاؤ۔ میرا تو ابھی سے خون خشک ہوتا جا رہا ہے اور ہاں۔ ہمارے ساتھ ہمارے دو ساتھی اور بھی تھے۔ انہیں کہاں رکھا گیا ہے۔“ عمران نے بے تاب لہجے میں کہا۔

”انہیں ابلیکا کے ٹھکانے پر لے جایا گیا تھا۔ پتا نہیں وہاں انہیں قید کیا گیا ہے یا قتل کر دیا گیا ہے۔“ گاربو نے جواباً کہا۔

”ابلیکا۔ وہ کون ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ ایک بھنگی ہوئی روح ہے اور مقدس دیوی کی غلام ہے جو یہاں سے کچھ دور ایک غار میں صدیوں سے رہ رہی ہے مگر وہ صرف ان لوگوں کا خون پیتی ہے جنہیں مقدس دیوی معمولی مگر

طویل سزا دینے کے لئے اس کے پاس بھیجتی ہے۔“ گاربو نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران کو اپنے ساتھیوں کے

بارے میں تشویش ہونے لگی کہ کہیں وہ دہشت کی شدت سے نہ مر گئے ہوں۔

”خیر۔ تم جاؤ اور مسٹر ٹوڈ کو جلدی سے یہاں لے آؤ۔“ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو گاربو نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں

کی طرف دیکھا پھر ان میں سے دو کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے بائیں جانب بڑھا تو دونوں سیاہ قام سپاہی اس کے پیچھے چل دیے۔ وہ تینوں اسی جانب کے درختوں میں غائب ہو گئے۔

”سنو۔ تم سب آرام سے بیٹھ جاؤ۔ ابھی نگانا دیوی آنے والی ہے۔“ عمران نے باقی سپاہیوں سے کہا تو یکدم خوفزدہ نظر آنے لگے۔

”کیوں۔ وہ یہاں کیوں آئے گی۔ اس کا یہاں کیا کام ہے۔“ ایک سپاہی نے خوفزدہ سی آواز میں تیزی سے کہا۔

”ہماری مدد کے لئے۔ کیونکہ ہم نگانا کے پجاری ہیں اور اسے پتا چل گیا ہے کہ پشپا دیوی کے غلاموں نے ہمیں یہاں باندھ رکھا ہے۔ میں تو اس کی آواز بھی سن رہا ہوں۔ کیا تم نہیں سن رہے جوزف۔“ عمران نے آخری جملہ جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

”بب۔ باس۔ وہ قہر کی دیوی ہے۔ اسے مت یاد کرو ورنہ وہ ان سب کو فنا کر دے گی۔“ جوزف نے خوف سے گھگھاتے ہوئے کہا تو مکڑالو قبیلے کے سپاہی دہشت زدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

”نہیں جوزف۔ نگانا دیوی پر خون سوار ہو چکا ہے۔ وہ آٹھ دس انسانی جانوں کی بھینٹ لئے بغیر واپس نہیں جائے گی البتہ تم فوراً اس کے پاس جا کر اسے اپنا خون پیش کر دو تو وہ رک جائے گی ورنہ وہ ناگ دیوتا کے پجاریوں کو نہیں چھوڑے گی۔ جلدی جاؤ۔“

اسے راستے میں ہی جا کر اپنے خون کا نذرانہ پیش کر دو“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”مگر۔ مگر میں تو بندھا ہوا ہوں باس۔ کیا یہ سپاہی مجھے آزاد کر دیں گے“..... جوزف نے بے بسی سے کہا۔

”ناگ دیوتا کے پجاریو۔ اگر تم نگانا دیوی کے انتقام سے بچنا چاہتے ہو تو جوزف کو کھول دو تاکہ یہ نگانا کی روح کو راستے میں ہی جا کر ٹال دے۔ یاد رکھو، میں نگانا دیوی کا خاص بندہ ہوں اور وہ میری خاطر تمہارا خون پینے آرہی ہے۔ کیا تم جوزف کو آزاد کرنے پر تیار ہو یا نگانا دیوی کے غیظ و غضب کا نشانہ بننا چاہتے ہو“۔ عمران نے سپاہیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ ہم جوزف کو کھول دیتے ہیں“..... ایک سپاہی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ دوسرے سپاہی بھی کانپ رہے تھے۔

”تو پھر جلدی کرو۔ میں نگانا دیوی سے تمہیں بچانا چاہتا ہوں تاکہ تم میرا گوشت کھانے کے لئے زندہ رہو“..... عمران نے مضطربانہ لہجے میں کہا تو اسے جواب دینے والا سپاہی اپنے کمر بند میں اڑسا ہوا لمبا اور چمکدار خنجر نکالتے ہوئے جوزف کی طرف لپکا اور تیزی سے جوزف کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی رسیاں خنجر سے کاٹنے لگا۔ رسیاں کٹنے پر جوزف درخت سے الگ ہوا تو سپاہی نے اس کی پشت پر بندھے ہاتھوں کی بندشیں بھی کاٹ ڈالیں۔

”جوزف۔ یاد رکھو۔ اگر تم نے نگانا دیوی سے ان لوگوں کو نہ بچایا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اگر تم دیوی سے ڈرتے ہو تو تم یہاں رہو۔ میں تنہا جاتا ہوں دیوی کے پاس“..... عمران نے جوزف کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ نگانا دیوی تم پر بہت مہربان ہے۔ تمہاری درخواست وہ ضرور قبول کرے گی“..... جوزف نے جواباً کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سپاہی سے خنجر لے کر میری رسیاں کاٹ دو۔ جلدی کرو۔ نگانا دیوی کے پیروں کی چاپ قریب آتی جا رہی ہے“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جوزف نے سپاہی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس نے فوراً ہی خنجر جوزف کے حوالے کر دیا تب جوزف، عمران کے قریب آیا اور اس کی بندشیں کاٹنے لگا تو عمران آہستہ آہستہ اسے ہدایات دینے لگا۔ مکڑالو قبیلے کے سپاہی پہلے سے زیادہ ہراساں اور سراسیمہ دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے آزاد ہونے کے بعد مکڑالو قبیلے کے سپاہیوں کی طرف دیکھا اور اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالے لیکن اس کی جیبیں بالکل خالی تھیں۔ یقیناً اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی تلاشی لی گئی تھی۔ بہر حال اس نے ان سپاہیوں سے جان چھڑانا تھی تاکہ اگر فوکس کے ماتحت وہاں آئیں تو ان پر قابو پانے کی کوشش میں سپاہی اس کی مدد نہ کر سکیں۔

”ناگ دیوتا کے پجاریو۔ نگانا دیوی کو خوش کرنے کے لئے مجھے

جوزف کا خون چاہئے۔ اسے پکڑ کر زمین پر لٹا دو تاکہ میں اس کی شہ رگ کاٹ ڈالوں“..... عمران نے بڑے سفاک لہجے میں سپاہیوں سے کہا تو انہوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ جوزف کی طرف بڑھے۔

”اپنے نیزے پھینک دو تاکہ جوزف زخمی نہ ہو جائے۔ مجھے صرف اس کی شہ رگ کا خون چاہئے“..... عمران نے سپاہیوں کو حکم دیا جو انہوں نے اپنے ہاتھوں میں موجود نیزے پھینک دیئے اور پھر بیک وقت جوزف کی طرف لپکے لیکن جونہی وہ جوزف کے قریب پہنچے جوزف نے قبائلی آواز میں نعرہ بلند کیا اور خنجر سے سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ اگلے ہی لمحے یکے بعد دیگرے دو کر بناک چنچیں گونجیں اور سپاہی زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ عمران نے تیزی سے بڑھ کر ایک نیزہ اٹھایا اور پلٹ کر ایک سپاہی کی پشت میں گھونپ دیا۔ باقی سپاہیوں نے صورت حال دیکھ کر اپنے خنجر کھینچ لئے اور اسی لمحے جوزف نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک سپاہی کی گردن کاٹا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ دو وحشی سپاہی چٹکھڑتے ہوئے عمران کی طرف لپکے۔ ان کے چہرے بھیڑیوں کی طرح خونخوار دکھائی دے رہے تھے۔ شاید وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے ان سے فریب کیا ہے۔ عمران کے قریب آتے ہی انہوں نے دائیں بائیں سے عمران پر خنجروں سے حملہ کر دیا لیکن عمران نے ایک کا وار نیزے پر روکتے ہوئے دوسرے کے پیٹ میں اس زور

سے لات جمائی کہ وہ درد کی شدت سے بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا اور اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا۔ دوسرے نے دوبارہ عمران پر وار کرنے کی کوشش کی تو عمران نے پھرتی سے اچھل کر دائیں جانب ہٹتے ہوئے اس کا وار خالی جانے دیا اور ساتھ ہی گھوم کر اس سپاہی کے پہلو میں نیزہ اتار دیا۔ وہ چیختا ہوا زمین پر گر گیا۔ اتنے میں دوسرے سپاہی نے زمین سے اٹھتے ہوئے ایک خنجر اٹھایا اور عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن عمران نے یکدم پلٹ کر نیزا اس کی جانب کر دیا اور سپاہی کر بناک چیخ مارتا ہوا زمین پر آگرا۔ عمران کے نیزے کا پھل اس کے سینے کے آر پار ہو گیا تھا۔ عمران نے نیزہ اس کے سینے میں چھوڑا اور لپک کر زمین سے اس کا خنجر اٹھالیا۔

دوسری جانب جوزف دونوں سپاہیوں کے خنجروں سے خود کو بچانے کے لئے اچھل کود کر رہا تھا۔ دونوں وحشی انتہائی غضبناک دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی سانسوں کی بھیا تک آوازیں عام آدمی کی روح فنا کر دینے والی تھیں لیکن مد مقابل جوزف تھا۔ اس کے چہرے پر خوف کی بجائے خونخواری پھیلی ہوئی تھی اور وہ حریفوں کے وار کلائیوں پر روک رہا تھا۔

”پشپا کے پجاریو۔ میں جوزف دی گریٹ ہوں۔ نگانا کی بے وفائی نے مجھے مہذب بننے پر مجبور کر دیا تھا لیکن میں واپس یہاں آ کر پھر وہی جوزف بن چکا ہوں جس کی طاقت اور جوانمردی کے تم قصے سنتے رہے ہو۔ میں اپنی جنم بھومی کا نجات دہندہ بن کر آیا ہوں

اور ناگ دیوتا کے پیجاریوں کے خون سے نگانا کے کھیتوں کی آبیاری کرنا مجھ پر واجب ہے۔ تمہارے سفید قام آقا اور تمہاری حرافہ دیوی بھی تمہیں جوزف کے انتقام سے نہیں بچا سکے گی۔۔۔۔۔ جوزف نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے یکدم زمین پر بیٹھتے ہوئے ایک آدمی کی ران پر خنجر سے گہرا گھاؤ لگاتے ہوئے دوسرے سپاہی کے شانے میں خنجر گھونپ دیا۔ پہلا سپاہی چیختا اور ایک پاؤں پر اچھلتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور دوسرا کریہہ چیخیں نکالتا ہوا زمین پر آگرا۔ جوزف بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے لنگڑانے والے سپاہی کے پیٹ میں اس طرح خنجر سے وار کیا کہ اس کا پیٹ چاک ہو گیا اور آنتیں باہر نکل آئیں۔ سپاہی کے منہ سے قیامت خیز چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر ساکت ہو گیا۔

”خبردار۔ ہتھیار پھینک کر ہاتھ بلند کرو ورنہ چھلنی کر ڈالوں گا۔۔۔۔۔“ دفعتاً عمران کے عقب سے ایک غضبناک آواز بلند ہوئی تو عمران نے پلٹ کر دیکھا اور طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عقب میں چند فٹ کے فاصلے پر ایک سفید قام ایکریمین چھ سیاہ قام گارڈز کے ساتھ عمران پر مشین گن تانے کھڑا تھا جبکہ گارڈز کے ہاتھوں میں دہی مشین گنوں کا رخ بھی عمران اور جوزف کی طرف تھا اور وہ تینوں سپاہی ان سب کے پیچھے کھڑے حیرت و خوف سے آنکھیں پھاڑے اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ وہی ایکریمین چیک پوسٹ دن کا انچارج ٹوڈ ہے۔ عمران نے

جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے خنجر پھینک دیا اور جوزف نے بھی اس کی تقلید کی۔ دونوں نے ہاتھ بلند کر لئے تو ٹوڈ کے اشارے پر سیاہ قام گارڈز نے آگے بڑھ کر جوزف اور عمران کو گھیرے میں لے لیا۔

”مسٹر عمران۔ تم نے ان سپاہیوں کو کیوں ہلاک کیا اور تمہیں کس نے آزاد کیا۔۔۔۔۔“ ٹوڈ نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”ان کم بختوں نے۔ گاربو کے جانے کے بعد انہوں نے آپس میں سازش کی کہ تمہارے آنے سے پہلے ہمیں ذبح کر کے ہمارے گوشت سے پیٹ پوجا کریں اور تمہارے آنے پر یہ کہہ دیں کہ ہمیں پشپا دیوی نے قتل کر کے انہیں ہمارا گوشت کھانے کا حکم دیا تھا چنانچہ جونہی انہوں نے ہمیں رسیوں سے آزاد کر کے قتل کرنے کی کوشش تو ہم نے مزاحمت کی اور یہ مارے گئے۔ تم ہی کہو کیا ہم اپنا بچاؤ نہ کرتے۔۔۔۔۔“ عمران نے جواب میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ مگر تم نے گاربو کو کیوں بھیجا تھا میرے پاس۔۔۔۔۔“ ٹوڈ نے سر جھٹکتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دراصل میں اس زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ گاربو نے بتایا تھا کہ مقدس دیوی کے حکم پر ہمیں ناگ دیوتا کی بھیٹ چڑھایا جائے گا اور ہماری لاشیں ان لوگوں کو کھانے کے لئے دی جائیں گی تو میں نے سوچا کہ جب مرنا ہی ہے تو ابھی ہمیں ناگ دیوتا کی

بھینٹ چڑھا دیا جائے تاکہ ہماری روحیں آزاد ہو جائیں۔ اب تم جلدی کرو اور ہمیں جیسے بھی قتل کرنا ہو کراؤ۔“ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ٹوڈ کے چہرے پر حیرت ناچنے لگی۔ وہ دو تین لمحوں تک عمران کے چہرے پر نگاہیں گاڑے کچھ سوچتا رہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے چیف سے بات کرتا ہوں۔ اس دوران تم لوگوں نے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو میرے گارڈز تم پر گولیوں کی بارش کر دیں گے۔“ ٹوڈ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور اپنی داہنی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا جو اسی ساخت اور سائز کا تھا جیسا جیرالڈ اور کیپٹن ہڈن کے پاس تھا۔

”ہیلو چیف۔ ٹوڈ کالنگ۔ اور۔“ ٹوڈ ٹرانسمیٹر آن کر کے کہنے لگا۔

”لیس ٹوڈ۔ فوکس رسیونگ یو۔ اور۔“ چند سیکنڈ بعد ٹرانسمیٹر سے فوکس کی مخصوص آواز بلند ہوئی۔

”چیف۔ عمران اور جوزف نے مکڑالو قبیلے کے سات سپاہیوں کو قتل کر دیا ہے۔ اور۔“ ٹوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو ٹوڈ۔ کیا تم نے مقدس دیوی کے حکم پر عمل نہیں کیا تھا۔ اور۔“ دوسری طرف سے فوکس نے چیختے ہوئے کہا۔

”لیس۔ لیس سر۔ میں نے مقدس دیوی کے حکم کی تعمیل کی تھی۔ اور۔“ ٹوڈ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”پھر۔ پھر یہ واقعہ کیسے پیش آیا۔ عمران اور جوزف کہاں ہیں۔ اور۔“ فوکس کی پہلے کی طرح چیختی ہوئی آواز آئی۔

”اب تو دونوں ہماری گرفت میں ہیں چیف۔ میں ان دونوں کو بے ہوشی کی حالت میں الگ الگ درخت کے ساتھ باندھ کر واپس چیک پوسٹ پر چلا گیا تھا اور ان کی نگرانی کے لئے مکڑالو قبیلے کے نو سپاہیوں کو چھوڑ گیا تھا۔ میں نے گاربو کو ان سپاہیوں کا انچارج مقرر کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ مقدس دیوی کا دوسرا حکم آنے تک عمران اور جوزف کو کسی طرح بھی بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے مگر عمران نے ہوش میں آنے کے بعد کیا چکر چلایا کہ گاربو دو سپاہیوں کے ساتھ مجھے بلانے چیک پوسٹ پر پہنچ گیا اور اس کے پیچھے عمران اور جوزف نے کسی طرح خود کو درختوں سے آزاد کرا کے سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ اور۔“ ٹوڈ تفصیل سے سارا واقعہ بیان کرنے لگا۔

اس نے عمران کا بیان بھی دوہرایا کہ سپاہیوں نے انہیں ذبح کر کے کھانے کے لئے رسیوں سے آزاد کرایا تھا مگر ان دونوں نے اپنی جان بچانے کے لئے مزاحمت کی تھی جس کے نتیجے میں سپاہی مارے گئے۔

”ہوں۔ کیا عمران اور جوزف نے تم پر حملہ نہیں کیا تھا۔ اور۔“ فوکس نے الفاظ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”نوسر۔ آخری سپاہی کے مرتے ہی میں موقع پر پہنچ گیا تھا اور میں نے انہیں گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں

ہری اپ“..... ٹوڈ نے عمران کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو عمران زمین پر بیٹھ گیا اور جوزف نے اس کی تقلید کی تب ٹوڈ نے اپنی جیب سے پستل نما ایک آلہ نکالا اور اس کا رخ باری باری عمران اور جوزف کے چہروں کی طرف کر کے پستل کا ایک بٹن پریس کیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران اور جوزف کی وہی حالت ہوئی جیسی پہلی مرتبہ بے ہوش ہوتے وقت ہوئی تھی۔ ان کے اعصاب یکدم سست پڑ گئے اور ذہن پر غنودگی سی طاری ہوتی چلی گئی۔

صرف سپاہیوں کے خنجر تھے۔ اگر وہ ہتھیار نہ ڈالتے تو ہم انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیتے۔ اور“..... ٹوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھ کتنے گارڈز ہیں۔ اور“..... فوکس نے کہا تو اس کے لہجے میں پہلے جیسا غصہ نہ تھا۔

”چھ گارڈز ہیں۔ اس کے علاوہ گاربو اور اس کے ساتھی بھی ہیں۔ اور“..... ٹوڈ نے جوابا کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں بے ہوش کر کے انتظار کرو۔ میں مقدس دیوی سے رجوع کر کے تمہیں دوسرا حکم دوں گا۔ اگر جوزف اور عمران بے ہوش ہونے کی بجائے مزاحمت کرتے کی کوشش کریں تو انہیں ہلاک کر دینا۔ اور اینڈ آل“..... فوکس نے آخر میں حکم دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی پھیل گئی تو ٹوڈ نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ کال کرنے کے دوران مسلح گارڈز ایک لمحہ کے لئے بھی عمران اور جوزف کی طرف سے غافل نہیں ہوئے تھے۔ خود ٹوڈ کے مشین پستل کا رخ بھی ان دونوں کی جانب اور نگاہیں ان پر مرکوز رہی تھیں۔ اس سچویشن میں عمران اور جوزف کے لئے کوئی حرکت کرنے کا ذرا بھی چانس نہ تھا اس لئے وہ دونوں خاموش کھڑے رہے تھے۔

”مسٹر عمران۔ تم نے چیف کا حکم سن لیا اس لئے اگر میرے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتے تو زمین پر بیٹھ جاؤ مگر ہاتھ اٹھائے رکھنا۔

دوسری مرتبہ سب سے پہلے تنویر کو ہوش آیا تو اسے ہلکا ہلکا اجالا محسوس ہوا تب اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اٹھ بیٹھا۔ پھر قریب ہی پڑے صفدر اور خاور کو دیکھ کر اسے بے ہوشی سے پہلے کے واقعات یاد آئے تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ غار میں ہونے والا اجالا وہاں سے دائیں جانب دس پندرہ قدم کے فاصلے پر واقع غار کے بند دہانے کے بالائی حصے میں موجود چھوٹے سے سوراخ سے اندر آنے والی دن کی روشنی کے سبب ہو رہا تھا جبکہ بائیں جانب کچھ فاصلے پر تاریکی تھی اس لئے غار کا اختتام نظر نہ آ رہا تھا۔ اس وقت غار میں نہ تو کوئی ڈھانچہ نظر آ رہا تھا اور نہ خوفناک آنکھیں جن سے دہشت کے سبب ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تھی۔ کچی مٹی کے فرش کی وجہ سے ان تینوں کے لباس ہی نہیں، چہرے بھی گرد آلود ہو چکے تھے۔ تنویر نے غار کے تاریک حصے کی طرف دوبارہ دیکھا۔ نہ جانے اس

جانب سے غار کتنا طویل تھا۔ وہ اٹھا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچنے پر اسے دہانے کی حقیقت معلوم ہوئی۔ غار کے اندرونی حصے کی نسبت دہانہ تنگ تھا۔ اس کی چوڑائی چار فٹ سے زیادہ نہ تھی جبکہ بلندی بھی تقریباً اتنی ہی تھی اور باہر کوئی کافی بڑی چٹان یا پتھر رکھا تھا جس نے دہانہ بند کر رکھا تھا البتہ بالائی حصے میں چٹان اور دہانے کی سطح کے درمیان چھوٹا سا سوراخ تھا اور اس کی چوڑائی ایک انچ سے بھی کم تھی۔ اس سوراخ سے دن کی روشنی اندر پڑ رہی تھی۔ تنویر نے اس سوراخ سے آنکھ لگا کر باہر جھانکا تو چند قدم پر گنجان اور گھنے درخت دکھائی دیئے مگر وہاں کوئی ذی روح نہ تھا۔ اس سوراخ سے دائیں بائیں کا منظر دیکھنا ممکن نہ تھا۔ باہر رکھی چٹان اسی طرح دہانے کے ساتھ ملی ہوئی تھی کہ دونوں سائیڈز سے اس میں ذرا بھی کوئی سوراخ یا جھری نہیں تھی۔ تنویر نے دونوں ہاتھ اس چٹان یا پتھر پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی مگر پوری طاقت صرف کرنے کے باوجود اس پتھر میں ذرا سی بھی جنبش نہ ہوئی۔ یقیناً وہ پتھر کافی بھاری تھا۔

چند لمحوں کی کوشش میں ناکام ہو کر تنویر پلٹا اور واپس چل دیا۔ صفدر اور خاور کے قریب بیٹھ کر تنویر نے خاور کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ اسے یقین تھا کہ وہ بھی ہوش میں آنے والے ہیں لیکن جونہی اس نے خاور کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے جھنجھوڑا، خاور کے حلق سے دہشت بھری چیخ نکلی اور وہ تیزی سے دوسری طرف

کروٹ بدل گیا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں مگر تنویر پر نظر پڑتے ہی پھر چیخ پڑا۔

”ہوش کرو خاور۔ میں تنویر ہوں“..... تنویر نے خاور سے غصیلے لہجے میں کہا تو خاور یکدم چونکا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ غار کا جائزہ مکمل کر کے اس کی نگاہیں پھر تنویر کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں اور وہ غور سے تنویر کو دیکھنے لگا۔ ایک دو لمحوں بعد وہ خوفزدہ انداز میں ہنس پڑا۔

”کیا میرے سر پر سینک نکل آئے ہیں جو اس طرح ہنس رہے ہو“..... تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں لیکن تمہارا چہرہ۔ مٹی میں دبائے رکھا تھا“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ تمہارا چہرہ بھی ایسا ہی ہے“..... تنویر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا خاور۔ وہ ڈھانچہ کہاں ہے“..... دفعتاً صفدر کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں صفدر کی طرف دیکھنے لگے جو فرش پر بیٹھا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا شاید خاور کی چیخ سن کر اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔

”کک۔ کون سا ڈھانچہ“..... خاور نے یکدم گھبرا کر پوچھا اور غار کے تاریک حصے کی طرف دیکھنے لگا۔

”وہی جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ بعد میں اس کی خوفناک سرخ سرخ آنکھیں دکھائی دی تھیں“..... صفدر نے خاور کی طرف دیکھ کر

کہا۔

”پتا نہیں۔ ہم نے تو اس کی صرف آنکھیں دیکھی تھیں جو ہم تینوں کے خون سے سیراب ہونا چاہتا تھا“..... خاور نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

”مگر اب یہاں کچھ نہیں ہے۔ اس طرف غار کا دہانہ ہے جو کسی چٹان سے بند کیا گیا ہے“..... تنویر نے غار کے دہانے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صفدر چونکا اور غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا۔

”مگر اس طرف کیا ہے۔ کیا تم نے چیک کیا ہے“..... خاور نے غار کے تاریک حصے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ میں ادھر نہیں گیا۔ نہ جانے اس طرف سے غار کتنا طویل اور خطرناک ہے“..... تنویر نے جواباً کہا۔

”باہر سے کوئی آواز بھی نہیں سنائی دے رہی۔ آؤ دیکھتے ہیں باہر کی کیا پوزیشن ہے“..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں دیکھ چکا ہوں۔ باہر جنگل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے پتھر ہٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا“..... تنویر نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

خاور کے ذہن پر ابھی تک خوف سوار تھا اس لئے وہ بھی جلدی سے اٹھا اور ان دونوں کے آگے چلنے لگا۔ غار کے دہانے کے پاس پہنچ کر خاور اور صفدر نے باری باری سوراخ سے آنکھ لگا کر باہر کا جائزہ لیا۔

”باہر کوئی نہیں ہے۔ چلو مل کر پتھر ہٹاتے ہیں“..... صفدر نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا تو تنویر اور خاور بھی صفدر کے ساتھ غار کے دہانے پر پڑے پتھر کو ہٹانے کے لئے مل کر زور لگانے لگے لیکن تینوں کی طاقت مل کر بھی اس پتھر کو ٹس سے مس نہ کر سکی۔ ”یقیناً یہ کوئی بہت بڑی چٹان ہے۔ ہو سکتا ہے دوسری جانب سے غار کا دہانہ کھلا ہو“..... صفدر نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”اگر اس جانب سے غار کا منہ کھلا ہوتا تو یقیناً اندر روشنی پہنچتی“۔ تنویر نے خیال ظاہر کیا۔

”ہو سکتا ہے دہانے تک غار میں دو تین موڑ ہوں جن کے سبب روشنی اندر نہ پہنچ رہی ہو۔ آؤ دیکھتے ہیں۔ چلو خاور آگے“..... صفدر نے مڑتے ہوئے خاور سے کہا۔

”نا بابا نا۔ نہ جانے اس طرف کوئی اور مصیبت ہماری منتظر ہو“..... خاور نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کہا۔

”ڈرو مت پیارے۔ اب باہر دن ہے اور اندر روشنی ہے۔ بدروہیں دن کی روشنی میں حملہ نہیں کیا کرتیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باہر اس وقت کیا وقت ہوگا“..... خاور نے پوچھا اور ساتھ ہی اپنی کلائی کی طرف دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

”ارے۔ میری واچ تو موجود ہے“..... خاور نے پُر مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور تنویر کو بھی احساس ہوا کہ ان کی

گھڑیاں موجود ہیں۔

”لا حول ولا قوۃ۔ ہم بھی کتنے احمق ہیں کہ ہماری کلائیوں پر گھڑیاں موجود ہیں لیکن گزشتہ رات ہمیں ان کا خیال ہی نہیں آیا تھا“..... صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

”خوف و دہشت نے دماغ باؤف کر دیئے تھے ہمارے۔ بہر حال ہمارے لئے یہ حوصلہ افزا بات ہے کہ مجرموں نے ہمیں گھڑیوں سے محروم نہیں کیا یا پھر انہیں گھڑیاں اتارنے کا خیال ہی نہیں آیا تھا“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو کہ مجرموں سے غلطی ہو گئی ورنہ انہیں پتا چل جاتا کہ یہ عام گھڑیاں نہیں، واچ ٹرانسمیٹر ہیں۔ اب ہم اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں“..... صفدر نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

”صفدر۔ فوراً عمران صاحب کو کال کرو۔ نہ جانے پشپا کی روح نے ان سے کیا سلوک کیا ہے“..... خاور نے تیزی سے کہا۔

”ہو سکتا ہے ہمارے باقی ساتھیوں کے پاس واچ ٹرانسمیٹر موجود نہ ہوں یا وہ کال رسیو کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں۔ ویسے بھی جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ ہماری آواز کہیں نہیں سنی جا رہی۔ واچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنا ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے“..... صفدر نے جواب میں خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”یہاں کوئی ہوتا تو اب تک سامنے آچکا ہوتا۔ تم کرو کال۔“
تنویر نے بے پروائی سے کہا مگر اسی لمحے غار میں وہی زناٹے جیسی
آواز ابھرنے لگی اور وہ تینوں یکدم چونک پڑے۔ زناٹے کی آواز
غار کے تاریک حصے کی طرف سے ابھر رہی تھی۔

”صفر۔ تم تینوں کے لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو
ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا جائے تاکہ میرے پیجاری تمہارے
جسموں کے گوشت سے فائدہ اٹھائیں۔ ان کی خواہش ہے کہ
تمہارے دوسرے ساتھیوں کی طرح تم تینوں کا بھی لذیذ گوشت
انہیں عطا کیا جائے۔“..... دفعتاً غار میں پشپا دیوی کی آواز گونجی۔

”کیا۔ کیا انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔“ صفر نے یکدم چیختے
ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں تھوڑی دیر پہلے ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا
گیا تھا اور ان کا گوشت مکڑالو قبیلے میں بانٹ دیا گیا تھا کیونکہ وہ
قبیلہ آدم خور ہے۔“..... پشپا دیوی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔
”بکواس مت کرو۔ ہمارے ساتھی کبھی نہیں مر سکتے۔“..... تنویر

نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ میں چند افراد تو کیا،
ہزاروں کو ایک لمحے میں ختم کر ڈالوں مگر تم کیوں چیخ رہے ہو۔ کیا
تمہارے ساتھی کوئی ماورائی مخلوق ہیں یا وہ مجھ سے زیادہ طاقت
رکھتے ہیں۔“..... پشپا دیوی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”سنو پشپا۔ تم ہمارے ساتھیوں کو موت کی خبر سنا کر ہمارے
حوصلے پست نہیں کر سکتیں۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا چاہتی ہو ہم سے جس
کے لئے تم ہمیں اپنی غلامیوں سے ڈراتی ہو۔ اپنا مقصد بتاؤ۔“
صفر نے پرسکون لہجے میں پشپا دیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
”پہلے تو تم بتاؤ کہ زندہ رہنا چاہتے ہو یا نہیں۔“..... پشپا دیوی
نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ زندہ رہنے کی خواہش کسے نہیں ہوتی۔“..... صفر
نے جواباً کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرے غلام آ رہے ہیں۔ ان کے حکم کی تعمیل کر
کے تم زندہ رہ سکتے ہو ورنہ تمہارا انجام تمہارے ساتھیوں سے مختلف
نہ ہوگا۔ انتظار کرو۔“..... پشپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ کیا واقعی تم نے ہمارے ساتھیوں کو ناگ دیوتا کی بھینٹ
چڑھا دیا ہے۔“..... خاور کے حلق سے سرسراہٹ ہوئی آواز نکلی لیکن پشپا
دیوی نے جواب نہ دیا۔ چند لمحے گزر گئے اور پشپا دیوی کی آواز نہ
سنائی دی تو وہ سمجھ گئے کہ پشپا کی روح غار سے باہر جا چکی ہے۔

”صفر۔ اس نے ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو ہم اس
کے حکم کی تعمیل کیوں کریں۔ میں عمران، جولیا اور جوزف سب کا
انتقام لوں گا چاہے زندہ رہوں یا مارا جاؤں۔“..... تنویر نے غضبناک
لہجے میں کہا۔

”ہوش کرو پیارے۔ اول تو مجھے پشپا دیوی کی بات پر یقین

نہیں ہے۔ عمران صاحب کے بارے میں تم اور ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ آج تک نہ تو کوئی ملک اور نہ مجرم تنظیم کا ان کا ہال بیکا کر سکی ہے بلکہ عمران صاحب کو ختم کرنے کی کوشش کرنے والے خود ان کے ہاتھوں جہنم پہنچ گئے۔ تم بتاؤ، پاکیشیا کے بدترین دشمن ممالک اکیمریمیا، کافرستان اور اسرائیل نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا لیکن کیا انہیں کامیابی ہوئی۔ کیا بنم میں سے کوئی مارا گیا؟..... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ لیکن یہاں کے حالات اور ہیں“..... تنویر نے شیشائی ہوئی آواز میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ مجرموں کو ایک بدروح کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ سب کچھ کر سکتی ہے تو پھر بھی فی الحال ہمیں فوراً یقین نہیں کر لینا چاہئے کہ ہمارے ساتھی مارے جا چکے ہیں۔ اور اگر خدا نخواستہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے تو ہم ان کے خون کا ضرور انتقام لیں گے لیکن اس مقصد کے لئے جوش کی بجائے ہمیں ہوش سے کام لینا ہو گا تاکہ ہم اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ جذبات کی رو میں بہک کر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے اور ہم انتقام لینے سے پہلے ہی مارے جائیں۔ کیوں خاور؟..... صفدر نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے آخر میں خاور کی جانب تائید طلب نگاہوں سے دیکھا۔

”بالکل۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ فی الحال حقیقت جاننے کے

لئے ہمیں پشپا دیوی کے غلاموں کا حکم ماننا چاہئے اور اگر پشپا دیوی کی بات درست نکلے تو پھر انتقامی قدم اٹھانا چاہئے۔ بہتر ہے کہ تم وایج ٹرانسمیٹر پر ٹرائی کر لو شاید بعد میں موقع نہ ملے“..... خاور نے سر ہلاتے ہوئے آہستہ سے کہا تو صفدر نے وایج ٹرانسمیٹر آن کیا اور منہ کے قریب کر کے آہستہ آہستہ بولنے لگا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کالنگ۔ اوور“۔

کئی لمحے گزر گئے مگر کوئی جواب نہ ملا تو صفدر کا دل اس خیال سے لرزنے لگا کہ شاید پشپا دیوی نے درست خبر دی تھی۔ صفدر نے وایج ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور جولیا کو کال کرنے لگا لیکن اس جانب بھی خاموشی رہی تو اس کا ذہن چٹختے لگا۔ تنویر اور خاور بھی اضطراب میں مبتلا ہو چکے تھے پھر صفدر نے چوہان کو ٹرائی کیا اور چوہان کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا تو صفدر نے مایوسی اور غصے سے سر جھٹکتے ہوئے وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”دیکھا۔ پشپا دیوی نے سچ ہی کہا تھا ورنہ تینوں میں سے کوئی تو کال رسیو کرتا“..... تنویر نے دانت پیستے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”واقعی۔ اب اپنے ساتھیوں کا انتقام لینا ہم پر جہاد کی طرح فرض ہو چکا ہے“..... خاور نے غراتی ہوئی آواز میں کہا تو اس کے خاموش ہوتے ہی غار کے دہانے کے باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں اور وہ تینوں چونک پڑے۔ صفدر نے جلدی سے غار کے دہانے کے بالائی سوراخ سے آنکھ لگائی اور باہر دیکھنے لگا۔

چوہان نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو پہلی نگاہ میں اسے چھت دکھائی دی اور وہ بے اختیار چیخ کر کروٹ بدل گیا مگر رکنے کی بجائے مزید دو کروٹیں لے کر اس جگہ سے دور ہٹ گیا جہاں اسے ہوش آیا تھا۔ چھت میں ایک رسی سے بندھا ہوا ایک انسانی سر نیچے لٹک رہا تھا اور اس کے کٹے ہوئے گلے پر خون جما ہوا تھا۔ وہ کسی سیاہ قام نیگرو کا سر تھا جس کی آنکھیں بھیانک انداز میں کھلی ہوئی مگر بے نور تھیں اور چہرے پر شدید اذیت کے تاثرات منجمد تھے۔ خد و خال سے وہ نگانا قبیلے کا آدمی لگتا تھا۔ چوہان فرش پر دراز دہشت زدہ نگاہوں سے اس کٹے ہوئے سر کو دیکھ رہا تھا اور خوف کی شدت سے اس کا دل بری طرح پھڑک رہا تھا۔ چند لمحوں بعد چوہان نے آہستہ آہستہ سر اٹھا کر اس پاس کا جائزہ لیا تو چند فٹ کے فاصلے پر اسے جولی پڑی دکھائی دی۔ یہ ایک کمرہ تھا جس کے

ایک کونے میں واقع طاقے میں موم بتی جل رہی تھی۔ اس کی روشنی زیادہ نہ تھی لیکن کمرے کا پورا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ موم بتی کی جانب ہی دیوار میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کمرے کا سائز آٹھ فٹ سے زیادہ نہ تھا اور اس میں دروازے کے سوا کوئی کھڑکی یا روشندان نہ تھا۔ چوہان کو غار کے واقعات یاد آئے تو وہ سمجھ گیا کہ جولیہ اور اسے بے ہوشی کی حالت میں غار سے اس کمرے میں منتقل کیا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ انہیں غار سے وہاں کیوں لایا گیا اور کمرہ کہاں واقع تھا۔ سیمنٹ کی بنی ہوئی چھت اور فرش کے علاوہ دیواروں سے بھی بظاہر یہ لگ رہا تھا کہ کمرہ کسی آباد بلڈنگ میں واقع تھا۔

چند لمحوں تک چوہان سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کر جولیہ کے قریب آیا اور اس پر جھک کر اسے پکارا تو جولیہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی پھر کمرے کا ماحول دیکھ کر وہ حیرت سے اچھل پڑی۔

”اوہ۔ ہم کہاں ہیں چوہان۔ یہ غار تو نہیں ہے۔“..... جولیہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر دوسرے ہی لمحے اس کی نگاہ چھت سے لٹکے کٹے ہوئے سر پر پڑی تو اس کے منہ سے دہشت زدہ سی سرسراہٹ نکلی اور وہ بے اختیار لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار سے جا لگی۔

”یہ۔ یہ۔ کیا ہے چوہان۔“..... جولیہ نے خوفزدہ سی آواز میں چوہان سے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں دہشت زدہ کرنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ مجھے اس کے بالکل نیچے ڈالا گیا تھا۔“ چوہان نے جواباً کہا۔

”اوہ۔ تمہارے لباس پر خون“..... جولیا نے انگلی سے چوہان کے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو چوہان نے چوتکتے ہوئے اپنے لباس پر نظر ڈالی۔ اس کی شرٹ خون آلود تھی مگر خشک ہو چکا تھا۔

”یقیناً یہ سر تازہ کاٹ کر میرے عین اوپر لٹکایا گیا ہو گا۔“ چوہان نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”یہ کمرہ کسی عمارت میں ہے شاید۔ کیا یہاں کوئی آیا تھا۔“ جولیا نے بند دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”پتا نہیں۔ مجھے تو تین چار منٹ پہلے ہوش آیا تھا تو یہاں کوئی نہیں تھا۔“ چوہان نے جواب میں کہا۔

”یقیناً عمران اور دوسرے ممبرز کو بھی دہشت و اذیت کا نشانہ بنایا جا رہا ہو گا۔ ذرا دروازے کو چیک کرو“..... جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا تو چوہان دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے چل دی۔ چوہان نے دروازے کے پاس رک کر پہلے تو باہر کی سن گن لینے کی کوشش کی مگر باہر سے کسی قسم کی کوئی آواز نہ پا کر دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمانے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ یقیناً وہ باہر سے لاک کیا گیا تھا۔ جولیا، چوہان سے ایک قدم

پیچھے کھڑی تھی۔ خاور نے پلٹ کر مایوسی کے انداز میں سر ہلایا۔ ”دستک دو۔ شاید کوئی باہر موجود ہو“..... جولیا نے آہستہ سے کہا تو چوہان نے پلٹ کر دروازے پر دو مرتبہ زور زور سے ہاتھ مارا۔ کئی لمحوں گزر گئے مگر جواب میں نہ تو کوئی آواز ابھری اور نہ ہی دروازہ کھولا گیا۔

”ہٹو۔ میں کوشش کرتی ہوں“..... جولیا نے چوہان سے کہا تو چوہان ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیا آگے بڑھی اور اس نے قریب آ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن جونہی اس نے دروازے کا ہینڈل گھما کر زور سے دروازہ کھینچا تو دروازہ کھل گیا لیکن باہر نظر پڑتے ہی اس کے حلق سے دہشت زدہ سی چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی عقب میں پشت کے بل جا گری۔ چوہان بھی دہشت سے کانپتا ہوا پیچھے ہٹ گیا کیونکہ دروازے کے باہر ایک انسانی ڈھانچہ کھڑا تھا۔ دوسرے ہی لمحوں دروازہ خود بخود پُرد شور آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔ دروازہ اتنے زور سے بند ہوا کہ ہوا کے دباؤ سے قریب ہی طاقے میں رکھی موم بتی بجھ گئی اور کمرے میں گھپ اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔

جولیا فرش پر پڑی کسی سردی لگے جانور کی طرح سہک رہی تھی۔ اس کے نتھنوں سے تیز تیز سانسیں نکل رہی تھیں جو سناٹے میں گونج رہی تھیں۔ دل تھا کہ جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔ چوہان بھی سخت دہشت بھے عالم میں اپنی جگہ کھڑا تپ دق کے مریض

کی طرح کانپ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ قدرے سنبھلا اور اس نے خوف سے خشک لبوں کو زبان سے خرکیا۔

”مم۔ مس۔ جولیا۔ آپ ٹھیک تو ہیں نا“..... چوہان نے اندھیرے میں اس طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں جولیا گرتی نظر آئی تھی۔

”لیس چوہان مگر یہ موم بتی کس نے بجھائی ہے“..... جولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

”میرا خیال ہے دروازہ زور سے بند ہونے کے سبب ہوا پیدا ہوئی تھی جس سے موم بتی بجھ گئی۔ کیا وہ ڈھانچہ زندہ تھا“۔ چوہان نے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ البتہ اس کی کھوپڑی حرکت کر رہی تھی“..... جولیا نے جواباً آہستہ سے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ میرے پاس تو ماچس یا لائٹر بھی نہیں ہے کہ موم بتی جلاؤں“..... چوہان نے بے چارگی سے کہا۔

”مسٹر چوہان۔ تمہاری ڈپٹی لیڈر بے ہوش تو نہیں ہو گئی۔ وہ تو بڑی بہادر ایجنٹ ہے“..... دفعتاً تاریک کمرے میں ایک طنزیہ آواز گونجی تو چوہان کے ساتھ ساتھ جولیا بھی اچھل پڑی۔ وہ آواز دروازے کی طرف سے آئی تھی۔

”میں ہوش میں ہوں پشپا۔ تم جیسی بدکار روح میرے حوصلے پست نہیں کر سکتی“..... جولیا نے پشپا کی آواز پہچان کر غضبناک لہجے

میں کہا تو جواب میں پشپا دیوی کی استہزائیہ ہنسی سنائی دی۔

”یقین کرو جولیا فتنہ واٹر۔ ابھی یہ ابتدا ہے اور فی الحال میری خواہش ہے کہ تم کچھ عرصہ زندہ رہو تاکہ میں تمہاری چیخوں سے محفوظ ہوتی رہوں۔ تمہاری چیخیں مجھے بے حد مسرور اور لطف دیتی ہیں۔ مجھے ایسے شکار کا ذرا بھی مزہ نہیں آتا کہ میں اسے عذاب میں مبتلا کروں اور اس کی چیخیں نہ سنائی دیں“..... پشپا دیوی نے ہنستی ہوئی آواز ابھری۔

”پشپا۔ آخر تم چاہتی کیا ہو“..... چوہان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بکومت بد قسمت انسان۔ میرا نام ادب سے نہ لینے والا دوسرا سانس تک نہیں لے سکتا اس لئے مجھے مقدس روح یا پشپا دیوی کے الفاظ سے مخاطب کرو۔ میں نے تمہارے ساتھی عمران کو بھی اس لئے ہولناک عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے کہ وہ میری بے ادبی کرتا تھا اور میری وارنگ کے باوجود باز نہیں آیا تھا“..... پشپا دیوی نے غضبناک لہجے میں چوہان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پشپا دیوی۔ آئندہ خیال رکھوں گا مگر تم اپنا مقصد تو بتا دو“..... چوہان نے منہ بنا کر کہا۔

”مقصد صرف اتنا ہے کہ تم میرے غلاموں کے احکامات کی تعمیل کرو۔ ان سے لڑنے اور مزاحمت کرنے کا خیال دل و دماغ سے مٹا دو اور ان کے غلام بن جاؤ ورنہ اسی طرح دہشت کی اذیت سے سہکتے اور ہلہلاتے رہو گے“..... پشپا دیوی نے سخت لہجے میں کہا

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ خواہش تم میرے غلاموں سے کرنا۔ میں تھوڑی دیر بعد پھر آؤں گی“..... پشپا دیوی نے سخت لہجے میں کہا۔

”روشنی تو کر دو پشپا دیوی“..... چوہان نے تیزی سے کہا لیکن پشپا دیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

”دفع ہو گئی ہے حرافہ“..... جولیا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو چوہان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”مس جولیا۔ آپ ذرا نرمی سے کام لیں۔ ہمیں فی الحال رضامندی ظاہر کر کے یہاں سے کسی طرح نکلنا ہے تاکہ عمران صاحب کے لئے کچھ کر سکیں۔ نہ جانے اس خبیث روح نے عمران صاحب کو کس عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ مجرم تنظیم کو نہ صرف پشپا دیوی کی حمایت حاصل ہے بلکہ مکڑالو قبیلے کے آدم خور بھی اس تنظیم کے غلام ہیں“..... چوہان نے سرگوشی کے انداز میں جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”چوہان۔ تم نے مجھے ہوش میں لانے کے لئے آواز دی تو شاید اس وقت میں بے ہوشی کے مرحلے سے نکل کر نیند میں تھی اس لئے فوراً میری آنکھ کھل گئی تھی۔ تمہیں کیسے ہوش آیا تھا“..... جولیا نے آہستہ سے پوچھا۔ اندھیرے میں وہ صرف ایک دوسرے کی آواز سن سکتے تھے۔

”پتا نہیں۔ میں بھی شاید بیدار ہونے کے قریب تھا اور نیند میں

تو چوہان اور جولیا اس کی بات پر چونک پڑے۔

”وہ تم لوگوں کی صلاحیتوں کو اپنے استعمال میں لانا چاہتے ہیں۔ کیسے۔ یہ وہی بتائیں گے۔ اگر تم تیار ہو تو میں اپنے خاص غلام فوکس کو تمہارے جواب اور رضامندی سے مطلع کر دوں گی اور وہ خود تم سے رابطہ قائم کر لے گا۔ میرا دنیاوی کاموں سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو صرف اپنے غلاموں کو خوش کرنا چاہتی ہوں“..... پشپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

”کیا ہمارے ساتھیوں کو بھی رضامند کر لیا گیا ہے“..... چوہان نے پوچھا۔

”ہاں۔ عمران کے سوا سب نے میری اور میرے غلاموں کی غلامی قبول کر لی ہے اس لئے انہیں عذاب سے نجات مل گئی ہے۔ تم بتاؤ۔ کیا تم دونوں رضامند ہو“..... پشپا دیوی نے جواباً ہنستے ہوئے کہا۔

”ہمیں سوچنے کی مہلت دو۔ ہم بعد میں بتائیں گے“..... چوہان نے سٹپا کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جولیا سے مشورہ کر لو۔ اگر جولیا اپنا غرور ترک کر دے تو ہو سکتا ہے میں خوش ہو کر عمران کی سزا معاف کر دوں لیکن جولیا کو اسے میری غلامی پر آمادہ کرنا ہو گا“..... پشپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

”بہتر۔ کیا ہمیں کھانے پینے کے لئے کچھ مل سکتا ہے“..... چوہان

کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔..... چوہان نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کا خواب تھا؟..... جولیا نے پوچھا۔

”اوہ۔ یاد آیا۔ میری کلائی میں واچ ٹرائسمیٹر کے نیچے ارتعاش محسوس ہوا تھا اور میری آنکھ کھل گئی تھی“..... چوہان نے یکدم اچھلتے ہوئے کہا تو جولیا بے ساختہ چونک پڑی۔

”ارے ہاں۔ واچ ٹرائسمیٹر تو میری بھی محفوظ ہے۔ یقیناً کسی ممبر نے تمہیں کال کرنے کی کوشش کی ہوگی“..... جولیا نے تیزی سے کہا۔

”جی ہاں۔ غار کے بھیانک ماحول اور واقعات میں مجھے تو واچ ٹرائسمیٹر کا خیال ہی نہیں رہا تھا“..... چوہان نے جواباً کہا۔

”تم آخری کونے میں جا کر کسی ممبر سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرو۔ عمران کو بھی ٹرائی کر لینا“..... جولیا نے سرگوشی کے انداز میں کہا تو چوہان احتیاط سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن تیسرے چوتھے قدم پر ہی اس کا پاؤں فرش پر کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ چونک کر رک گیا۔ اندھیرے میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ چوہان نے جھک کر ہاتھ فرش پر ادھر ادھر پھیلایا اور اس چیز کو اٹھا لیا مگر دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے دہشت زدہ سی چیخ نکلی اور وہ ہاتھ میں موجود چیز کو پھینک کر تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا دیوار سے جا لگا کیونکہ اس کے ہاتھ میں آنے والا وہی کٹا ہوا انسانی سر تھا جو

کچھ دیر پہلے چھت کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

”سک۔ کیا ہوا چوہان؟..... تاریکی میں جولیا کی خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کٹا ہوا سر۔ فرش پر پڑا تھا“..... چوہان نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ وہ تو چھت کے ساتھ لٹک رہا تھا“..... جولیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”جج۔ جی ہاں۔ نہ جانے فرش پر کیسے گرا۔ اس کے گرنے کی آواز تو نہیں آئی تھی“..... چوہان نے اپنے خوف پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ جولیا نے دوبارہ بولنا چاہا مگر اسی لمحے دروازے کی طرف سے ہلکی سی آواز ابھری جیسے دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا ہو اور جولیا خوف سے سہم کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ چوہان بھی خوفزدہ نگاہوں سے اس طرف دیکھنے لگا۔ چند سیکنڈ بعد دروازہ کھلنے کی آواز معدوم ہو گئی پھر یوں لگا جیسے کوئی دبے پاؤں دروازے سے اندر آیا ہو۔ باہر بھی تاریکی تھی اس لئے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ چوہان اور جولیا اپنی اپنی جگہ سانس روکے خوف سے لرز رہے تھے۔ پیروں کی چاپ سے انہیں اندر آنے والے کے بارے میں ذرا بھی اندازہ نہ ہو رہا تھا پھر قدموں کی چاپ آگے بڑھی تو جولیا بے ساختہ فرش پر بیٹھے بیٹھے پیچھے سرکنے لگی۔ خوف سے اس کا حلق خشک ہو گیا تھا اور دل گویا دھڑکنے کی

بجائے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ نہ جانے اندر آنے والا کون تھا۔ جولیا پیچھے سرکتے سرکتے یکدم رک گئی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی پیٹھ کے ساتھ کوئی چیز ٹکرائی ہے۔ اس نے ایک ہاتھ عقب میں لے جا کر اس چیز کو ٹٹولا تو وہ کٹا ہوا انسانی سر تھا۔ یہ محسوس ہوتے ہی جولیا کے حلق سے دہشت کے مارے بھیانک چیخ نکلی اور وہ ہوش و حواس سے بے نیاز ہوتی چلی گئی۔

جولیا کی چیخ سن کر چوہان کے ستے ہوئے اعصاب کو جھٹکا سا لگا اور وہ نیم جان سا ہو کر دیوار کے ساتھ پھسلتا ہوا فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ نہ جانے وہ بے ہوشی کی وادیوں میں کتنی دیر بھٹکتا رہا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس کا تو اسے کوئی اندازہ نہ ہو سکا البتہ اس مرتبہ وہ اس خوفناک کمرے کی بجائے ایک روشن کمرے میں فرش پر دراز تھا اور اس پر جھکا ہوا آدمی اس کا شانہ پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا۔ چوہان کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر وہ سفید فام ایکریٹین سیدھا ہو کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

عمران، جوزف کے ساتھ ایک بند کمرے میں فرش پر بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے ہاتھ پشت پر مضبوط رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور ایک ایک پاؤں آہنی زنجیروں کی گرفت میں تھا۔ ان زنجیروں کے دوسرے سرے دیواروں میں نصب آہنی گول کنڈوں سے منسلک تھے۔ عمران داہنی دیوار کے پاس بندھا ہوا تھا اور جوزف اس کے سامنے والی دیوار کے قریب بیٹھا تھا۔ دونوں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ تھا کہ وہ ایک دوسرے تک نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ زنجیروں کی لمبائی تین فٹ سے زیادہ نہ تھی اور اگر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف بڑھتے تو پھر بھی دونوں کے درمیان کم از کم چار فٹ کا فاصلہ قائم رہتا۔ کمرے میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر یا سامان نظر نہ آ رہا تھا اور ایک دیوار میں واحد دروازے کے سوا کوئی روشندان یا کھڑکی بھی نہیں تھی۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کے اوپر

دیوار پر ایک ویڈیو کیمرہ حرکت کر رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ انہیں کسی اسکرین پر دیکھا جا رہا تھا۔ دروازے کے سامنے والی دیوار پر نصب بلب روشن تھا۔

عمران کو دو تین منٹ پہلے ہوش آیا تھا اور اس کے چند لمحوں بعد جوزف بھی ہوش میں آ کر اٹھ بیٹھا تھا اور حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا جو کسی عمارت کا ہی حصہ لگ رہا تھا اور عمران کے اندازے کے مطابق وہ دونوں مجرم تنظیم کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔ یقیناً فوکس کے حکم پر ٹوڈ اور اس کے گارڈز نے انہیں یہاں پہنچایا تھا۔

”باس۔ ہم کہاں ہیں؟“..... کمرے کا جائزہ مکمل کرنے کے بعد جوزف نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”جہنم کے ساتویں طبقہ میں؟“..... عمران نے سپاٹ لمبے میں کہا تو جوزف نے چونک کر دوبارہ کمرے کا جائزہ لیا اور بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگا۔

”کیا جہنم میں بھی ایسے کمرے ہوتے ہیں باس؟“..... جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بدروحوں کے لئے ایسے ہی کمرے ہوتے ہیں تاکہ وہ تسلی سے گناہ گاروں کا خون چوسیں اور کسی کو پتا نہ چلے“..... عمران نے سہر ہلا کر سنجیدگی سے کہا تو جوزف بدروحوں کے نام پر یکدم سراسیمہ ہو کر خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”مم۔ مگر۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے باس؟“..... جوزف نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”لیکن میری روح تو موجود ہے۔ کیا میں تمہیں دکھائی نہیں دے رہا؟“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ تم تو زندہ ہو۔ میری طرح؟“..... جوزف نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر خاموش رہو ورنہ ابھی عذاب کے فرشتے نازل ہو جائیں گے“..... عمران نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے کی دوسری جانب سے قدموں کی آہٹیں ابھر رہی تھیں جو قریب آتی جا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک اکیمریمین اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے چار سیاہ فام گارڈز تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اکیمریمین جوان العمر شخص تھا اور اس کے چہرے پر براؤن رنگ کی ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔

”مسٹر عمران۔ تمہیں چیف نے طلب کیا ہے؟“..... اس آدمی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اے کہو میں نہیں آ سکتا؟“..... عمران نے ناگواری سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا؟“..... داڑھی والے نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا تمہارا نام احمق ہے“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ”نہیں۔ میرا نام سنوکر ہے“..... اس شخص نے چونکتے ہوئے
 کہا۔

”تو جاؤ۔ سنوکر کھیلا اپنے چیف کے ساتھ اور واقعی احمق ہو تو
 بتاؤ۔ میں زنجیر سے بندھا ہوا ہوں۔ تمہارے ساتھ کیسے جا سکتا
 ہوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو سنوکر نے برا سامنہ بنایا
 اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس زنجیر میں لگے لاک کی چابی
 نکالی جو عمران کے پاؤں سے بندھی ہوئی تھی۔ عمران کے پاؤں میں
 زنجیر سے منسلک گول کڑے میں چوکور لاک تھا جس میں کڑے کے
 دونوں سرے پھنسے ہوئے تھے اور عمران ہاتھ بندھے ہونے کے
 سبب اس کا پوری طرح جائزہ نہ لے سکا تھا۔

”یہ بات تم انکار کئے بغیر بھی کہہ سکتے تھے مسٹر عمران“۔ سنوکر
 نے بیٹھ کر چابی سے لاک کھولتے ہوئے کہا۔
 ”اور تم لاک کھول کر بھی مجھے بتا سکتے تھے کہ تم مجھے لینے آئے
 ہو“..... عمران نے جواباً کہا تو سنوکر اسے عجیب سی نگاہوں سے
 دیکھتے ہوئے جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ زنجیر کی گرفت سے آزاد ہو
 کر عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ چاروں سیاہ فام وحشی گارڈز دروازے کے
 دائیں بائیں کھڑے تھے اور انہوں نے جوزف اور عمران پر مشین
 گنیں تان رکھی تھیں۔ یقیناً مجرموں نے انہیں اسلحہ چلانے کی
 تربیت دینے کے بعد ہی مشین گنیں پکڑائی تھیں۔

”چلو۔ آؤ“..... سنوکر نے جوزف کا پاؤں زنجیر سے آزاد
 کرتے ہوئے اٹھ کر عمران سے کہا تو عمران اور جوزف بیک وقت
 دروازے کی طرف بڑھے اور سنوکر ان کے آگے ہو لیا۔ چاروں
 گارڈز عمران اور جوزف کے دائیں بائیں اور پیچھے چل دیئے۔
 کمرے سے باہر ایک طویل راہداری تھی جس میں کئی کمروں کے
 دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ چوتھے کمرے کے باہر ایک گارڈ
 مشین گن کندھے سے لٹکائے مستعد کھڑا تھا لیکن وہ سفید فام
 کینیڈین تھا۔ یقیناً وہ کمرہ کسی اہم شخصیت کا تھا جس پر اس کینیڈین
 گارڈ کو متعین کیا گیا تھا۔ اس گارڈ کے سوا راہداری میں اس وقت
 کوئی بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ سنوکر، عمران اور جوزف کے آگے
 چلتا ہوا اس کمرے کے دروازے پر رکا اور اس نے باہر دیوار پر
 نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہی چیف کا کمرہ
 ہے۔ چند سیکنڈ بعد آہنی دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ سب کمرے
 میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے گھومنے
 والی کرسی پر بیٹھا دراز قامت اور قوی الجشہ ایکریمین شخص بیٹھا ان کی
 طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی میز پر ٹرانسمیٹر، انٹرکام سیٹ اور ٹی وی
 اسکرین رکھا تھا جبکہ ایکریمین شخص کے آگے میز پر ایک کنٹرول
 پینل موجود تھا اور اسکرین پر کمرے کے باہر کا منظر روشن تھا۔
 عمران کے اندازے کے مطابق ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہی مجرم تنظیم
 بلیک اسپائیڈر کا سربراہ فوکس تھا جس کے ساتھ وہ جیرالڈ اور کیپٹن

ہڈن کی آواز میں ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرتا رہا تھا۔ سنوکر نے اسے ادب سے سلام کیا۔

”انہیں کرسیوں پر بٹھاؤ۔ گارڈز کو باہر ٹھہراؤ“..... فوکس نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سنوکر نے عمران اور جوزف کی طرف دیکھ کر انہیں میز کے آگے پڑی کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عمران اور جوزف آگے بڑھ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تم باہر ٹھہرو اور انتظار کرو“..... سنوکر نے پلٹ کر دروازے کے پاس کھڑے گارڈز سے کہا تو وہ پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ تب فوکس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا اور کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ سنوکر میز کے دائیں جانب کھڑے ہو کر عمران اور جوزف کی طرف دیکھنے لگا جبکہ وہ دونوں فوکس کی طرف دیکھ رہے تھے جو ایک سگار سلگانے لگا تھا۔

”مسٹر فوکس۔ سگار تمہاری صحت کے لئے نقصان دہ ہے اس لئے تم سگریٹ پیا کرو“..... عمران نے اچانک اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تو فوکس نے چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کون سا سگریٹ۔ سگریٹ بھی تو صحت کے لئے مضر ہیں۔“ فوکس نے نرم لہجے میں کہا۔

”تمہارے ملک کے سگریٹ بے شک مضر صحت ہوتے ہیں لیکن ہمارے ملک کا ایک سگریٹ ایسا ہے جسے پاکیشیا میں اعلیٰ سول

و فوجی حکام سے لے کر ٹیکسی، رکشا اور گدھا گاڑی والے تک بڑے شوق سے استعمال کرتے ہیں اور انہیں اپنا کسی قسم کا علاج بھی نہیں کرانا پڑتا۔ اتفاق سے تمہارے نام کی طرح اس سگریٹ کا نام بھی فوکس اون ہے“..... عمران نے مسلسل چپکتے ہوئے کہا جیسے فوکس کو نہایت دوستانہ مشورہ دے رہا ہو۔

”اچھا۔ مگر علاج کیوں نہیں کرانا پڑتا“..... فوکس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ علاج کی نوبت آنے سے پہلے ہی آدمی دوسری دنیا میں منتقل ہو جاتا ہے“..... عمران نے باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تمہیں یہاں مذاق کرنے کے لئے طلب نہیں کیا گیا مسٹر عمران“..... فوکس نے یکدم غراتے ہوئے غضبناک ہو کر کہا۔

”تو پھر یقیناً علاج کرانے کے لئے طلب کیا ہو گا۔ شاید تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میں نے ڈاکٹریٹ میں ڈگری لے رکھی ہے اور بڑی مہارت سے تم جیسے اسپیشل مریضوں کو ان کے امراض سے نجات دلاتا ہوں۔ تم ذرا اپنا مرض بیان کرو“..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو فوکس اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

”عمران۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ میں نے تمہاری بذلہ سخی اور عیاری کے بارے میں کافی سن رکھا ہے لیکن جو تم نے ہمیں نقصان

”یہ میرے لئے نئی اطلاع ہے مگر پشپا دیوی کی خواہش ہمیں زندہ رکھنے کی کیوں ہے اور وہ کیا چاہتی ہے“..... عمران نے بے پروائی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”پشپا دیوی چاہتی ہے کہ چونکہ تم اور تمہارے ساتھی دنیا کے ذہن اور بہادر سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ہماری تنظیم کو تم لوگوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے“۔ فوکس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ تمہارے آدمی میرے ملک سے ایک قیمتی ایجاد کا فارمولا چوری کر کے لائے ہیں اور میں وہ فارمولا واپس لینے کے لئے اتنا طویل سفر کر کے یہاں پہنچا ہوں اور تم ہم سے یہ توقع رکھتے ہو کہ ہم سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے“..... عمران نے انتہائی چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تم لوگوں سے کام لینا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہے
چاہے تم انکار بھی کر دو“..... فوکس نے سر ہلاتے ہوئے سخت لہجے
میں کہا۔

”خیر۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی کہاں ہیں کیونکہ میں سیکرٹ

”ٹھیک ہے لیکن وہ میرا ہر حکم ماننے کے پابند نہیں ہیں۔ اگر میں نے ان سے مشورہ نہ کیا اور انہیں اعتماد میں لئے بغیر انہیں تمہاری تنظیم کے لئے کام کرنے کو کہا تو وہ صاف انکار کر دیں گے اور مجھے غدار سمجھ کر میری جان کے دشمن ہو جائیں گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فوکس کی پیشانی پر سوچ کی شکنیں نمودار ہو گئیں۔

”اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ تم ہم سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہو“..... عمران نے دوبارہ کہا۔

”کام زیادہ مشکل یا ایسا نہیں ہو گا جو تم لوگ نہ کر سکو“۔ فوکس نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ لیکن کان کھول کر سن لو ہم یہاں جھاڑو نہیں دیں گے اور نہ گٹر صاف کریں گے نہ واش روم“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے وارننگ دینے کے انداز میں کہا تو فوکس بے ساختہ ہنس پڑا۔

”نہیں۔ ان کاموں کے لئے مکڑالو قبیلے کے افراد بہت ہیں۔ تم لوگوں سے تمہاری صلاحیتوں کے مطابق کام لیا جائے گا۔ ایسے کام جنہیں تمہارا کارنامہ سمجھا جائے گا“..... فوکس نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

”سوری۔ میں کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکوں گا مسٹر فوکس“..... عمران نے بڑی بے رخی سے کہا۔

”کیوں۔ کیوں“..... فوکس نے تیزی سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”پتا نہیں تم جیسے احمق آدمی کو اتنی بڑی تنظیم کا چیف کس گدھے نے بنایا ہے۔ کہیں تم نے رشوت دے کر تو یہ منصب حاصل نہیں کیا۔ سچ بتانا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ اپنا مطلب بیان کرو۔ تم ہمارے لئے کیوں کام نہیں کر سکو گے“..... فوکس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”مطلب یہ کہ تم نے ہمارے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں تو کیا تمہارے لئے ناک سے کارنامے انجام دیں گے“..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ بڑے عیار آدمی ہو۔ مجھے لگتا ہے تم موت کے منہ میں بھی اپنی حماقتوں سے باز نہیں رہو گے لیکن اس کی کیا گارنٹی ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ کھول دیئے جائیں تو تم کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے“..... فوکس نے عمران کو غصیلے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کی گارنٹی تو تمہاری پشاپ دیوی ہی دے سکتی ہے کیونکہ وہ روح ہونے کے سبب سب کچھ جانتی ہے اور آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی اسے پہلے سے ہی خبر ہو جاتی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم

ہو گا کہ تم میرا ہاتھ کھلوا کر مجھے کھانا کھلاؤ گے اور اپنے ساتھ کافی پینے کی دعوت دو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم لوگوں کو ہمارے حوالے کرنے کے بعد وہ اس معاملے سے الگ ہو چکی ہے۔ اب سب کچھ میرے اختیار میں ہے کہ میں جو چاہوں تمہارے ساتھ برتاؤ کروں لیکن یہ بات تم ذہن میں رکھنا کہ تم چاہے جتنی بھی کوشش کر لو اس علاقے سے فرار ہونا تمہارے لئے بالکل ناممکن ہے۔ اگر تم نے ہمیں فریب دینے اور عیاری کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ ہولناک موت کے سوا کچھ نہیں ہو گا“..... فوکس نے انتہائی سخت لہجے میں وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

”اس اطلاع کا شکریہ۔ اور کوئی ہدایت“..... عمران نے سپارٹ لہجے میں کہا۔

”فی الحال تمہارے ہاتھ آزاد کر کے لاک اپ میں رکھا جائے گا اور وہاں تمہیں کھانا پانی دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ تمہارے ساتھیوں سے بھی تمہیں ملوایا جائے گا تاکہ تم ان سے مشورہ کر لو۔ شام کے وقت میں تم سے دوبارہ رابطہ کر کے تم سے جواب لوں گا۔ اگر تم اور تمہارے ساتھی تنظیم کے لئے کام کرنے پر رضامند ہوئے تو تمہیں تنظیم کا باقاعدہ ممبر بنا دیا جائے گا اور تمہاری تنظیم سے وفاداری کا امتحان لیا جائے گا“..... فوکس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ لیکن امتحان زیادہ سخت نہیں ہونا چاہئے۔ میٹرک میں چار مرتبہ فیل ہو چکا ہوں“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سنوکر۔ انہیں واپس لاک اپ میں لے جاؤ اور ان کے ہاتھ کھولنے کے بعد انہیں کھانا پانی فراہم کرو۔ لیکن ان کی طرف سے ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت نہ کی جائے۔ ان کی نگرانی کے لئے لاک اپ کے دروازے پر گارڈز کی ڈیوٹی لگا دو۔ اس کے علاوہ کنٹرول روم والوں کو بھی ہدایت کر دو کہ ان پر مسلسل نگاہ رکھی جائے“..... فوکس نے عمران کی بات کا جواب دینے کے بعد سنوکر کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر“..... سنوکر نے گردن ہلاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”مسٹر عمران۔ تم دونوں سنوکر کے ساتھ جاؤ“..... فوکس نے عمران سے کہا۔

”سوری۔ میں چو کے چھکے لگانے والا کرکٹر ہوں۔ سنوکر کیسے کھیل سکتا ہوں“..... عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”سٹ اپ۔ تمہیں کھیلنے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ واپس لاک اپ میں جاؤ“..... فوکس نے غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران خوفزدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتا ہوا کرسی سے اٹھنے لگا لیکن دوسرے ہی لمحے کرسی سمیت پہلو کے بل فرش پر گر گیا اور کراہنے لگا۔ اس جانب کھڑا سنوکر عمران کو اٹھانے کے لئے تیزی سے آگے

بڑھا اور جونہی وہ عمران پر جھکا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ بلند کر کے سنوکر کو گردن سے دبوچ کر اپنے آگے کیا اور اس کے ہولسٹر میں دبے مشین پستل پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس سے پہلے کہ سنوکر سنبھلنے کی کوشش کرتا، عمران مشین پستل اس کے پہلو سے لگا چکا تھا۔ پھر اس نے سنوکر کو پیچھے دھکا دے کر فرش پر گرا دیا اور مشین پستل کا رخ فوکس کی طرف کرتے ہوئے پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے ہاتھ میں مشین پستل دیکھ کر فوکس بے اختیار اچھل پڑا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو فوکس۔ ذرا بھی حرکت کی تو بھون ڈالوں گا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سنوکر کے پہلو میں زور دار ٹھوکر جمائی تو سنوکر درد سے کراہتا ہوا پھر فرش پر لڑھک گیا جس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔

”عمران۔ پستل پھینک دو۔ تم بچ نہیں سکو گے“..... فوکس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ تم ہاتھ اٹھاؤ ورنہ میں ایک لمحہ بعد قاتل کر دوں گا“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ فوکس سے بات چیت کے دوران وہ اپنے کفوں کے نیچے چھپے تیز دھار کنگنوں سے کلائیوں کی رسیاں مسلسل رگڑتا رہا تھا اور رسیاں کٹ گئی تھیں جنہیں اس نے ہاتھ میں پکڑے رکھا تھا۔

”تم میری نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو عمران۔ مت بھولو

لے کر اس کی پشت سے لگا دیا اور داہنا بازو جوزف کی گردن کے گرد لپیٹ کر گرفت سخت کر دی۔ جوزف نے ایک ہاتھ سے اپنی گردن کے گرد لپٹا سنوکر کا بازو ہٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ”سنوکر۔ چھوڑ دو اسے۔ تمہارا چیف میرے نشانے پر ہے۔“

عمران ایک لمحے کے لئے سنوکر کی طرف دیکھ غرایا لیکن اس سے پہلے کہ سنوکر، جوزف کی گردن چھوڑتا، جوزف نے یکدم زوردار مکا پیچھے کھڑے سنوکر کے چہرے پر جما دیا۔ مکا سنوکر کی ناک پر پڑا اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ جوزف نے پھرتی سے جھٹکا دے کر اس کے بازو کے حلقے سے گردن چھڑائی اور پلٹ کر سنوکر کے جڑے پر اپنا آہنی گھونسا رسید کر دیا۔ سنوکر کے حلق سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور وہ لڑکھراتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جوزف نے غضبناک درندے کی طرح غراتے ہوئے بڑھ کر سنوکر کو کمر سے پکڑا اور فرش سے اٹھا کر بلند کر لیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے سنوکر کو بائیں جانب پوری قوت سے اچھال دیا۔ نتیجے میں سنوکر ایک دھماکے سے دیوار سے ٹکراتا ہوا فرش پر آگرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ دیوار سے ٹکرا کر اس کا سر پھٹ گیا تھا اور بھیجہ فرش پر بکھر گیا تھا۔ فوکس نے سنوکر کا انجام دیکھا تو اس کے چہرے پر پہلی مرتبہ خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس دوران عمران نے ایک لمحے کے لئے بھی فوکس سے نگاہ نہیں ہٹائی تھی تاکہ وہ میز پر لگا کوئی ہٹن پریس کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ جوزف نے سنوکر سے فارغ ہو

کہ تمہارے ساتھی الگ الگ مقامات پر مقدس دیوی کی گرفت میں ہیں اور تم قیامت تک انہیں آزاد نہیں کرا سکتے۔“..... فوکس نے غصے سے جڑے پیچھے ہوئے کہا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

”تم بھی ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ سنوکر۔ کوئی غلط حرکت کی تو میں فوکس کو چھلنی کر ڈالوں گا۔“..... عمران نے کن آنکھوں سے سنوکر کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا جو عمران کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرش سے اٹھ رہا تھا۔ عمران کی دھمکی سن کر سنوکر نے ہاتھ بلند کئے اور کھڑا ہو گیا۔ تب عمران پیچھے ہٹ کر جوزف کی دوسری جانب آ کھڑا ہوا مگر اس کے ہاتھ میں موجود مشین پستل کا رخ فوکس کی طرف ہی رہا۔ جوزف حیرت اور بے چینی سے عمران اور فوکس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”سنوکر۔ جوزف کے ہاتھ کھولو۔ ہری اپ۔“..... عمران نے سنوکر سے سخت لہجے میں کہا تو سنوکر نے فوکس کی طرف دیکھا اور فوکس نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

سنوکر ہاتھ گرا کر جوزف کی طرف بڑھا تو جوزف کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سنوکر، جوزف کی پشت پر آ رکا اور اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے لگا۔ فوکس کی نگاہیں عمران پر مرکوز تھیں جبکہ عمران اپنی جگہ سے سرکنا ہوا میز کے پہلو میں پہنچ گیا تھا اور بیک وقت فوکس اور سنوکر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جوزف کے ہاتھ کھول کر سنوکر نے اچانک ہی جوزف کا ایک ہاتھ گرفت میں

کر عمران کی طرف دیکھا اور اسی لمحے میز پر رکھے انٹرکام کی بیل بج اٹھی تو فوکس نے انٹرکام کی طرف دیکھا۔ عمران آگے بڑھا اور فوکس کے پہلو میں رک کر اس کے سر سے مشین پٹل لگا دیا۔

”کال رسیو کرو فوکس لیکن اگر تم نے کسی خطرے کا سگنل دینے کی کوشش کی تو کھوپڑی اڑا ڈالوں گا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو عمران کا لہجہ سن کر فوکس کا جسم کانپ کر رہ گیا پھر اس نے ایک ہاتھ نیچے کیا اور انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ انتھونی بول رہا ہوں“..... انٹرکام کے لاؤڈر سے ایک مودبانہ آواز ابھری۔

”یس انتھونی“..... فوکس نے دھیمے لہجے میں جواباً کہا۔

”چیف۔ جولیا اور چوہان کو ہوش آچکا ہے۔ اب ان کے ساتھ کیا کرنا ہے“..... انتھونی نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

”فی الحال انتظار کرو“..... فوکس نے ہدایت کی اور انٹرکام آف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیا پھر فوراً ہی اپنا ہاتھ مضبوطی سے فوکس کے منہ پر جما دیا۔

”سنو انتھونی۔ ان دونوں کو میرے کمرے میں لے آؤ۔ فوراً۔“

عمران کے منہ سے فوکس کے لب و لہجے میں آواز نکلی اور ساتھ ہی اس نے فوکس کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر انٹرکام آف کر دیا لیکن دوسرے ہی لمحے فوکس نے وہ حرکت کر ڈالی جس کی عمران کو ذرا

بھی توقع نہیں تھی۔ انٹرکام کی طرف ہاتھ دراز کرتے ہوئے فوکس کے سر سے مشین پٹل کی نال ہٹ گئی تھی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھتے ہوئے عمران کے مشین پٹل پر ہاتھ مارتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا گھونسا عمران کے جڑے پر رسید کر دیا تھا۔ نتیجے میں مشین پٹل عمران کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا عقب میں دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ دوسرے ہی لمحے فوکس نے پلٹ کر کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ نتیجے میں کمرے کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس دوران جوزف اچھل کر فوکس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر وہی بٹن دوبارہ پریس کیا اور اسی لمحے عمران نے سنبھل کر فوکس کی عقب سے گردن دبوج لی۔ دروازہ پوری طرح کھلنے سے پہلے ہی بند ہو گیا اور جوزف نے پلٹ کر فوکس کے چہرے پر گھونسا رسید کر دیا۔ فوکس کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس کا نچلا ہوٹ پھٹ گیا۔

”جوزف۔ پٹل سنبھالو۔ اسے میں دیکھتا ہوں“..... عمران نے درندگی بھرے لہجے میں کہا اور فوکس کو کرسی کے آگے گھسیٹ کر میز کے بائیں جانب بیٹھ دیا۔ فوکس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اچھل کر اس کے پہلو میں زور دار ٹھوکر جمنائی اور وہ کراہتا ہوا دوبارہ فرش پر لڑھک گیا۔ جوزف نے فرش سے مشین پٹل اٹھایا اور دوسری جانب آ کر فوکس پر تان لیا۔ فوکس غضبناک درندے کی طرح غراتا ہوا اچھل کر فرش پر کھڑا ہو گیا مگر عمران نے

پھرتی سے اس کے پیٹ میں لات رسید کر دی اور فوکس کراہتا ہوا دوبارہ فرش پر آ رہا۔

”میں۔ میں۔ تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا عمران“..... فوکس نے ایک مرتبہ پھر اٹھتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا تو عمران کا پاؤں پھر حرکت میں آیا۔ ٹھوکر فوکس کے پہلو میں پڑی اور وہ دبی دبی سی چیخ مارتا ہوا پھر فرش پر گر پڑا۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بے پناہ درندگی چھائی ہوئی تھی۔

”تم کچھ نہیں کر سکتے فوکس۔ اپنی دیوی کو بلاؤ کہ وہ تمہیں مرنے سے بچائے“..... عمران نے کلکھنے لہجے میں کہا اور بڑھ کر فوکس کے جڑے پر ٹھوکر جما دی۔ فوکس کے حلق سے کربھاک چیخ نکلی اور وہ خون تھوکنے لگا۔ یقیناً اس کا جہڑا ٹوٹ گیا تھا۔ وہ جڑے پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران پینترا بدل کر فوکس کی جانب آیا ہی تھا کہ اس کی وایچ ٹرانسمیٹر پر سنگنل موصول ہوا اور عمران چونک پڑا۔

دو سفید فاموں کے ساتھ آٹھ نیلی وردی والے افریقی گارڈز غار کے قریب آنے جا رہے تھے۔ سفید فاموں میں سے ایک تو وہی ٹوڈ نامی ایکریمین تھا جبکہ دوسرا شخص کسی یورپی ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ ان دونوں کے ہولنڈز میں مشین پستل دبے ہوئے تھے جبکہ گارڈز مشین گنوں سے مسلح تھے اور وہ سب ان دونوں کے عقب میں تھے۔ صفدر نے انہیں دیکھ کر تیزی سے خاور اور تنویر کو باہر کی صورت حال سے مطلع کیا۔

”اگر موقع ملے تو ہم ان لوگوں پر قابو پا کر اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکتے ہیں صفدر“..... تنویر نے تیزی سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اگر انہوں نے ہمیں آتے ہی بے ہوش کر دیا تو پھر“..... خاور نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”شاید وہ ایسا نہ کریں البتہ ہمیں بے بس کرنے کے لئے

ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ سکتے ہیں“..... تنویر نے جواباً کہا۔

”بہر حال اگر وہ ہمیں باندھنے کی کوشش کریں تو ہمارے لئے حرکت میں آنے کا موقع پیدا ہو سکتا ہے لیکن بے ہوش کئے جانے کا امکان بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جس کے بعد ہم کچھ کرنے سے معذور ہوں گے اس لئے ہمیں ان کی کوشش ناکام بنانا پڑے گی“..... صفدر نے کہا اور اسی لمحے آہٹیں رک گئیں۔ صفدر نے تیزی سے سوراخ سے آنکھ لگا کر باہر دیکھا تو ٹوڈ اور اس کے ساتھی غار کے دہانے سے تقریباً تین قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے۔

”کپاڑو۔ تم لوگ پتھر ہٹا کر راستہ کھولو“..... ٹوڈ کے ساتھی یورپین نے ایک سیاہ فام نیگرو کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں مارٹن۔ پہلے اندر گیس فار کر کے انہیں بے ہوش کرنا پڑے گا۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں“..... ٹوڈ نے تیزی سے کہا اور ساتھ ہی اپنی جیب سے ایک عجیب وضع کا پستل نکال لیا۔ صفدر کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کہ وہ پستل ہی گیس پھیلانے والا آلہ ہے۔

”وہ ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے اندر گیس پھینکنے والے ہیں۔ جلدی سے لیٹ کر سانس روک لو۔ دہانے سے پتھر ہٹتے ہی گیس کا اثر کم ہو جائے گا“..... صفدر نے پستل کو سرگوشی کے انداز میں خاور اور تنویر سے کہا پھر وہ تینوں دہانے سے دو قدم پیچھے ہٹ کر لیٹ گئے۔ اسی لمحے باہر سے آنے والی روشنی معدوم ہو گئی۔

شاید ٹوڈ اس سوراخ کے آگے آ گیا تھا جہاں سے صفدر نے باہر تھکانا تھا۔ روشنی معدوم ہوتے ہی صفدر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا پھر خود بھی آنکھیں بند کر کے سانس روک لیا۔ تنویر اور خاور نے اس کی تقلید کی تھی۔ صفدر نیم وا آنکھوں سے غار کے دہانے کے سوراخ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد سوراخ کے آگے کھڑا شخص ایک طرف ہٹ گیا اور دوبارہ روشنی دکھائی دینے لگی۔

”چلو۔ پتھر ہٹاؤ۔ وہ بے ہوش ہو چکے ہیں“..... ٹوڈ کی آواز سنائی دی۔ یقیناً اس نے سیاہ فام گارڈ کو حکم دیا تھا۔ ایک دو لمحوں بعد دوبارہ سوراخ سے اندر آنے والی روشنی بند ہو گئی اور پتھر میں حرکت ہونے لگی۔ صفدر اور اس کے ساتھی آنکھوں میں جھری پیدا کر کے سانس روکے اس جانب دیکھ رہے تھے۔ یقیناً پتھر کافی بڑا تھا جسے آٹھ قوی بیکل گارڈز اس کی جگہ سے ہٹانے میں مصروف تھے۔ تقریباً دس پندرہ سیکنڈ بعد پتھر غار کے دہانے سے بائیں جانب سرک گیا۔ اس کے ساتھ ہی تازہ ہوا کا ریلہا دہانے سے اندر آیا۔ یقیناً غار کے دوسرے تاریک حصے میں ہوا کے نکاس کے لئے کوئی سوراخ یا دراڑ تھی۔ ہوا اندر آنے کے باوجود صفدر، تنویر اور خاور نے سانس روکے رکھا۔ جس دم کی سیکرٹ سروس کے ہر ممبر نے پریکٹس کی ہوئی تھی اور وہ پانی کے اندر بھی چار پانچ منٹ تک سانس روکنے میں ماہر تھے۔ غار کا دہانہ کھلنے پر غار کا کافی حصہ روشن ہو گیا تھا اس لئے سیکرٹ سروس کے ممبرز نے مکمل طور پر

آنکھیں بند کر لیں تاکہ باہر کھڑے ٹوڈ اور اس کے ساتھی مارٹن کو ان کی بے ہوشی پر شبہ نہ ہو سکے۔ ان لوگوں نے بھی فوری طور پر اندر آنے کی کوشش نہ کی۔ شاید وہ گیس کا اثر زائل ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

”چلو۔ ان تینوں کو باہر لے آؤ“..... تقریباً ایک منٹ بعد ٹوڈ کی آواز سنائی دی تو سیکرٹ سروس کے ممبرز سمجھ گئے کہ غار سے گیس کا اثر ختم ہو چکا ہے۔ تب انہوں نے نہایت آہستگی سے اپنے رکے ہوئے سانس نکالے اور نتھنوں سے سانس لینے لگے۔ اندر داخل ہوتے قدموں کی آہٹیں سن کر صفدر نے اپنی ایک آنکھ میں ذرا سی جھری پیدا کر کے دہانے کی طرف دیکھا۔ چھ سیاہ قام گارڈز غار میں داخل ہو رہے تھے۔ قریب آ کر دو دو افراد نے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کندھوں اور پیروں سے پکڑ کر اٹھایا اور باہر لے آئے۔ غار سے باہر آ کر انہوں نے صفدر، تنویر اور خاور کو زمین پر لٹا دیا۔

”کپاڑو۔ دہانہ بند کر دو۔ ہو سکتا ہے انہیں دوبارہ اس میں قید کرنا پڑ جائے“..... ٹوڈ نے ایک جنگلی گارڈ سے کہا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ غار کے پہلو میں پڑے پتھر کو واپس غار کے دہانے کی طرف دھکیلنے لگا۔ اس وقت ٹوڈ اور مارٹن سیاہ قاموں کی طرف دیکھ رہے تھے اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی جانب ان کی پشت تھی چنانچہ صفدر نے آنکھیں کھول کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص

اشارہ کیا پھر تنویر اور صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھتے ہوئے دو قدم کے فاصلے پر کھڑے ٹوڈ اور مارٹن پر بیک وقت چھلانگ لگا دی جبکہ خاور نے کپاڑو نامی گارڈ پر جست لگائی تھی جو اس سے زیادہ قریب تھا۔ اگلے ہی لمحے مارٹن، تنویر اور ٹوڈ صفدر کی گرفت میں پھل رہے تھے۔ تنویر اور صفدر نے اپنے اپنے شکار کی گردنوں کے گرد بازو لپیٹ رکھے تھے۔ ٹوڈ اور مارٹن اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئے اور خود کو ان کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔

خاور نے کپاڑو کو گرفت میں لیا تو باقی گارڈز اس کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ پتھر کو چھوڑ کر خاور کی طرف لپکے مگر اسی لمحے صفدر نے ٹوڈ کے ہولسٹر سے مشین پستل نکال کر ان پر فائر کھول دیا۔ گولیوں کی خوفناک آواز کے ساتھ سیاہ قاموں کی کریناک چیخیں بلند ہوئیں تو ساتوں گارڈز زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ ان کا انجام دیکھ کر کپاڑو کی جدوجہد ماند پڑ گئی اور خاور نے اسے چھوڑتے ہوئے دھکا دیا تو کپاڑو منہ کے بل پتھر سے جا ٹکرایا مگر وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے اپنے کندھے سے مشین گن اتاری ہی تھی کہ خاور نے یکدم اچھل کر اس کے سینے میں زور دار ٹھوکر رسید کر دی۔ کپاڑو کے ہاتھ سے مشین گن گر گئی اور وہ بھینسے کی طرح ڈکراتا ہوا پشت کے بل پتھر سے ٹکرا کر گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا اور وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ خاور کی ٹھوکر نے اس کے سینے کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں۔ صفدر اور تنویر کی

گرفت میں دبے ٹوڈ اور مارٹن گارڈز کے مرنے پر اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اب کپاڑو کے تڑپتے جسم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ صفدر اور تنویر نے ان کی گردنیں چھوڑ دیں اور مشین پٹل ان کی پشت سے لگا دیئے۔

”ہاتھ بلند کر لو ورنہ تمہارا انجام بھی تمہارے غلاموں سے مختلف نہ ہو گا مسٹر ٹوڈ“..... صفدر نے سفاک لہجے میں کہا تو ٹوڈ کے ساتھ ساتھ مارٹن نے بھی ہاتھ بلند کر لئے۔ تب صفدر نے ایک ہاتھ سے ٹوڈ کی جیبوں کی تلاشی لی تو ایک ٹرانسمیٹر اور ایک ریوالور برآمد ہوا۔ یہ دیکھ کر تنویر نے بھی مارٹن کی جیبیں ٹولیں مگر اس سے صرف ایک ریوالور اور سائیلنسر برآمد ہوا تو تنویر پیچھے ہٹ گیا جبکہ صفدر نے سامنے آ کر ٹوڈ اور مارٹن کو مشین پٹل سے کور کر لیا۔ تنویر نے ریوالور کی نال پر سائیلنسر فٹ کیا اور مشین پٹل جیب میں رکھ کر مارٹن کے پاس آ کر اس پر ریوالور تان لیا۔

”تم۔ تم لوگ بچ نہ سکو گے۔ مقدس روح تم پر اپنا قہر نازل کرے گی“..... ٹوڈ نے صفدر کو گھورتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ ہم کسی روح سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ جلدی بتاؤ ہمارے ساتھی کہاں ہیں“..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“..... ٹوڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”آل رائٹ صفدر۔ یہ نہیں جانتا تو ہمارے لئے اس کی زندگی بے کار ہے“..... خاور نے ٹوڈ کی طرف گن سیدھی کرتے ہوئے

سرد لہجے میں کہا۔

”ٹھہرو۔ پہلے مارٹن کا جواب بھی لے لوں پھر دونوں کو ایک ہی برسٹ میں ختم کر دینا“..... صفدر نے تیزی سے کہا۔

”تم ہمیں کہاں لے جانا چاہتے تھے“..... تنویر نے مارٹن کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر۔ چیف نے حکم دیا تھا“..... مارٹن نے خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا ہمارے ساتھی بھی وہیں ہیں“..... صفدر نے چونکتے ہوئے مارٹن سے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن تم نے مقدس دیوی کے پجاریوں کو قتل کیا ہے۔ تم دیوی کے عتاب سے نہیں بچ سکو گے“..... مارٹن نے جواباً کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ ہمیں ہیڈ کوارٹر لے چلو۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو تمہاری دیوی دیوتا بھی تمہیں مرنے سے نہیں بچا سکیں گے۔ چلو آگے بڑھو“..... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ٹوڈ اور مارٹن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر بائیں جانب چل دیئے۔ خاور، صفدر اور تنویر انہیں تین اطراف سے گھیر کر ان کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ وہ گھنے جنگل میں داخل ہوئے اور ایک طرف بڑھنے لگے۔

”ہیڈ کوارٹر یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے“..... تنویر نے ٹوڈ سے پوچھا۔

”ایک کلو میٹر فاصلہ ہو گا“..... ٹوڈ نے رکے بغیر چلتے ہوئے کہا۔

”مارٹن۔ ہمارے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں کیا کر رہے ہیں۔ انہیں وہاں کیوں لے جایا گیا ہے“..... صفدر نے مارٹن سے کہا۔

”انہیں چیف کے حکم پر وہاں لے جایا گیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ پتا نہیں“..... مارٹن نے جواب میں کہا تو صفدر کے ذہن میں ایک خیال ابھرا۔

”تم دونوں ان کا خیال رکھو۔ میں ابھی آتا ہوں“..... صفدر نے خاور اور تنویر سے کہا اور پلٹ کر واپس چل دیا۔ تنویر کے حکم پر مارٹن اور ٹوڈ رک گئے تھے۔ صفدر کچھ دور آ کر رکا پھر وایج ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کالنگ۔ اوور“..... صفدر نے کہا۔ چند لمحے گزر گئے اور جوہی جواب نہ ملا تو صفدر مسلسل کال کرتا رہا۔

”لیس صفدر۔ عمران اٹینڈنگ یو۔ اوور“..... مزید چند لمحوں بعد اچانک وایج ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز ابھری۔

”اوہ۔ شکر ہے۔ آپ سے رابطہ ہو گیا“..... صفدر نے تیزی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم عالم ارواح سے بول رہے ہو پیارے۔ اوور“۔ دوسری طرف سے عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مجرموں کی کوشش تو یہی تھی کہ دہشت سے ہمارا دم

نکل جائے اور ہماری روہیں جسم کا ساتھ چھوڑ دیں۔ کیا آپ پر پشیا دیوی نے مہربان ہو کر آپ کو آزاد کر دیا ہے۔ اوور“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ میں نے اس کی شادی کی پیش کش قبول کر لی ہے مگر تم کہاں ہو۔ اوور“..... عمران نے کہا تو صفدر اسے اپنی پوزیشن سے آگاہ کرنے لگا۔

”گڈ۔ اب تم ٹوڈ اور مارٹن کے ساتھ یہاں آنے کی بجائے انہیں وہاں لے جاؤ جہاں کیپٹن ہڈن کا ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ ہیلی کاپٹر میں تم جلدی یہاں پہنچ جاؤ گے۔ اوور“..... صفدر کے خاموش ہونے پر عمران کی آواز آئی۔

”اوہ۔ مگر ضروری تو نہیں کہ ہیلی کاپٹر اب تک وہاں موجود ہو۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ہیلی کاپٹر واپس ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا گیا ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جگہ ہیڈ کوارٹر کی نسبت یہاں سے زیادہ فاصلے پر ہو یا کنٹرالو قبیلے کے وحشی ہمیں گھیر لیں۔ اوور“..... صفدر نے چونک کر خدشات ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ واقعی ممکن ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم ذرا جلدی ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی کوشش کرو۔ اوور“..... عمران نے تیزی سے کہا۔

”مس جوہیاء، جوزف اور چوہان آپ کے ساتھ ہی وہاں قید ہیں یا الگ لاک اپ میں۔ اوور“..... صفدر نے پوچھا۔

”صرف وہی قید میں ہیں۔ جوزف اور میں تو آزاد ہو چکے

ہیں۔ ٹوڈ کے ٹرانسمیٹر پر کال آئے تو اسے رسیو کرنے دینا۔ ہو سکتا ہے تمہیں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے آخر میں ہدایت کی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور واپس اپنے ساتھیوں کی جانب چل دیا لیکن اسے حیرت تھی کہ عمران نے ٹوڈ کے سلسلے میں کیوں ہدایت کی۔ ابھی وہ دو قدم ہی چلا تھا کہ وائچ ٹرانسمیٹر پر سنگٹل موصول ہوا اور وہ چونک کر رک گیا۔ اس نے وائچ ٹرانسمیٹر آن کیا تو دوسری طرف سے عمران کال کر رہا تھا۔

”لیس عمران صاحب۔ خیریت۔ اور“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹوڈ سے کہنا کہ وہ اپنے چیف فوکس کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کرے۔ اور“..... عمران نے مختصراً کہا اور فوراً ہی اور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو صفدر نے حیران ہوتے ہوئے وائچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ عمران نے پہلی ہدایت کیوں تبدیل کر دی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں تنویر اور خاور، ٹوڈ اور مارٹن کی نگرانی کر رہے تھے۔

”مسٹر ٹوڈ۔ تم اپنے چیف کو کال کر کے اپنی پوزیشن بتاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی نیا حکم دے“..... صفدر نے جیب سے ٹوڈ کا ٹرانسمیٹر نکال کر ٹوڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو

ٹوڈ نے پلٹ کر عجیب سی نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھا پھر ہاتھ گرا کر ٹرانسمیٹر لیا اور آن کر کے کال کرنے لگا۔ مارٹن بھی ان کی طرف رخ کر کے حیرت بھری نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”ہیلو چیف۔ ٹوڈ کالنگ اور“۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”لیس فوکس انڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں کے بعد رابطہ ہونے پر فوکس کی سخت آواز سنائی دی۔

”چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہم پر قابو پا کر تمام گارڈز کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور“..... ٹوڈ نے کہنا شروع کیا۔

”مجھے بتا ہے۔ مقدس دیوی نے مجھے پانچ چھ منٹ قبل غار کے باہر پیش آنے والے واقعہ کی خبر دے دی تھی کیونکہ وہ اس وقت وہاں موجود تھی۔ اور“..... فوکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ چیف اگر مقدس روح وہاں موجود تھی تو اس نے ہماری مدد کیوں نہیں کی تھی۔ اور“..... ٹوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو معاف کر دیا تھا تاکہ انہیں ہم اپنی تنظیم میں شامل کر کے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ مقدس دیوی نے مجھے حکم دیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے دوستانہ سلوک کیا جائے اور ان کی عزت کی جائے لہذا تم انہیں احترام کے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ کیا سمجھے اور“۔ فوکس کی آواز سنائی دی تو سیکرٹ سروس کے ممبرز فوکس کے سفید جھوٹ

پر حیران رہ گئے۔

”یس چیف۔ مگر ان تینوں نے ہمیں ریغمال بنا رکھا ہے۔ اور“..... ٹوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مسٹر صفدر۔ تم میری آواز سن رہے ہو تو ٹوڈ اور مارٹن سے تعاون کرو۔ تمہارے ساتھی عمران اور دوسرے ممبرز یہاں میرے ساتھ خوشگوار ماحول میں چائے پیتے ہوئے گپ شپ کر رہے ہیں۔ بے خوف و خطر ہو کر میرے ماتحتوں کے ساتھ چلے آؤ۔ یہ تم لوگوں کی حفاظت کریں گے اور اس کے لئے اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے تم تینوں کے ساتھ کوئی فریب کیا تو فوراً ہی مقدس دیوی کے قہر کا نشانہ بن جائیں گے۔ امید ہے تم لوگ کنفیوشس کے اس قول پر عمل کرو گے کہ جان ہے تو جہان ہے ورنہ دنیا پان کی دکان ہے۔ اور اینڈ آل“..... فوکس نے صفدر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر، تنویر اور خاور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے پھر ٹوڈ نے ٹراسمیٹر آف کیا تو خاور اور تنویر نے اپنے ہتھیار جھکا دیئے۔ ٹوڈ اور مارٹن کے چہروں سے اطمینان جھلکنے لگا۔

”چلو دوستو۔ اب ہم تمہارے دشمن نہیں، دوست ہیں“..... صفدر نے ٹوڈ کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔ ان تینوں نے باری باری ٹوڈ اور مارٹن سے دوستانہ انداز میں ہاتھ ملایا پھر ان کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ ٹوڈ اور مارٹن ان

کی رہنمائی کے لئے اب بھی آگے آگے چل رہے تھے۔ گھنے جنگل میں سفر کرتے ہوئے تقریباً نصف گھنٹہ بعد وہ لوگ درختوں سے نکل کر ایک وسیع و عریض میدان میں جا پہنچے۔ اس میدان میں آٹھ سو ساٹھ دو طویل اور کشادہ عمارتیں واقع تھیں۔ میدان کے گرد خار دار تاروں کی باڑ لگائی گئی تھی۔ باڑ کی تاروں کے درمیان چھ انچ سے زیادہ فاصلہ نہ تھا اور اتنی جگہ سے انسان ہی نہیں کسی جنگلی جانور کا گزرنا بھی محال تھا۔ باڑ کی اونچائی چھ فٹ کے قریب تھی اور اس میں آمد و رفت کے لئے ایک گیٹ بنایا گیا تھا جس کی اندرونی جانب دو سفید قام گارڈ کھڑے تھے۔ عمارتیں گیٹ سے پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر تھیں اور دونوں عمارتوں کے درمیان ایک ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا جس پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ دونوں عمارتوں کے آگے مکڑالو قبیلے کے سیاہ قام تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایستادہ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور ان کی تعداد بیس سے کم نہ تھی۔ ایک مسلح سفید قام ہیلی کاپٹر کے پاس پہرہ دے رہا تھا۔ دائیں جانب کی عمارت پر ایک ڈش کے علاوہ چند اینٹینے دکھائی دے رہے تھے۔ گیٹ پر کھڑے مشین گن بردار گارڈز یورپین تھے اور انہوں نے سفید رنگ کی یونیفارم پہن رکھی تھی جبکہ سیاہ قام گارڈز کی یونیفارم کا رنگ نیوی بلیو تھا۔ گیٹ کے اندر دائیں جانب ایک چھوٹی سی آہنی میز اور دو فولڈنگ کرسیاں رکھی تھیں جبکہ میز پر ایک انٹرکام سیٹ رکھا تھا۔

سیکریٹ سروس کے ممبرز مارٹن اور ٹوڈ کے ساتھ درختوں سے نکل کر گیٹ پر پہنچے تو دونوں گارڈز ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر گیٹ کھولا جس میں گرلیں لگی ہوئی تھیں۔ ”ہیلو ٹوڈ۔ کیا یہ بھی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں؟“ گیٹ کھولنے والے گارڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے ٹوڈ سے کہا۔ ”لیس بوب۔ یہ عمران کے ساتھی ہیں؟“ ٹوڈ نے اندر داخل ہوتے ہوئے جواباً کہا۔

”جسٹن۔ کیا ان کی آمد کے بارے میں رائگ چو نے اطلاع دی ہے؟“ بوب نامی گارڈ نے دوسرے گارڈ کی طرف دیکھ کر پوچھا جس کا نام جسٹن تھا۔ ”نہیں تو۔ مگر یہ تینوں قیدی تو معلوم نہیں ہوتے۔ ایک کے پاس مشین گن بھی ہے؟“ جسٹن نے جواب دیتے ہوئے خاور کی طرف اشارہ کیا۔

”ٹوڈ۔ تم انہیں بغیر گارڈز کے اس طرح کیوں لائے ہو جبکہ ان کے دوسرے ساتھیوں کو بے ہوشی کی حالت میں لائے تھے۔“ بوب نے چونکتے ہوئے ٹوڈ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”چیف کے حکم پر۔ مقدس دیوی نے انہیں معاف کر دیا ہے اور چیف نے انہیں تنظیم میں شامل کر لیا ہے۔ اب یہ ہمارے معزز ساتھی ہیں اور چیف نے انہیں اپنے کمرے میں پہنچانے کا حکم دیا ہے جہاں ان کے باقی ساتھی چیف کے ساتھ چائے پی رہے

ہیں؟“ ٹوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹوڈ درست کہہ رہا ہے جسٹن۔ بے شک تم رائگ چو کو کال کر کے کنفرم کر لو؟“ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا تو جسٹن نے سر جھٹکا اور میز کے قریب جا کر انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی گارڈز کے اعتراض پر مضطرب ہو گئے تھے۔ ”لیس۔ رائگ چو بول رہا ہوں؟“ ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے آواز ابھری۔ اس کا لہجہ شوگرانی تھا۔

”جسٹن بول رہا ہوں سر۔ ٹوڈ اور مارٹن تین پاکیشیائی ایجنٹوں کو لائے ہیں۔ وہ تینوں آزاد حالت میں ہیں اور ایک کے پاس مشین گن بھی ہے۔ ٹوڈ کا بیان ہے کہ چیف نے انہیں تنظیم میں شامل کر لیا ہے؟“ جسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا۔ مجھے تو چیف نے نہیں بتایا اور ان کے ساتھی بھی لاک اپ میں بند ہیں؟“ جواب میں رائگ چو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ٹوڈ کے مطابق مقدس دیوی نے انہیں معاف کر دیا ہے اور ان کے باقی ساتھی چیف کے کمرے میں چائے پی رہے ہیں۔ چیف نے ان تینوں کو بھی اپنے کمرے میں طلب کیا ہے۔ مارٹن نے کہا ہے میں آپ سے تصدیق کر لوں؟“ جسٹن نے چونکتے ہوئے مزید کہا۔

”اوہ۔ انہیں فی الحال گیٹ پر روک لو۔ مجھے یہ کوئی چکر معلوم

ہوتا ہے۔ میں چیف سے بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں۔“
 دوسری طرف سے رائگ چو کی مضطربانہ آواز آئی اور رابطہ ختم ہو گیا
 تو جسٹن انٹرکام آف کر کے ٹوڈ اور مارٹن کی طرف دیکھنے لگا جبکہ
 سیکرٹ سروس کے ممبرز کی چھٹی حس کسی خطرے کا اعلان کرنے لگی۔

عمران اور جوزف، فوکس کے آفس روم میں موجود تھے۔ وائچ
 ٹرانسمیٹر پر صفدر کی کال اٹینڈ کرنے سے پہلے عمران نے فوکس کی
 سٹیٹی پر مکا رسید کر کے اسے بے ہوشی کی وادی میں پہنچا دیا تھا۔
 اس کے بعد ٹوڈ کی کال اس نے فوکس کی آواز میں اٹینڈ کی تھی اور
 اب اسے جولیا اور چوہان کا انتظار تھا۔ چند لمحوں بعد سکریں پر
 کمرے کے باہر جولیا اور چوہان دکھائی دیئے۔ دونوں نے ہاتھ بلند
 کر رکھے تھے اور ان کے پیچھے دو سفید فام ائیر بیمن کھڑے تھے
 جنہوں نے جولیا اور چوہان پر مشین پٹل تان رکھے تھے۔ دونوں
 مسلح افراد کے جسم پر سفید رنگ کی مخصوص یونیفارم انہیں گارڈز ظاہر
 کر رہی تھی۔ ان کے علاوہ وہاں پہلے سے موجود کینیڈین گارڈ بھی
 کھڑا تھا۔ اسی لمحے کمرے میں گھنٹی کی مترنم آواز ابھری تو فوکس کی
 کرسی پر بیٹھے عمران نے جوزف کی طرف دیکھا۔

”جوزف۔ دروازے کی آڑ لے لو۔ جولیا اور چوہان کو لانے والے دونوں گارڈز اندر آئیں تو انہیں فوراً کور کر لینا“..... عمران نے تیزی سے جوزف کو ہدایات دیں پھر کنٹرول پینل کا مخصوص بٹن پریس کر کے فوراً ہی کمری سے اتر کر میز کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ کھلا تو جوزف دروازے کے پاس دیوار سے چپک چپکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سنوکر کا مشین پستل تھا۔ پہلے جولیا اور چوہان کمرے میں داخل ہوئے پھر دونوں گارڈز اندر آئے تو عمران نے یکدم قرش سے اٹھتے ہوئے دوبارہ بٹن پریس کیا اور ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ گارڈز کی طرف کر دیا۔ گارڈز کے ساتھ ساتھ جولیا اور چوہان بھی عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے۔ جوزف نے دروازہ بند ہوتے ہی آگے بڑھ کر مشین پستل سے ایک گارڈ کے سر پر ضرب رسید کی اور دوسرے کے ہاتھ سے مشین پستل چھین لیا۔ ضرب کھانے والا گارڈ کراہتا ہوا قرش پر ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا گارڈ تیزی سے جوزف کی طرف پلٹا ہی تھا کہ جوزف نے اس کے سینے سے مشین پستل لگا دیا۔ جوزف کو دیکھ کر اس گارڈ کی آنکھیں خوف و حیرت سے پھیل گئیں۔

”ہاتھ بلند کر لو مسٹر ورنہ چھلنی کر ڈالوں گا“..... جوزف نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور گارڈ نے بوکھلا کر ہاتھ اٹھا دیئے۔

”ادھر دیوار کے پاس کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو گارڈ عمران کی طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتے

ہوئے دیوار کی طرف بڑھا مگر دیوار کے پاس بے ہوش پڑے فوکس کو دیکھ کر بے ساختہ اچھل پڑا۔ جوزف نے اس سے چھینا ہوا مشین پستل جولیا کی طرف اچھال دیا۔ جولیا نے مشین پستل کیج کیا اور دوبارہ عمران کی طرف دیکھنے لگی جبکہ چوہان نے فرش سے بے ہوش پڑے گارڈ کا پستل اٹھا لیا تھا۔

”تم۔ تم کہاں تھے اب تک“..... جولیا نے عمران سے پوچھا تو اس کی آواز بھرا گئی۔

”پشپا دیوی کے پاس۔ اس کی مہمان نوازی سے لطف اٹھا رہا تھا۔ کیا تم لوگوں کو کوئی تکلیف دی گئی ہے“..... عمران نے جواباً کہا۔

”ہاں۔ اس پشپا نے ہمیں مسلسل دہشت کے عذاب میں ڈالے رکھا تھا“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ پہلے ہمیں بدروحوں کے غار میں بند کیا گیا تھا اور وہاں ایسے بھیانک واقعات پیش آئے کہ خدا کی پناہ ہم خوف کی شدت سے بار بار بے ہوش ہوتے رہے“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ حرافہ دیوی تو کہتی تھی کہ اس نے تمہیں عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے“..... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اور جوزف کو قربانی کا بکرا بنا کر ناگ دیوتا کی بھیٹ چڑھانے کے لئے تیاری کر لی گئی تھی۔ بہر حال اب ہم پشپا

دیوی کے مہمان ہیں۔ اس نے مجھے تنظیم کا چیف بنا دیا ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو پہلا چیف فوکس کہاں گیا؟“..... چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”پشپا نے مجھے پسند کرنے کے بعد فوکس کو اس کے عہدے سے ڈس مس کر دیا ہے۔ وہ پڑا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دیوار کے قریب بے ہوش پڑے فوکس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو جولیا اور چوہان فوکس کو دیکھنے لگے جس کا چہرہ زخمی تھا۔ دوسری دیوار کے پاس سنوکر کی لاش پڑی تھی۔ گارڈ سنوکر کے پھٹے ہوئے سر اور فرش پر بکھرے بھیجے کو دیکھتا ہوا لرز رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ صفدر، تنویر اور خاور کہاں ہیں؟“..... چوہان نے ایک دو لمحوں بعد عمران سے پوچھا۔

”وہ بھی بخیریت ہیں اور نصف گھنٹہ بعد یہاں پہنچنے والے ہیں۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دیوار کے پاس کھڑے گارڈ کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... عمران نے گارڈ سے پوچھا جسے جوزف نے نشانے پر لے رکھا تھا۔

”مر۔ مرنی۔“ گارڈ نے خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”اتھوئی کہاں ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ۔ وہ اپنے کمرے میں ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم

لاک اپ میں بند افراد کو نکال کر چیف کے کمرے میں لے جائیں۔ کیا تم نے چیف کو ہلاک کر دیا ہے؟“..... مرنی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ لیکن اب تمہارے ساتھ اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے چند سوالوں کے جواب دو۔ یاد رکھو۔ اس وقت مقدس روح یہاں موجود ہے اور اس نے مجھے فوکس کی جگہ چیف مقرر کیا ہے۔ تم نے ذرا بھی جھوٹ بولا یا غلط بیانی کرنے کی کوشش کی تو مقدس دیوی فوراً تمہاری جان نکال لے گی۔“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو مرنی کے ساتھ ساتھ چوہان بھی خوفزدہ لگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”مم۔ میں۔ سچ سچ بتاؤں گا۔“..... مرنی نے اپنے خشک ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے ہوئے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”پہلے یہ تو بتاؤ کہ اس عمارت کے اندر باہر کتنے گارڈز ہیں اور ہیلی پیڈ کہاں ہے؟“..... عمران نے سوال کیا۔

”اس عمارت کے باہر ہیلی پیڈ ہے۔ باہر پچیس تیس سیاہ فام گارڈز ہیں جبکہ عمارت کے اندر آٹھ دس میرے ساتھی گارڈز ڈیوٹی دیتے ہیں۔“..... مرنی نے جواب میں کہا تو جولیا میز کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران، مرنی سے سوال کرتا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد سوال و جواب کا سلسلہ بند ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی بلیک اسپائیڈر کے بارے میں کافی کچھ جان چکے تھے البتہ پشپا دیوی کے

بارے میں مرنی کو زیادہ معلومات حاصل نہ تھیں۔ اس کے بیان کے مطابق فوکس کا مقدس دیوی سے ڈائریکٹ رابطہ تھا اور اس کے حکم پر تنظیم کے چھوٹے بڑے ممبرز پشپا دیوی کے غلام بنے تھے۔ پشپا دیوی صدیوں سے مکڑالو قبیلے پر حکمرانی کر رہی تھی اور اسی نے مکڑالو قبیلے کے آدم خور وحشیوں کو فوکس کی غلامی کرنے کا حکم دیا تھا۔ دیوی کے حکم سے کوتاہی کرنے والے کو دیوی ایسی سزا دیتی تھی کہ وہ شخص خون تھوک کر چند لمحوں میں مر جاتا تھا۔ فوکس اور اس کے ماتحتوں کی موجودگی میں چند ایسے واقعات پیش آئے تھے جس کے سبب تنظیم کے ممبرز بھی مقدس دیوی سے خوفزدہ رہتے تھے۔ ایک دو مرتبہ ممبرز نے رات کے وقت بادلوں پر دیوی کا عکس بھی دیکھا تھا البتہ زیادہ تر ممبرز اس کی آواز ہی سنتے رہتے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کی عمارت کے بارے میں بھی مرنی نے تفصیل بتائی تھی کہ اس میں تنظیم کے انتظامی آفیسرز کے کمرے بھی ہیں اور ہیلی پیڈ کے انچارج راجر کا آفس بھی جبکہ کنٹرول روم راہداری کے اختتام پر واقع تھا۔ وہاں سے ہیڈ کوارٹر کے آس پاس اور اندرونی حصے کی سکریٹوں کے ذریعے نگرانی کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ انٹرکام کے ذریعے کنٹرول روم کا ہر کمرے سے رابطہ قائم تھا اور وہیں سے تمام ممبرز کو ہدایات یا چیف کے احکامات پہنچائے جاتے تھے۔ اس عمارت کے باہر ہیلی پیڈ کی دوسری جانب بھی ایک عمارت تھی اور اس عمارت میں لیبارٹری، ریسرچ سنٹر اور ایک ورکشاپ قائم تھی۔

مرنی کے بیان کے مطابق وہاں کئی سائنسدان، ٹیکنیشنز اور دوسرے ورکرز کام کرتے تھے جن کی تعداد پچاس کے لگ بھگ تھی اور وہ دو شفٹوں میں کام کرتے تھے۔ ان کی رہائش بھی اسی عمارت کے ایک حصے میں تھی جبکہ سیکورٹی آفس کنٹرول روم والی عمارت میں تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے باہر ایک ایک کلو میٹر کے فاصلے پر تین اطراف میں چیک پوسٹیں قائم کی گئی تھیں تاکہ ان اطراف میں رہنے والے قبائلی ہیڈ کوارٹر کی طرف نہ آسکیں۔ گرین پوائنٹ ہیڈ کوارٹر سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر پہاڑی سلسلے کے آغاز میں تھا۔ وہاں سے آگے ایک بلند پہاڑ کے پاس بلیو پوائنٹ تھا اور اس پہاڑ پر ریڈار نصب تھا۔ عمران کو یہ سب جان کر اندازہ ہو گیا کہ بلیک اسپائیڈر کتنی طاقتور تنظیم ہے۔ تنظیم کے کم از کم ایک سو ممبرز کے علاوہ تنظیم کو مکڑالو قبیلے پر غلبہ حاصل تھا اور ہیڈ کوارٹر میں قبیلے کے تیس چالیس جوان موجود تھے جبکہ گرین اور بلیو پوائنٹ کے علاوہ تینوں چیک پوسٹوں پر چار پانچ درجن سے زائد سیاہ فام گارڈز کے طور پر ڈیوٹی دے رہے تھے اور ضرورت پڑنے پر مکڑالو قبیلے کی بستی سے مزید افراد کو طلب کیا جاسکتا تھا۔ اس طرح دو ڈھائی سو افراد سے بیک وقت نمٹنے کے لئے سیکرٹ سروس کو انتہائی ہوشیاری اور حکمت عملی سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ اگرچہ تنظیم کے چیف کو اس نے گرفت میں لے لیا تھا لیکن تنظیم کے ان دوسرے عہدے داروں کو قابو کئے بغیر تنظیم کا خاتمہ اور مقصد کا حصول ممکن نہیں تھا جو تمام

ممبرز اور گارڈز کو کنٹرول کر رہے تھے۔ ان میں کنٹرول روم انچارج رائگ چو، سیکورٹی انچارج کراؤن اور لیبارٹری انچارج مائیکل کافی اہم افراد تھے۔ رائگ چو کے بارے میں مرنی نے بتایا تھا کہ فوکس کے بعد رائگ چو ہی سب سے زیادہ اختیارات رکھتا ہے اور وہ تنظیم کے باقی افراد میں سے ہے۔ رائگ چو کو مرنی نے کئی مرتبہ فوکس کے کمرے میں چائے پیتے دیکھا تھا جبکہ مائیکل اور کراؤن فوکس کے کمرے میں آتے جاتے دیکھے گئے تھے۔

”اب تم کیا کرو گے“..... جولیا نے عمران سے پوچھا۔
”مقدس دیوی کے حکم کی تعمیل“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اردو میں کہا تاکہ مرنی نہ سمجھ سکے۔

”کون سا حکم۔ تمہارا اس سے کیا واسطہ“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ واسطہ کیا کم ہے کہ اس نے میری شرائط مان کر مجھے چیف بنا دیا ہے۔ اب مجھے بھی اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا“۔ عمران نے کہا۔

”کیا وعدہ عمران صاحب“..... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”شادی کا وعدہ“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا، عمران کو گھورنے لگی۔

”اوہ۔ تو کیا آپ روح سے شادی کریں گے“..... چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ وہ بھی تو میرے جسم سے نہیں میری روح سے پیار کرتی ہے۔ سوچو جب روحوں کی بارات ہوگی تو کتنی خوشیوں کی برسات ہوگی، بھگی بھگی رات ہوگی اور رقص میں کائنات ہوگی اور“..... عمران نے چپکتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا مگر اسی لمحے انٹرکام کی بیل بج اٹھی اور عمران یکدم خاموش ہو گیا۔ نہ جانے کس کی کال تھی۔

”چوہان۔ مرنی کو کھلا دو برنی“..... عمران نے سنجیدہ ہو کر چوہان کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا تو چوہان تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا مرنی کے قریب آیا اور اسے دیوار کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ مرنی نے چوہان کی طرف پشت کی تو چوہان نے فوراً ہی مرنی کے سر پر مشین پٹل کے دستہ سے زوردار ضرب لگائی اور مرنی کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ تب عمران نے انٹرکام آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ رائگ چو بول رہا ہوں“..... انٹرکام سے ایک آواز بلند ہوئی تو عمران چونک پڑا۔

”نیں رائگ چو۔ کیا سیکرٹ سروس کے باقی تینوں ممبرز آچکے ہیں“..... عمران نے فوکس کے لب و لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ وہ احاطے کے گیٹ پر موجود ہیں۔ مجھے ابھی گیٹ گارڈ نے بتایا ہے۔ ان تینوں افراد کے ساتھ ٹوڈ اور مارٹن ہیں۔ کیا آپ نے انہیں معاف کر کے تنظیم کا ممبر بنانے کا فیصلہ کیا

ہے۔۔۔۔۔ رائگ چو کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ مقدس روح نے انہیں معاف کر کے تنظیم کے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا ہے اور مجھے مقدس روح نے حکم دیا ہے کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کی صلاحیتوں سے تنظیم کو مزید طاقتور بنایا جائے۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جولیا اور چوہان بھی لاک اپ میں نہیں ہیں۔ کیا انہیں بھی مقدس دیوی نے معاف کر دیا ہے۔۔۔۔۔ رائگ چو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ چونکہ مقدس دیوی کا حکم تھا اس لئے میں نے انہیں اپنے کمرے میں طلب کر لیا ہے۔ ان کے باقی ساتھی یہاں آئیں گے تو انہیں تنظیم کا باقاعدہ ممبر بنا کر انہیں ان کی ڈیوٹی سے آگاہ کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب میں کہا۔

”سمجھ گیا سر۔۔۔۔۔ رائگ چو نے دوسری جانب سے عجیب سے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا سمجھ گئے ہو۔ تم نے کیوں کال کی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے پوچھا۔

”یہی کہ مقدس روح نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو معاف کر دیا ہے۔ یہی جاننے کے لئے میں نے کال کی تھی۔۔۔۔۔ رائگ چو کی طنزیہ سی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔

صفر کے علاوہ تنویر اور خادر کو بھی خطرے کا احساس ہونے لگا۔ یقیناً کنٹرول روم انچارج رائگ چو کو فوکس کے احکامات پر شبہ ہو گیا تھا اور اب وہ فوکس سے ٹوڈ کے بیان کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

”ٹوڈ۔ تم نے رائگ چو کا حکم سن لیا ہے اس لئے فی الحال تمہیں یہاں ٹھہرنا ہو گا۔۔۔۔۔ جسٹن نے ٹوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”نو پرابلم۔ ہم انتظار کر لیں گے حالانکہ چیف نے حکم دیا تھا کہ ان تینوں کو جلد سے جلد ان کے کمرے میں پہنچایا جائے۔ ٹوڈ نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ہولسٹرز خالی نظر آ رہے ہیں۔ مشین پٹل کہاں گئے۔۔۔۔۔ دوسرے گارڈ بوب نے ٹوڈ سے پوچھا۔

”ان دونوں کے پاس ہیں مگر خطرے کی کوئی بات نہیں۔ یہ اب ہمارے ساتھی ہیں“..... ٹوڈ نے جواباً کہا۔

”ٹھیک ہے مگر کیا یہ بھی تمہیں چیف نے حکم دیا تھا کہ اپنا اسلحہ ان کے حوالے کر کے خود غیر مسلح ہو جاؤ“..... جسٹن نے طنز یہ لہجے میں کہا تو ٹوڈ اور مارٹن فوری طور پر کوئی جواب نہ دے سکے۔

”نہیں مسٹر جسٹن۔ اصل میں ہم نے ان پر قابو پا کر ان سے اسلحہ چھین لیا تھا لیکن فوراً ہی چیف کی کال آگئی اس نے ٹوڈ اور مجھے بتایا کہ مقدس دیوی نے ہم لوگوں کو معاف کر دیا ہے اور ہمارے باقی ساتھی ہیڈ کوارٹر میں اس کے ساتھ چائے پلے رہے ہیں تو ہم نے فوراً مارٹن اور ٹوڈ سے معذرت کر لی البتہ ان کے پستل اپنے پاس ہی رکھ لئے تھے کہ کہیں راستے میں آدم خور وحشی ہم پر حملہ کریں تو ہم اپنا دفاع کر سکیں۔ اعتراض ہے تو ہم مشین پستل انہیں واپس دے دیتے ہیں۔ اب تو تم بھی ہمارے ساتھی ہو۔“

صفدر نے تیزی سے ٹوڈ کی جگہ جواب دیتے ہوئے کہا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسی لمحے انٹرکام کی بیل بج اٹھی اور جسٹن نے پلٹ کر انٹرکام آن کر دیا۔ بوب بھی پلٹ کر انٹرکام کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہیلو۔ جسٹن بول رہا ہوں“..... جسٹن نے انٹرکام پر کہا۔
 ”رانگ چو بول رہا ہوں۔ چیف کے کمرے میں کوئی گڑبڑ ہے۔ لگتا ہے کوئی دوسرا شخص چیف کی آواز کی نقل کر رہا ہے۔ تم

فوراً تینوں پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لو۔ میں سیکورٹی انچارج کو اطلاع دے رہا ہوں۔ اس کے آنے تک پاکیشیائی ایجنٹوں کو کوئی حرکت نہ کرنے دینا۔ اگر وہ مزاحمت کریں تو انہیں چھلنی کر ڈالو“..... انٹرکام سے رانگ چو کی غضبناک آواز بلند ہوئی تو صفدر نے پھرتی سے مشین پستل نکال کر بوب کی پشت سے لگا دیا جبکہ تنویر نے مارٹن پر پستل تان لیا اور خاور نے پھرتی سے مشین گن کندھے سے اتار کر ٹوڈ کی پشت سے لگا دی۔ جسٹن انٹرکام آف کر کے ان کی جانب پلٹا تو بدلی ہوئی سچویشن دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

”سب لوگ ہاتھ اٹھا لیں ورنہ ہم بلا دریغ فائر کر دیں گے۔“
 صفدر نے جسٹن کو گھورتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ رانگ چو کا شبہ درست ہے۔“
 جسٹن نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس کا شبہ درست ہوتا تو مقدس دیوی ہمیں معاف نہ کرتی۔ اب رانگ چو پر دیوی کا عتاب نازل ہوگا“..... صفدر نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ بوب، ٹوڈ اور مارٹن نے بھی خوفزدہ ہو کر ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

”خاور۔ جسٹن اور بوب کے کندھوں سے گنیں اتار لو۔ ہری اپ“..... صفدر نے خاور کی طرف دیکھے بغیر اردو میں کہا تو خاور نے اپنی گن کندھے سے لٹکائی پھر پہلے بوب کے کندھے سے گن

اتاری۔ اس کے بعد جسٹن کی طرف بڑھا اور اس کے عقب میں آ کر اس کے کندھے سے گن اتاری پھر پیچھے ہٹ کر دونوں گنوں کے میگزین خالی کئے اور گنیں باؤنڈری گیٹ سے باہر اچھال دیں۔ فارغ ہو کر خاور نے اپنی گن جسٹن کی پشت سے لگا دی جبکہ صفدر کے حکم پر مارٹن اور ٹوڈ نے دونوں ہاتھ نیچے کر لئے۔

”صفدر۔ ہمیں فوراً فوکس کے کمرے میں پہنچنا چاہئے“۔ تنویر نے سرگوشی کے انداز میں صفدر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں رکھا ہوا ٹوڈ کا ریوالور نکالا جس پر سائیلنسر نصب تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جسٹن کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ جسٹن چیخے بغیر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ تب صفدر نے اپنے آگے کھڑے بوب کی کنپٹی پر ریوالور کی نال رکھ کر فائر کر دیا۔ وہ بھی کوئی آواز نکالے بغیر گر گیا۔ اس کا خشر دیکھ کر مارٹن اور ٹوڈ ایک مرتبہ پھر دہشت زدہ ہو کر لرزنے لگے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے پاس کھڑا مسلح گارڈ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے مشین گن کندھے سے اتار کر ہاتھوں میں لے لی تھی۔

”ٹوڈ۔ اسے مطمئن کرنا تمہارا کام ہے۔ بعد میں ہم سنبھال لیں گے“۔ صفدر نے ٹوڈ کی طرف دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کی پشت سے مشین پستل لگا دیا۔ مارٹن کی پشت سے تنویر نے مشین پستل کی نال لگا رکھی تھی۔ گارڈ قریب آ گیا۔

”کیا بات ہے ٹوڈ۔ ان دونوں کو کیوں ہلاک کیا گیا ہے“۔ اس

گارڈ نے چند قدم کے فاصلے پر رک کر ان کی طرف گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے چیف اور مقدس دیوی کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ چیف نے ان پاكیشیائی مہمانوں کو اپنے آفس میں طلب کیا ہے اور یہ اب تنظیم کے ممبرز ہیں“۔ ٹوڈ نے گارڈ سے کہا اور اس سے پہلے کہ وہ گارڈ کوئی اور سوال کرتا، صفدر نے یکدم ریوالور والا ہاتھ بلند کر کے اس گارڈ پر فائر کر دیا۔ بے آواز گولی گارڈ کی پیشانی میں سوراخ کرتی گم ہو گئی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گر گیا۔ عمارتوں کے آگے کھڑے چند نیزہ بردار سیاہ قام خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے مگر انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش نہ کی۔ شاید وہ آرڈر کے پابند تھے۔

”چلو۔ تیزی سے قدم اٹھاؤ۔ ہمیں جلدی سے چیف کے کمرے میں لے چلو۔ عمارت میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے“۔ صفدر نے ٹوڈ کو آگے دھکیلے ہوئے کہا اور مشین پستل جیب میں رکھ کر ریوالور ٹوڈ کے پہلو سے لگا دیا۔ ٹوڈ اور مارٹن تیزی سے اس عمارت کی طرف قدم اٹھانے لگے جس کی چھت پر انہیں ٹاور نصب تھے مگر وہ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ اچانک اس عمارت کے برآمدے سے سفید یونیفارم والے چار افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے باہر آتے دکھائی دیئے اور سیکرٹ سروس کے ممبرز ہوشیار ہو گئے۔ باہر آ کر چاروں گارڈز ان کی طرف تیزی سے بڑھنے لگے۔

انچارج کا۔۔۔۔۔ ٹوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے ساتھ چیف کے کمرے تک چلیں گے۔۔۔۔۔ گارڈ نے ایک لمحہ کے لئے سوچ کر کہا۔

”اوہ کے سمتھ۔ چلو، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔ ٹوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو دراز قامت گارڈ سمتھ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹوڈ، مارٹن، صفدر اور اس کے ساتھی بھی دوبارہ آگے بڑھنے لگے۔ سیاہ فام گارڈ حیرت و خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ صفدر نے باری باری تنویر اور خاور کی طرف دیکھ کر آنکھوں کے ذریعے انہیں اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔ وہ سب برآمدے میں داخل ہوئے جس میں دائیں بائیں راہداریاں تھیں لیکن وہاں کوئی گارڈ موجود نہ تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ اپنے آگے چلنے والے گارڈز پر حملہ کرتے، اچانک ہی بائیں جانب کی راہداری سے ایک آدمی نے باہر آ کر ان پر موت کا دہانہ کھول دیا اور برآمدہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونجنے لگا۔

”ٹوڈ، مارٹن۔ کیا تم انہیں مطمئن کر سکو گے۔۔۔۔۔ تنویر نے رکے بغیر ان دونوں سے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

”نہیں۔ انہیں سیکورٹی انچارج نے رائگ چو کے حکم پر بھیجا ہے۔ یقیناً رائگ چو نے سکریں پر یوب اور جیشن کو مرتے دیکھ لیا ہو گا اور اب بھی ہماری نگرانی کی جا رہی ہو گی۔۔۔۔۔ مارٹن نے آہستہ سے جواب میں کہا تو صفدر، ٹوڈ کے عقب میں ہو گیا اور دوسری جیب میں مشین پستل ہاتھ کی گرفت میں لے لیا۔ چاروں گارڈز ان کی طرف مشین گنیں تانے چند فٹ کے فاصلے پر رک گئے۔

”تم سب ہاتھ بلند کر لو ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ گے۔۔۔۔۔ ان چاروں میں سے ایک دراز قامت شخص نے تحسانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا ہم بھی۔۔۔۔۔ ٹوڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ مسٹر کراؤن نے تم سب کی گرفتاری کا حکم دیا ہے۔

دراز قامت شخص نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہم تو انہیں چیف کے پاس لے جا رہے ہیں۔ وہاں مقدس دیوی ان لوگوں کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔۔ مارٹن نے تیزی سے کہا۔

”لیکن ہمیں انچارج نے حکم دیا ہے۔۔۔۔۔ اس گارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ مقدس دیوی اور چیف کا حکم زیادہ اہم ہے یا

عمران نے خطرہ محسوس کر کے جوزف اور جولیا کو فوکس کی نگرانی کرنے کی ہدایت کی پھر چوہان کی طرف دیکھ کر اسے سمجھایا کہ چوہان کو کیا کرنا ہو گا۔ عمران کی بات سن کر چوہان دروازے کے قریب پہنچا اور مشین پشٹل والا ہاتھ جیب میں ڈال لیا۔ عمران نے میز پر نصب بٹن پریس کیا تو دروازہ کھل گیا۔ چوہان نے بڑھ کر باہر جھانکا۔ دروازے کی ایک جانب سفید فام گارڈ کھڑا تھا جبکہ دوسری جانب چاروں سیاہ فام گارڈ کھڑے تھے۔ وہ سب چوہان کی طرف دیکھنے لگے۔

”چیف نے تمہیں اندر طلب کیا ہے۔ ان گارڈز کو واپس بھیج دو۔“ چوہان نے سفید فام گارڈ سے سخت لہجے میں کہا تو سفید فام کینیڈین گارڈ چونکا۔

”تم لوگ جاؤ۔“ کینیڈین گارڈ نے افریقی گارڈز سے تحکمانہ

لہجے میں کہا تو وہ سب پلٹ کر چل دیے جبکہ کینیڈین گارڈ دروازے کی طرف بڑھا۔ جوئی وہ قریب پہنچا، چوہان نے فوراً جیب سے مشین پشٹل نکال کر اس کے سینے سے لگا دیا۔ چوہان کی اس حرکت پر گارڈ یکدم اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔

”ہاتھ اٹھا کر اندر آ جاؤ۔“ چوہان نے آہستہ سے گارڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا اور بائیں جانب ہٹ گیا تو گارڈ نے خوفزدہ ہو کر ہاتھ بلند کئے اور اندر آ گیا مگر اندر کا منظر دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔ چوہان نے تیزی سے مشین پشٹل اس کے پہلو سے لگایا اور عمران جو میز کی آڑ میں بیٹھ گیا تھا، اس نے اٹھ کر بٹن پریس کر دیا۔ نتیجے میں دروازہ بند ہو گیا۔ گارڈ عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ جلدی بتاؤ۔“ عمران نے گارڈ کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

”نف۔ فورٹر۔“ گارڈ نے خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”تمہارے چیف سمیت یہ سب لوگ مر چکے ہیں۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو۔ گن فرش پر ڈال دو۔“ عمران نے فورٹر سے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو اس نے ایک ہاتھ نیچے کیا اور کندھے سے مشین گن اتار کر فرش پر ڈال دی۔

”اب تمہیں میرے ساتھ کنٹرول روم تک جانا ہے۔ جولیا، تم یہاں آ بیٹھو۔“ عمران نے فورٹر سے کہنے کے بعد جولیا کی طرف

دیکھ کر کہا اور کرسی سے اٹھ گیا۔ جولیا میز کے گرد گھوم کر فوکس کی کرسی پر آ بیٹھی تو عمران نے اسے دروازہ کھولنے والے بٹن کی نشاندہی کی اور میز کے عقب سے نکل کر فورٹر کے پاس آ گیا۔ اس نے فورٹر کے لباس کی تلاشی لی مگر کوئی اسلحہ برآمد نہ ہوا۔

”ہاتھ نیچے کر کے نارمل انداز میں ہمارے آگے چلو۔ اگر تم نے کسی آدمی کو اشارہ یا صورت حال کے بارے میں بتانے کی کوشش کی تو میری جیب میں پڑے بے آواز ریوالور کی گولی تمہیں دوسری دنیا میں پہنچا دے گی۔“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں فورٹر سے کہا اور فورٹر ہاتھ نیچے کر کے لرزتے قدموں سے دروازے کی طرف بڑھا۔ چوہان نے مشین پستل اپنی جیب میں رکھ لیا۔

”قدم جما کر چلو فورٹر۔ چہرے کو نارمل کر لو۔ کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ تم خوفزدہ ہو“..... عمران نے فورٹر سے دوبارہ کہا اور پھر جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا نے بٹن پریس کیا اور کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ فورٹر باہر نکلا تو چوہان اور عمران اس کے پیچھے باہر آئے اور جولیا نے عمران کی ہدایت کے مطابق دوبارہ دروازہ بند کر دیا۔ راہداری میں آ کر فورٹر ہائیں جانب چل دیا۔ اسی لمحے برآمدے کی دوسری جانب راہداری کے ایک کمرے سے چار مشین گن بردار گارڈز برآمد ہوئے اور تیزی سے برآمدے میں آ کر باہر کی جانب مڑ گئے۔ انہوں نے فورٹر، چوہان اور عمران کی طرف دیکھا تھا مگر کے نہیں تھے۔ یقیناً وہ جلدی میں تھے۔ عمران ان کے اس طرح

تیزی سے باہر جانے پر چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں بے اختیار خیال آیا کہ یقیناً کوئی اہم بات ہے چنانچہ اس نے فورٹر کو رکنے کا حکم دیا اور وہ رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ گارڈ کہاں جا رہے ہیں اور کس کے حکم پر“..... عمران نے آہستہ آواز میں فورٹر سے پوچھا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

”پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے سیکورٹی انچارج نے انہیں کسی ایمر جنسی ڈیوٹی پر بھیجا ہو ورنہ یہ کمرے میں ہی رہتے ہیں“..... فورٹر نے بتایا تو عمران نے چوہان کو فورٹر کا دھیان رکھنے کا اشارہ کیا اور اپنا ریوالور چوہان کے حوالے کر کے اس سے مشین پستل لیا اور برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت برآمدے اور راہداریوں میں ان تینوں کے سوا کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ چوہان نے ریوالور فورٹر کے سینے سے لگا دیا تھا اور وہ کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران دبے قدموں چلتا ہوا راہداری کی نکڑ پر پہنچا اور دیوار سے لگ گیا پھر اس نے چہرہ آگے بڑھایا اور برآمدے سے باہر جھانکا تو بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے چہرہ پیچھا ہٹا لیا۔ عمارت سے باہر چند قدم کے فاصلے پر چاروں گارڈز کھڑے تھے۔ ان کے آگے کھڑے دو افراد میں سے ایک تو ہی شخص ٹوڈ تھا جس نے عمران اور جوزف کو جنگل میں گیس سے بے ہوش کیا تھا اور دوسرا شخص یقیناً مارٹن تھا جس کے بارے میں صفدر نے وائج ٹرانسمیٹر پر بتایا تھا۔ ان دونوں کے عقب میں

صفدر، تنویر اور خاور کھڑے تھے۔ خاور کے کندھے سے ایک مشین گن لٹک رہی تھی۔ عمران سوچنے لگا کہ کیا ان گارڈز کو سیکرٹ سروس کے ممبرز کو گرفت میں لینے کے لئے بھیجا گیا تھا کیونکہ چاروں گارڈز نے ان سب پر مشین گنیں تان رکھی تھیں۔

ایک دو لمحوں بعد عمران نے دوبارہ آڑ سے باہر جھانکا تو گارڈز واپس آ رہے تھے اور ان کے پیچھے ٹوڈ، مارٹن، صفدر، خاور اور تنویر چل رہے تھے۔ عمران چہرہ پیچھے ہٹا کر سوچنے لگا کہ کیا کنٹرول روم انچارج رائگ چونے انٹرکام پر اس کے ساتھ بات کرنے کے بعد اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے گارڈز کو بھیجا ہے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ انتظار کرنے لگا۔ اس کا اندازہ تھا کہ گارڈز اس کے تینوں ساتھیوں کو سیکورٹی آفس میں لے جائیں گے یا رائگ چو کے پاس جس نے انٹرکام پر عمران سے بات کی تھی اور اس کے طنزیہ لہجے سے عمران کو محسوس ہوا تھا کہ رائگ چو کو شبہ ہو گیا ہے کہ وہ فوکس کی بجائے کوئی اور ہے۔

چند لمحوں بعد قدموں کی آہٹیں سنائی دینے لگیں۔ اس کے ایک دو لمحوں بعد برآمدے کے فرش پر انسانی سائے حرکت کرتے نظر آئے تو قدموں کی آہٹیں قریب آتی سنائی دیں تو عمران نے آڑ سے ذرا سر آگے کر کے برآمدے میں جھانکا تو چاروں گارڈز باقی افراد سے چند فٹ آگے چلتے دکھائی دیئے۔ عمران نے دو سیکنڈ توقف کیا پھر یکدم آگے بڑھ کر چاروں گارڈز پر جہنم کا دہانہ کھول

دیا۔ برآمدہ فائرنگ کے شور سے گونج اٹھا اور عمران کے مشین پستل سے نکلنے والی بیسیوں گولیوں نے چاروں گارڈز کو پھٹائی کر دیا۔ مارٹن، ٹوڈ اور عمران کے ساتھی بے اختیار رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران نے پلٹ کر چوہان کو مخصوص اشارہ کیا اور چوہان نے پھرتی سے ریوالور کا دستہ فورٹر کی کپٹی پر رسید کر دیا۔ فورٹر کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا اور چوہان، عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر، تنویر اور خاور، عمران کی طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے جبکہ مارٹن اور ٹوڈ بدحواس ہو گئے تھے۔

”ٹوڈ، جلدی کرو۔ ہمیں کنٹرول روم میں پہنچنا ہے“۔ عمران نے قریب آ کر ٹوڈ سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ مگر چیف نے تو“۔ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”چیف نے مجھے حکم دیا ہے“۔ عمران نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور اسی لمحے برآمدے کی ایک دیوار پر نصب سائرن چیخنے لگا تو عمران کے اشارے پر صفدر اور تنویر نے پھرتی سے مارٹن اور ٹوڈ کے سر پر مشین پستل کے دستے رسید کر دیئے جبکہ عمران تیزی سے بڑھ کر برآمدے کی دوسری دیوار کے پاس پہنچ گیا پھر آڑ سے اس نے کنٹرول روم والی راہداری میں جھانکا تو دو تین کمروں کے دروازے کھل چکے تھے اور ان سے سفید یونیفارم والے باہر نکل کر برآمدے کی طرف دوڑنے لگے تھے۔ وہ سب مشین پستل اور مشین گنوں سے مسلح تھے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر

”عمران۔ تم نے برآمدے میں گارڈز کو کیوں قتل کیا۔ جولیا اور جوزف کہاں ہیں“..... رائگ چو نے اپنی میز کے پاس رک کر عمران کو گھورتے ہوئے سوال کیا تو عمران اور صفدر کمرے کے وسط میں رک گئے۔ دروازہ بند ہونے کے سبب اب سائرن کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ساؤنڈ پروف تھا۔ چاروں آپریٹرز اپنی کرسیوں سے کھڑے ہو گئے تھے۔

”تمہارے چیف فوکس کے حکم پر“..... عمران نے بے خوف لہجے میں جواب دیا۔

”کیوں۔ اور تم اس کمرے میں کیا کرنے آئے ہو“..... رائگ چو نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”تمہیں اطلاع دینے تاکہ تم مقدس روح کو بتا سکو کہ ہم تنظیم کے ممبرز بن چکے ہیں اور مقدس روح کی خواہش کے مطابق چیف نے مجھے ڈپٹی چیف بنا دیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ مجھے چیف نے اطلاع دینا ہوتی تو انٹرکام پر بتا دیتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو“..... رائگ چو نے غراتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں میری بات پر شک ہے تو مقدس روح سے پوچھ لو۔ وہ تو جھوٹ نہیں بولتی“..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے تم روح کے راز سے واقف ہو چکے ہو۔ یقیناً تم ہی نے چیف کی آواز میں انٹرکام پر مجھ سے بات کی تھی“..... رائگ چو نے یکدم چوکتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر

چاروں آپریٹرز بھی چونک پڑے۔

”نہیں پیارے۔ مقدس روح کے راز سے تو صرف تم اور تمہارا چیف واقف ہیں۔ تجھے کیا پتا کہ وہ روح تمہاری بیوی ہے یا بیٹی۔ مجھ سے تو اس نے شادی کا وعدہ کیا تھا جس کی وجہ سے میں تمہاری تنظیم میں شامل ہوا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ جلدی بتاؤ۔ تم نے چیف کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ورنہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا“..... رائگ چو نے غضبناک لہجے میں کہا تو عمران گھبرا گیا۔

”کک۔ کچھ نہیں۔ تم خود اس سے انٹرکام پر دریافت کر لو“۔ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”انہیں نرغے میں لے لو۔ ذرا بھی حرکت کریں تو گولی مار دینا۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں“..... رائگ چو نے آپریٹرز کی طرف دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ چاروں آگے بڑھے اور عمران اور صفدر سے ایک ایک قدم کے فاصلے پر رک گئے۔ تب رائگ چو نے پلٹ کر مشین گن میز پر رکھی اور انٹرکام سیٹ کا رخ اپنی جانب کر لیا۔

”مقدس روح۔ تم دیکھ رہی ہو۔ تمہارا پجاری تمہارے حکم پر شک کر رہا ہے“..... عمران نے چھت کی طرف منہ اٹھا کر درد بھری آواز میں کہا تو چاروں آپریٹرز نے چوکتے ہوئے بیک وقت چھت کی طرف دیکھا اور اسی لمحے عمران اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے

حرکت میں آ گئے۔ عمران نے اپنے دائیں جانب کھڑے دو آپریٹرز میں سے ایک کے ریوالور والے ہاتھ پر جھپٹا مارا اور دوسرے کی رانوں کے سنگم میں لات رسید کر کے فوراً ہی اچھل کر رانگ چو پر آ گرا۔ ایک آپریٹر کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا جبکہ دوسرے کے منہ سے کریناک سی چی نگی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور فرش پر گر گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا مٹانہ دبائے لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ صفدر نے اپنے ہاتھ نیچے گراتے ہوئے ایک آپریٹر کے ریوالور والے ہاتھ پر ٹھوکر رسید کی اور دوسرے کی ناک پر زور دار مکا جما دیا تو اس آدمی کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ درد سے کراہتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ کر اپنی ناک ٹٹولنے لگا جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔ دوسرے آپریٹر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر اس کے عقب میں ایک میز پر جا گرا مگر اس نے فوراً ہی سنبھل کر صفدر پر چھلانگ لگا دی۔

رانگ چو ادھیڑ عمر اور دبلا پتلا ہونے کے باوجود کافی پھرتیلا اور طاقتور ثابت ہوا۔ وہ ران میں ضرب کھانے والے آپریٹر کی چیخ سن کر تیزی سے پلٹا اور عمران اس پر آگرا تو رانگ چو میز سے ٹکرایا اور کراہتا ہوا عمران کے نیچے سے پھسل کر نکل گیا پھر تیزی سے سیدھا ہوا اور عمران اس کی طرف مڑا ہی تھا کہ رانگ چو نے عمران کے جبرے پر گھونسا جما دیا۔ عمران لڑکھڑایا اور ایک قدم پیچھے ہٹا تو رانگ چو میز پر رکھی مشین گن پر جھپٹا مگر عمران نے اسے موقع نہ دیا

اور تیزی سے رانگ چو کے پیٹ میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی مگر رانگ چو نے پھرتی سے عمران کا پاؤں دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور موڑنے لگا۔ عمران ایک پاؤں پر اچھلنے لگا۔ رانگ چو پوری قوت سے عمران کے پیر کو بل دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے تیزی سے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر جمائے اور جھٹکے سے اپنا پاؤں پیچھے کھینچا۔ رانگ چو کی گرفت سے اس کا پاؤں آزاد نہ ہوا لیکن وہ خود آگے کی طرف جھک آیا تو عمران نے فوراً ہی اس کے جبرے پر گھونسا جما دیا۔ اس کی کوشش کامیاب رہی۔ رانگ چو کے ہاتھوں سے عمران کا پاؤں چھوٹ گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور عمران نے دونوں پیروں پر کھڑے ہو کر رانگ چو کے سینے میں فلائنگ کلک رسید کر دی۔ وہ کراہتا اور لڑکھڑاتا ہوا پیچھے فرش پر جا گرا۔ عمران نے فوراً اس پر جست لگائی اور اس کے سینے پر جا پڑا مگر رانگ چو کسی چکنی مچھلی کی طرح عمران کے نیچے سے نکل گیا اور عمران سینے کے بل فرش پر آ پڑا۔ رانگ چو کروٹ بدل کر تیزی سے اٹھا اور اس نے عمران کے سر پر مکا مارنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے اس کا وار اپنی کلائی پر روکا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے رانگ چو کی ناک پر سر کی ٹکر رسید کر دی۔ رانگ چو درد کی شدت سے بلبلیا اور عمران نے اس کا گریبان چھوڑ کر رانگ چو کے کندھے پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا۔ کراٹے کی اس ضرب نے

رانگ چو کو چیختے پر مجبور کر دیا۔ شاید اس کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے میز پر رکھی مشین گن اٹھا کر رانگ چو پر تان لی۔

صفدر بیک وقت تین آپریٹرز سے لڑ رہا تھا۔ چوتھا فرش پر بیٹھا کراہ رہا تھا جس کے شانے میں عمران کی ٹھوکر پڑی تھی۔ صفدر تینوں آپریٹرز کے حملوں سے خود کو بچاتا اور ان کی ٹھوکروں اور گھونسوں سے تواضع کرتے ہوئے انہیں ریوالور اٹھانے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ چند لمحوں میں اس نے ایک اور آپریٹر کو بے کار کر دیا۔ صفدر نے اس کے پہلو میں کرائے کا مخصوص وار کر کے اس کی ایک دو پسلیاں توڑ دی تھیں اور وہ فرش پر تڑپتے ہوئے منہ سے خون اگل رہا تھا پھر صفدر نے ایک آدمی کے سینے میں اس زور سے ٹھوکر رسید کی کہ وہ چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ یقیناً اس کے سینے کی کوئی ہڈی فریکچر ہو گئی تھی جس کے سبب وہ دم توڑتا ہوا خون کی قے کر رہا تھا۔ آخری آپریٹر نے کمپیوٹر ٹیبل پر پڑے ریوالور کی طرف چھلانگ لگانے کی حماقت کی مگر ریوالور اٹھانے سے پہلے ہی تڑپاتی کئی گولیوں نے اس کے جسم میں سوراخ کر ڈالے اور وہ بے جان ہو کر فرش پر گر گیا۔ عمران نے اس پر مشین گن کا برسٹ مارا تھا۔ کئی گولیوں نے کمپیوٹر سیٹ اور دیوار پر نصب ایک سکرین کو بھی تباہ کر دیا تھا۔ اپنے ماتحتوں کا انجام دیکھ کر رانگ چو کا چہرہ خوف کی شدت سے تاریک ہو گیا۔ عمران نے فائر کرنے کے بعد

دوبارہ اس پر گن تان لی تھی۔ صفدر نے ہانپتے ہوئے دو ریوالور فرش سے اٹھا کر جیبوں میں ڈالے اور ایک ریوالور ہاتھ میں لے لیا۔

”رانگ چو۔ پشپا دیوی کو اپنی مدد کے لئے بلاؤ“..... عمران

نے رانگ چو کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے۔ مجھے معاف کر دو عمران“..... رانگ چو نے

خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”نہیں۔ تمہیں صرف مقدس روح معاف کر سکتی ہے۔ میں تو

اس کا پجاری ہوں“..... عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”میں۔ میں کسی روح کو نہیں جانتا۔ پشپا دیوی صرف مکڑالو قبیلے

کی دیوی ہے“..... رانگ چو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”پھر۔ مکڑالو قبیلے کو تم لوگوں نے کیسے غلام بنا لیا۔ جلدی بولو۔

وہ روح کہاں ہے جو ہم لوگوں کے ساتھ باتیں کرتی رہی ہے۔

جواب دو ورنہ میں فائر کر کے تمہیں روح میں تبدیل کر دوں

گا“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں سب کچھ بتا دوں گا۔ آہ۔ میرا

کندھا“..... رانگ چو نے چیختے ہوئے اور اپنے کندھے پر ہاتھ

رکھ لیا۔

”عمران صاحب۔ برآمدے میں ہمارے ساتھی انتظار کر رہے

ہیں۔ باہر سے کوئی عمارت میں نہیں آیا“..... صفدر نے عمران سے

اردو میں کہا تو عمران نے چونکتے ہوئے ایک سکرین کی طرف دیکھا جہاں تنویر، خاور اور چوہان الٹ کھڑے تھے۔

”کیا بات ہے۔ سائرن کی آواز پر باہر سے گارڈز کیوں نہیں آئے“..... عمران نے رائگ چو کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”سائرن۔ سائرن صرف اس عمارت میں موجود افراد کو خبردار کرنے کے لئے ہے۔ باہر کھڑے سیاہ فام کو اپنی جگہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے جبکہ دوسری عمارت میں سائرن کی آواز نہیں پہنچ سکتی“..... رائگ چو نے کراہتے ہوئے کہا۔

”دوسرے کمرے میں کتنے لوگ موجود ہیں۔ وہ باہر کیوں نہیں آئے“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”صرف گارڈز روم میں گارڈز تھے جنہیں تم نے مار ڈالا۔ سیکورٹی روم میں انچارج ہے۔ اس کے علاوہ عمارت میں کوئی نہیں ہے۔ ساتھ والے کمرے میں بھی صرف ریٹا ہے“..... رائگ چو نے جواب میں کہا۔

”اوہ۔ ریٹا کون ہے“..... عمران نے تیزی سے پوچھا۔

”پشپا دیوی“..... رائگ چو نے سر جھکاتے ہوئے آہستہ سے کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

تنویر، خاور اور چوہان برآمدے کے کونوں میں پوزیشن سنبھالے مستعد کھڑے تھے۔ سائرن بدستور بج رہا تھا مگر نہ تو فائرنگ کا شور سن کر باہر سے کوئی آیا تھا اور نہ ہی کسی کمرے سے کوئی آدمی برآمد ہوا تھا۔ انہیں اس پر بھی حیرت تھی کہ عمارت کے باہر کھڑے سیاہ فام نیزہ بردار گارڈز بار بار برآمدے کی طرف دیکھ رہے تھے مگر ان میں سے کسی نے اپنی جگہ چھوڑ کر اندر آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز کو صفدر اور عمران کی فکر بھی تھی جو کنٹرول روم میں ٹھگے تھے مگر واپس نہیں آئے تھے۔ چند منٹ بعد سائرن بند ہو گیا پھر چوہان کی واچ ٹرانسمیٹر پر گنگل موصول ہوا تو اس نے چونکتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چوہان۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... واچ ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز ابھری تو تنویر اور خاور، چوہان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”یس عمران صاحب۔ چوہان رسیونگ یو۔ اوور“..... چوہان نے تیزی سے کہا۔

”خطرہ ٹل گیا ہے۔ تم تینوں فوکس کے کمرے سے جولیا اور جوزف کو کنٹرول روم میں لے آؤ۔ فوکس کو بھی اٹھا لانا۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو چوہان نے بھی واچ ٹرائسمیٹر آف کیا پھر تنویر اور خاور کے ساتھ فوکس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ انہیں اندر موجود جولیا نے سکرین پر دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا اور وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔

”عمران اور صفدر کہاں ہیں چوہان“..... فوکس کی کرسی پر بیٹھی جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا تو چوہان نے اسے عمران کی ہدایت سے آگاہ کیا پھر جوزف کو بے ہوش پڑے فوکس کو اٹھانے کی ہدایت کی۔ دو منٹ بعد وہ سب کنٹرول روم کے دروازے پر رے ہی تھے کہ دروازہ کھل گیا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں کا منظر دیکھ کر چونک پڑے۔ عمران سامنے والی میز کے عقب میں کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ صفدر فرش پر بیٹھے رائنگ چو کے پیچھے کھڑا تھا اور اس نے رائنگ چو پر ریوالور تان رکھا تھا۔ فرش پر تین لاشیں پڑی تھیں اور ایک آدمی ہاتھ بلند کئے کھڑا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ اسی آدمی کی طرف تھا۔ میز کے آگے کرسی پر کوئی عورت بیٹھی تھی جس کا رخ عمران کی طرف تھا۔

تنویر، خاور اور چوہان حیرت سے رائنگ چو کی طرف دیکھنے لگے۔ جوزف نے فوکس کا بے ہوش جسم فرش پر ڈال دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہی رائنگ چو ہے“..... چوہان نے رائنگ چو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

”ہاں۔ پورے ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول اسی کے ہاتھ میں تھا لیکن اب اس کا ہاتھ بے کار ہے کیونکہ میں نے اس کے کندھے کی ہڈی توڑ ڈالی ہے“..... عمران نے سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا تو ممبرز آگے بڑھ آئے مگر کرسی پر بیٹھی عورت کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑے۔ وہ ایک نوجوان اور خوبصورت اکیمریٹین لڑکی تھی اور اس کی عمر بیس اکیس برس سے زیادہ نہ تھی مگر اس وقت اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا۔

”یہ کون ہے عمران“..... جولیا نے لڑکی کو دیکھ کر عمران سے پوچھا۔

”یہ وہی ہے جس کے عشق میں مجھے پہاڑوں اور جنگلوں کی خاک چھانٹی پڑی ہے۔ بڑی مشکل سے اسے رضا مند کیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کس بات پر رضا مند کیا ہے عمران صاحب“..... خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”شادی پر۔ کیا تم لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں ممبرز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ سیدھی طرح بتاؤ“..... جولیا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سیدھی طرح بتا دیا تو تم ابھی دہشت سے چیخنے لگو گی۔ کیوں پشپا دیوی“..... عمران نے آخری جملہ اس لڑکی سے کہا تو صفدر کے سوا تمام ممبرز حیرت کی شدت سے اچھل پڑے اور بڑے غور سے لڑکی کا جائزہ لینے لگے۔ صفدر ان کی حیرت پر مسکرا رہا تھا۔

”اوہ۔ تو یہ ہے وہ مقدس روح۔ لیکن باس یہ تو زندہ ہے۔“ جوزف نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”زندہ ہے تو ہم سے باتیں کرتی رہی ہے گھامڑ آدمی۔ اگر مردہ روح ہوتی تو ابھی تمہارا نذرہ چبا ڈالتی“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جوزف غصے سے اس لڑکی کو گھورنے لگا جس کا نام ریٹا تھا اور جسے عمران خود دوسرے کمرے سے پکڑ کر یہاں لایا تھا۔ ریٹا کے کمرے میں کافی بڑا مواصلاتی سسٹم نصب تھا اور ہیڈ کوارٹر کے اندر باہر کے علاوہ جنگلات میں بھی ایسے آلات مختلف درختوں پر پوشیدہ تھے جنہیں ریٹا کے کمرے میں آن آف کیا جاتا تھا۔ ان آلات میں خود کار ساؤنڈ سسٹم موجود تھا اور ریٹا کی آواز ان آلات سے نشر ہوتی تھی۔ ساؤنڈ سسٹم کے ساتھ ہی گیس پھیلانے والا آلہ بھی نصب کیا گیا تھا۔ ریٹا اپنے کمرے میں بیٹھی ایک بٹن پر پریس کرتی تو مطلوبہ مقام پر ساؤنڈ بکس پر پہلے زنانے دار آواز پیدا ہوتی اس کے بعد ساؤنڈ بکس کے ٹرانسمیٹر پر وہ ریٹا کی آواز سنائی

دیتی اور سننے والے اسے پشپا دیوی کی آواز سمجھ کر دہشت زدہ ہو جاتے تھے۔ ریٹا، فوکس یا رائگ چو کی ہدایات کے مطابق مطلوبہ افراد سے بات کرتی اور انہیں ڈراتی تھی۔ رائگ چو کی تجویز پر ہی فوکس ایکریمیا سے ریٹا کو اغوا کر لایا تھا۔ رائگ چو تنظیم کا ممبر بننے سے پہلے ایکریمیا کے ایک خوفناک تھیٹر میں ساؤنڈ انجینئرز دیا کرتا تھا۔ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد جب فوکس نے تاریک جنگلات میں ہیڈ کوارٹر قائم کرنے کا پروگرام بنایا تو اس نے رائگ چو کو ڈیوٹی سونپی کہ وہ افریقی قبائل کو قابو کرنے کے لئے خوفناک آوازیں پیدا کرے تو رائگ چو نے مکڑالو قبیلے کو بتایا کہ وہ قبیلے کی دیوی کا پیغام لایا ہے پھر ریٹا کی ریکارڈ کی ہوئی آواز قبیلے کی بستی میں پھیلائی گئی تو آدم خور وحشی دہشت زدہ ہو گئے اور دیوی کے عتاب سے بچنے کے لئے تنظیم کے غلام بن گئے۔

رائگ چو کے بیان کے مطابق فوکس نے یہاں ہیڈ کوارٹر بنانے کے بعد مغربی ملکوں سے کئی سائنسدانوں کو اغوا کر لیا اور بعض ملکوں سے سائنسی ایجادات کے فارمولے چوری کرائے جن پر یہاں لیبارٹری میں کام کیا جاتا تھا اور راکٹ سے میزائل تک ورکشاپ میں تیار کئے جاتے تھے۔ اغوا کئے جانے والے سائنسدانوں اور ہنرمندوں کو یہاں پشپا دیوی سے خوفزدہ کرانے کے بعد انہیں تنظیم کا ممبر بنایا گیا تھا۔ اسی طرح تنظیم کے دوسرے ممبرز کو بھی مقدس روح کے چکر میں پھنسا دیا گیا تاکہ کوئی ممبر یہاں

جانے والا فارمولا بھی مائیکل کے پاس تھا۔ فوکس کا پروگرام یہ تھا کہ خطرناک قسم کے ہتھیار تیار کر کے تیسری دنیا کے پسماندہ ممالک اور ایسے ترقی پذیر ممالک کو جن پر بین الاقوامی اداروں کی طرف سے جوہری ہتھیار بنانے پر پابندی عائد کی گئی ہے، انہیں بھاری قیمت پر فروخت کئے جائیں گے یا انہیں ہتھیاروں کے فارمولے فروخت کر کے دولت کمائی جائے گی۔ تنظیم کے نمائندے تمام ایسے ملکوں میں موجود تھے جن میں نامور سائنسدان اور ریسرچ سٹنڈر واقع تھے۔ ان ملکوں میں جب بھی کسی نئی ایجاد کے بارے میں تنظیم کو اطلاع ملتی، اس ایجاد کی اہمیت اور کارکردگی کے لحاظ سے اسے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا جاتا تھا اور پھر تنظیم کے ممبرز اس ملک سے مطلوبہ ایجاد کا فارمولا لے آتے تھے۔

عمران نے دو تین منٹ میں یہ سب باتیں اپنے ساتھیوں کو بتائیں تو سیکرٹ سروس کے ممبرز کو بے حد حیرت ہوئی۔
 ”اب آپ کیا کریں گے۔ اتنی بڑی تنظیم کو کیسے ختم کریں گے جبکہ پوری دنیا میں تنظیم کے ممبرز موجود ہیں“..... صفدر نے عمران سے کہا تو عمران معنی خیز انداز میں مسکرانے لگا۔

”برخودار۔ میری دادی اماں نے بنگلے کے لان میں آم کا پودا لگایا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں پودا تین چار فٹ بلند ہو گیا تو ایک دن میں نے سکول سے آنے کے بعد لکڑ ہارا بننے کے شوق میں چوکیدار کی کلہاڑی اٹھائی اور اس پودے کو جڑ کے پاس سے کاٹ ڈالا۔

سے فرار ہونے یا فوکس کی حکم عدولی کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔
 مکڑالو قبیلے کے علاوہ اردگرد کے دوسرے قبائل کو بھی ہیڈ کوارٹر سے دور رکھنے اور انہیں دہشت زدہ کرنے کے لئے ریٹا کی آواز کے علاوہ تاریکی میں ایک خفیہ پروجیکٹر کے ذریعے آسمان پر موجود سفید بادلوں پر ریٹا کی تصویر کا عکس بھی دکھایا جاتا تھا۔ اس سلائیڈ میں ریٹا نے چمک دار لباس پہنا ہوا تھا۔ تصویر کے ساتھ ریٹا کی آواز بھی کسی خفیہ سپیکر پر سن کر دیکھنے والے جنگلی فوراً سجدے میں گر کر دعائیں مانگنے لگتے تھے لیکن یہ تصویر صرف رات کے اندھیرے میں ایسے موقع پر دکھائی جاتی تھی جب مکڑالو قبیلہ ناگ دیوتا کی پوجا کے لئے جمع ہوتا تھا یا پھر کسی قبیلے کے سپاہی ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ تنظیم میں واحد لڑکی ریٹا پشپا دیوی کا کردار ادا کرنے کے علاوہ رانگ چو اور فوکس کے دل بہلانے کے لئے مخصوص تھی۔ ریٹا نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے تنظیم میں شامل نہیں ہوئی تھی بلکہ اسے یونیورسٹی جاتے ہوئے اغوا کر کے یہاں لایا گیا اور ڈرا دھمکا کر دیوی بننے پر مجبور کیا گیا تھا اس لئے عمران نے اس سے نرم رویہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

رانگ چو کے بیان کے مطابق دوسرے ملکوں سے چوری کئے جانے والے اہم فارمولے لیبارٹری انچارج مائیکل کے حوالے کر دیئے جاتے تھے جو خود بھی ایک سائنسدان تھا اور زیادہ دولت کمانے کے لئے تنظیم میں شامل ہوا تھا۔ پاکیشیا سے چوری کیا

اس کے کٹنے سے شام تک پودے کی تمام شاخیں اور پتے خشک ہو گئے تو میں نے پودے کو دوبارہ لگانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر اس کا مطلب سمجھ کر مسکرانے لگا۔

”تم کہانیاں سنانے میں وقت ضائع کر رہے ہو۔۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مس جولیا۔ عمران صاحب کا مطلب ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ختم کر دیا جائے تو تنظیم خود بخود ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ صفدر نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مگر آس پاس کے علاقے میں بھی تو مختلف چیک پوسٹوں پر تنظیم کے ممبرز موجود ہیں۔۔۔۔۔ تنویر نے تیزی سے کہا۔

”جب یہاں کچھ باقی نہیں بچے گا تو وہ لوگ کیا کر سکیں گے پیارے۔ تباہ شدہ ہیڈ کوارٹر کو کون دوبارہ تعمیر کرے گا۔ وہ سب اپنے اپنے ملکوں کا رخ کریں گے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب میں کہا پھر اس نے رائگ چو کی طرف دیکھا۔

”رائگ چو۔ مائیکل کا نمبر بتاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو رائگ چو نے مائیکل کا انٹرکام نمبر بتا دیا۔ عمران نے صفدر کو مخصوص اشارہ کیا اور صفدر نے آگے بڑھ کر رائگ چو کے سر پر مشین پٹل کا دستہ رسید کر دیا۔ رائگ چو کراہتے ہوئے بے ہوش ہو گیا اور عمران میز کے پیچھے کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے انٹرکام آن کیا

اور مائیکل کا نمبر پرپس کر دیا۔

”ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد انٹرکام کے لاؤڈر سے ایک بھاری آواز بلند ہوئی۔

”مائیکل۔ کام کی کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔۔ عمران نے فوکس کی آواز و لہجے میں پوچھا۔

”کام جاری ہے چیف۔ حکم فرمائیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ میں اس وقت کنٹرول روم میں رائگ چو کے پاس موجود ہوں۔ تم وہ فارمولے لے کر یہاں آ جاؤ جن پر آئندہ کام کیا جانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ رائگ چو اور تمہاری مشاورت سے ایسے فارمولوں کا انتخاب کیا جائے جو زیادہ اہم اور منافع بخش ہیں اور ان پر خود کام کرنے کی بجائے انہیں دوسرے ممالک کو فروخت کر کے فوری کیش حاصل کیا جائے۔۔۔۔۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں پانچ منٹ میں حاضر ہوتا ہوں۔ مجھے پتا چلا تھا کہ باہر کوئی ہنگامہ ہوا ہے اور سائرن بھی بجایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ احاطے کے گیٹ پر بھی گارڈز کی لاشیں پڑی ہیں۔۔۔۔۔ مائیکل کی آواز آئی۔

”ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہنگامہ کر دیا تھا اور کئی گارڈز کو ہلاک کر دیا تھا لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کو دوبارہ قابو کر لیا گیا ہے۔

اب مقدس روح کے حکم کے مطابق انہیں مکڑالو قبیلے کے حوالے کر دیا جائے گا تاکہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اپنے ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھا کر انہیں اپنی خوراک بنا سکیں۔ تم فوراً یہاں آ جاؤ“..... عمران نے آخر میں کہا اور انٹرکام آف کز صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

”صفدر۔ رائگ چو اور فوکس کو ریٹا والے کمرے میں پہنچا دو۔ ریٹا کو بھول جاؤ۔ میں نے اسے چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ مظلوم ہے مگر فی الحال اسے بے ہوش کر دینا“..... عمران نے تیزی سے ہدایات دیتے ہوئے کہا پھر چوہان اور خاور کو اشارہ کیا تو دونوں فوکس اور رائگ چو کے بے ہوش جسم کو کندھوں پر اٹھانے لگے جبکہ صفدر نے ریٹا کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ ان کے جانے کے بعد عمران نے جوزف اور تنویر کو دروازے کے پاس ہی ٹھہرنے کی ہدایت کی۔ چند لمحوں بعد صفدر، خاور اور چوہان واپس آ گئے تو عمران نے ہٹن پریس کر کے دروازے کو دوبارہ بند کر دیا۔

”مائیکل کے آنے تک تم لوگ ٹائم بم تیار کر لو۔ ان پر پندرہ منٹ کا وقت سیٹ کرنا“..... عمران نے ممبرز سے کہا تو انہوں نے لباس کے اندر رانوں سے بندھی پلاسٹک کی تھیلیاں نکالیں۔ ہر ممبر کی تھیلی میں کوٹ کے ہٹن سے ذرا بڑے سائز کے چھ طاقتور ٹائم بم تھے۔ ایک منٹ کے اندر اندر انہوں نے ٹائم بموں پر وقت ایڈجسٹ کر کے تمام بم جیبوں میں رکھ لئے۔ عمران دیوار پر نصب

اس سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر برآمدے کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر اور بھاری خدو خال والا شخص داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے ایک سیاہ فام گارڈ تھا جس نے فائلوں کا ہنڈل اٹھا رکھا تھا۔ یقیناً ادھیڑ عمر شخص مائیکل ہی تھا۔ وہ راہداری میں داخل ہوا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو الرٹ ہونے کی ہدایت کی پھر جوہنی کمرے میں نصب بیل کی آواز گونجی، عمران نے میز پر نصب ہٹن پریس کر دیا۔ دروازہ کھلا اور مائیکل کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عمران کو رائگ چو کی کرسی پر بیٹھے دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا مگر اس کے بولنے سے پہلے دروازے کی آڑ میں کھڑے تنویر نے بڑھ کر اس کی کنپٹی سے مشین پستل لگا دیا جبکہ جوزف نے مشین گن سیاہ فام گارڈ کے سینے سے لگا دی۔ عمران نے ہٹن پریس کیا اور دروازہ بند ہو گیا۔ مائیکل یکدم گھبرا گیا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

”تم کون ہو۔ رائگ چو کہاں ہے“..... مائیکل نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”وہ رائگ تھا اس لئے مقدس روح نے اس کی چونچ میں نمدہ باندھ کر چونا منڈی بھیج دیا۔ اب میں تمہارا دیوتا ہوں لہذا ہاتھ بلند کر لو۔ صفدر تم فائلیں لے لو گارڈ سے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور صفدر کو ہدایت کی تو صفدر نے بڑھ کر سیاہ فام گارڈ کے

ہاتھ سے فائلوں کا پلندہ لیا اور عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ مائیکل نے ہاتھ بلند کر لئے تھے۔ عمران نے جلدی سے فائلوں پر بندھا رہن کھول کر فائلیں دیکھنا شروع کیں تو دوسری فائل پر ہی اس نے ہاتھ روک لیا۔ اس فائل میں پروفیسر نادر واسطی کا ایٹمی فارمولا تھا۔ عمران نے دوبارہ فائلیں باندھیں اور مائیکل کی طرف دیکھنے لگا۔

”سنو مسٹر مائیکل۔ رائگ چو اور تمہارا چیف فوکس مارے گئے ہیں۔ سیکورٹی چیف بھی زندہ نہیں ہے۔ ہم اپنا مشن پورا کر کے واپس پاکیشیا جا رہے ہیں مگر تمہیں زندہ چھوڑ جائیں گے تاکہ تم تنظیم کی کمان سنبھال سکو۔ فی الحال تم میرے آدمیوں کے ساتھ واپس لیبارٹری میں جاؤ گے مگر ان کے نرغے میں رہو گے۔ اگر وہاں تم نے کسی کو صورتحال سے آگاہ کرنے یا خطرے کا اشارہ کرنے کی کوشش کی تو ان لوگوں کی جیبوں میں موجود ریوالور فوراً تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔ کیا سمجھے“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو مائیکل کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

”س۔ سمجھ گیا۔ کیا تم عمران ہو“..... مائیکل نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ مگر فی الحال مجھے شیطان سمجھو اور میرے آدمیوں کو لیبارٹری ورکشاپ کا دیدار کرانے کے بعد واپس آ جاؤ تاکہ پشپا دیوی تمہیں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر کا سربراہ بنانے کا اعلان کرے۔

جاؤ“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور دروازہ کھولنے والا بٹن پریس کر دیا۔

”تنویر۔ چوہان، صفدر۔ تم تینوں مائیکل کے ساتھ جاؤ اور پانچ منٹ کے اندر پوری عمارت میں گھوم کر واپس ہیلی کاپٹر کی طرف آ جاؤ۔ خاور تم فوکس کے آفس اور کنٹرول روم میں بم لگاؤ اور دونوں راہداریوں میں بھی۔ ہری اپ“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ممبرز کو ہدایات دیں تو وہ عمران کا مطلب سمجھ گئے اور خاور فوراً کمرے سے نکل گیا۔

”جوزف۔ تم ریٹا کو لے کر دوسرے کمرے سے نکل کر ہمارے پیچھے جاؤ“..... عمران نے جوزف کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس نے سیاہ فام گارڈ کے سینے سے مشین گن ہٹائی اور فوراً ہی گن کا دستہ گارڈ کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ گارڈ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو باہر چلنے کا اشارہ کیا پھر مائیکل کو ہاتھ نیچے کرنے کا حکم دیا تو مائیکل نے ہاتھ گرائے اور تنویر، چوہان اور صفدر کے گھیرے میں کمرے سے باہر نکل گیا تب عمران اور جولیا بھی ان کے پیچھے چل دیے۔ برآمدے میں پہنچ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو اسلحہ چھپا لینے کی ہدایت کی تو انہوں نے اپنے ریوالور اور مشین پستل جیبوں میں رکھ لئے۔ اتنے میں خاور بھی واپس آ گیا جبکہ جوزف بے ہوش ریٹا کو کندھے پر اٹھائے ان کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ عمارت سے باہر صرف سیاہ فام گارڈز ہاتھوں میں

نیزے لئے مستعد کھڑے تھے۔ چوہان اور صفدر، مائیکل کے ساتھ ہیلی کاپٹر کی دوسری جانب واقع عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے جبکہ جولیاء، جوزف اور خاور، عمران کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے پاس رُک گئے پھر جونہی عمران کے تینوں ساتھی مائیکل کو گھیرے میں لئے دوسری عمارت کے برآمدے میں داخل ہوئے تو عمران نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے ہیلی کاپٹر کا دوسرا دروازہ کھول دیا۔ جولیاء کاپٹر میں داخل ہو کر عمران کے عقب میں نشست پر بیٹھ گئی۔ جوزف نے عمران کی ہدایت پر ریٹا کو سب سے آخری نشست پر لٹا دیا۔ خاور بھی اندر آ گیا اور وہ تینوں باقی ممبرز کا انتظار کرنے لگے۔ جولیاء نے گھڑی پر وقت دیکھا اور مضطرب ہو گئی کیونکہ ٹائم بم بلاسٹ ہونے میں صرف چھ منٹ رہ گئے تھے۔ ان کی نگاہیں لیبارٹری والی عمارت کے برآمدے پر مرکوز تھیں۔ وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا۔ تین منٹ اور گزر گئے تو عمران بھی فکر مند ہو گیا۔

”عمران! وہ لوگ ابھی نہیں آئے۔ تین منٹ رہ گئے ہیں۔“ جولیاء نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی صفدر، چوہان اور تنویر مائیکل کے ساتھ برآمدے سے نکلے دکھائی دیئے اور عمران فوراً ہی ہیلی کاپٹر کا انجن اشارت کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی قریب آ پہنچے۔ عمران نے انہیں ہاتھ سے ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”مائیکل! تم کنٹرول روم میں جاؤ۔ پشپا دیوی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔“ عمران نے مائیکل سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ پلٹ کر دوسری عمارت کی طرف چل دیا۔ تنویر، چوہان اور صفدر کے اندر آتے ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کیا پھر ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنے لگا۔ تمام جنگلی نیزہ بردار گارڈز ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہے تھے پھر جونہی عمران کا ہیلی کاپٹر کا رخ بدل کر خاردار تاروں کی باڑ کی دوسری جانب پہنچا، دونوں عمارتوں میں خوفناک دھماکے ہونے لگے۔ جولیاء نے نیچے جھانکا تو عمارتوں کے آگے کھڑے سیاہ فام گارڈز چیختے ہوئے احاطے کے گیٹ کی طرف بھاگتے جا رہے تھے اور دونوں عمارتیں شعلوں میں گھر چکی تھیں اور بلبے کا ڈھیر بنتی جا رہی تھیں۔ چند لمحوں میں ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر سے کافی فاصلے پر نکل آیا لیکن فضا میں اب بھی دھماکے گونج رہے تھے۔

”خس کشم جہاں پاک“ عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تو تمام ممبرز مسکرانے لگے۔

”عمران صاحب! اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ خاور نے عمران سے پوچھا۔

”وہیں جہاں ہمیں دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ لوٹ کے بدھو گھر کو آئے“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو صفدر، خاور اور چوہان مننے لگے جبکہ تنویر، عمران کو گھورنے لگا جو عمران کے ساتھ والی سیٹ

پر بیٹھا تھا۔

”تم ہی بدھو ہو۔ ہم نہیں ہیں“..... عقب میں بیٹھی جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں بدھو ہوتا تو پشپا دیوی سے شادی کر کے تم سب کو مکڑالو قبیلے کے آدم خوروں کے حوالے کر دیتا“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں تو خطرہ تھا کہ آدم خوروں سے جنگ کرنا پڑے گی اور بڑے بڑے معرکے سر کرنا پڑیں گے لیکن آپ نے اتنی آسانی سے ہیڈ کوارٹر تباہ کر ڈالا کہ ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا پڑا“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو کہ مجھے رائگ چو اور فوکس کی عیاری کا اندازہ ہو گیا تھا ورنہ تم اب بھی کسی تاریک غار میں پڑے دہشت سے چیخ رہے ہوتے“..... عمران نے ہنس کر جواباً کہا۔

”کون سی عیاری“..... خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”مقدس روح والی۔ جنگل میں ہیلی کاپٹر سے اترنے کے بعد جب پشپا دیوی نے مجھ سے باتیں کیں اور اس کے فوراً بعد خاور اور میں بے ہوش ہو گئے تو ہوش میں آنے کے بعد جوزف اور میں درختوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور مکڑالو قبیلے کے سپاہی ہماری نگرانی کر رہے تھے۔ میں نے انہیں فریب دے کر ہلاک کر دیا مگر مقدس روح کو پتا نہ چلا۔ اس کے بعد ہیڈ کوارٹر کے لاک اپ میں روح نے مجھ سے بات کی تو میں نے اندازہ لگایا کہ سب چکر بازی

ہے اور فوکس روح کا ڈرامہ رچا کر ہمیں تنظیم کے لئے کام کرنے پر مجبور کرنا چاہتا ہے چنانچہ حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کے لئے میں نے مقدس روح کی بات مان لی اور تب مجھے فوکس کے کمرے میں لے جایا گیا تو مجھے مزید یقین ہو گیا کہ تنظیم کی ہی کوئی عورت پشپا دیوی کا رول کر رہی ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”باس۔ نگانا کی بستی میں میرا انتظار کیا جا رہا ہو گا۔ آپ کچھ دیر کے لئے میرے قبیلے کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کے لئے وہاں چلیں“..... دفعتاً عقب میں بیٹھے جوزف نے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ ان لوگوں کو پاکیشیا پہنچانے کے بعد میں تمہاری بارات کے ساتھ دوبارہ آؤں گا اور نگانا کی روح سے تمہاری شادی کروں گا“..... عمران نے جواب میں کہا تو جوزف سہم کر رہ گیا جبکہ ممبرز جوزف کو خوفزدہ دیکھ کر مسکرانے لگے۔

ختم شد